کتاب

نِدائے غیبی

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی کرم اللہ وجہہ

حضرت شیخ محبوب شاہ وارثی ہندی العربی

ہدیہ
دعائے خیر

زیرِ اہتمام
سلیم الیاس پریس
برانڈرتھ روڈ
لاہور

Marfat.com

کتاب

ندائے غیبی

حصّہ اوّل و دوئم مکمل

از تالیف

الحاج حضرت شیخ محبوب شاہ وارثی ہندی العربی

حسب فرمائش

ناصر حسن وارثی

۲۴ چوبرجی لائینز - شام نگر لاہور

زیر اہتمام

جناب محمد سلیم الیاس پرنٹنگ پریس مسلم سٹریٹ نمبر ۶

برانڈرتھ روڈ - لاہور

۱۴۰۸ھ

۱۹۸۷ء

بار اوّل

تعداد ایک ہزار

297.692
م 569 ن
191292

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب ندائے غیبی مندرجہ ذیل پتوں سے طلب فرمایئے

۱- جناب الحاج قاضی عزت شاہ صاحب وارثی۔ استانہ عالیہ جناب اکمل شاہ صاحب وارثی فیض شریف ڈاکخانہ جنگا بنگیال۔ گجرخان۔ ضلع راولپنڈی۔

۲- جناب الحاج سید آیاز وارث صاحب وارثی (عرف کلو میاں) خلف الرشید حضرت میاں بیدم شاہ صاحب وارثی۔ وارث روڈ پیر کالونی والٹن لاہور۔

۳- جناب حاجی ناصر حسن صاحب وارثی سپرنٹنڈنٹ کسٹمز ۲۴ - چوبرجی لائنز شام نگر لاہور نمبر ۲۵

۴- جناب اسرار الحسن صاحب۔ وارثی۔ انریری سکریٹری۔ انجمن اتحاد وارثیہ وارثیہ۔ پاکستان (رجسٹرڈ) آرٹلری میدان گلی نمبرا قاضی خدابخش روڈ برنس روڈ کراچی۔

۵- جناب شیخ محمد علی صاحب عرف شان میاں وارثی۔
قصبہ و ڈاکخانہ مانگا منڈی۔ ضلع۔ لاہور۔

۶- جناب ڈاکٹر عبدالغفار صاحب وارثی۔ چوبرجی لائنز عائشہ کلینک۔ لاہور نمبر ۲۵

دعائے مغفرت

ناصر حسن وارثی کے بھتیجے برخوردار فیضان وارث۔ ایم۔اے ایک کار کے حادثہ میں انتقال ہوگیا۔ اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔ اُس نوجوان اکلوتے بیٹے کا صدمہ ایکے والدین و عزیز و اقارب کیلئے قیامت صغرا کے کم نہیں۔ تمام قارئین و نیز جملہ برادران فریقت و سلسلۂ وارثیہ حضرات سے درخواست ہے کہ مرحوم کیلئے دعا مغفرت فرمائیں شکریہ
(شیخ محمد علی عرف شان میاں وارثی)

طالب دعا خیر۔
شیخ محمد علی عرف شان میاں وارثی۔

طالب دعا خیر۔
ڈاکٹر عبدالغفار وارثی انجنیر خرم اقبال وارثی

Marfat.com

التماس

کتاب ہذا "ندائے غیبی" کی اشاعتِ دیگر۔ محترم حاجی ناصر حسن صاحب وارثی کی کدّ و کاوش اور تعاون کا نتیجہ ہے۔ موصوف نے بکمل خلوص و جذبۂ ایمانی کتاب ہذا کی کثیر جلدیں تمام خاص و عام میں مفت تقسیم کرنے کے لئے فراہم فرمائی ہیں۔ تاکہ برادران طریقت بالخصوص اور دیگر شائقین حضرات بالعموم کما حقّہ مستفیض ہو سکیں۔

قارئین و ناظرین حضرات سے التماس ہے کہ وہ جناب حاجی ناصر حسن صاحب وارثی کو دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

ان کے والدین و مرحوم بھائی مظفر حسن وارثی و اسرار حسن وارثی کے لئے مغفرت کی دعائیں کریں۔ نیز جملہ برادران طریقت و سلسلۂ وارثیہ کے تمام حضرات کو بھی دعائے خیر میں یاد رکھیں۔

عبدالرب۔ معظم وارثی
ریٹائرڈ اکاؤنٹس آفیسر (ٹی اینڈ ٹی)
لاہور

DATA ENTERED

Marfat.com

حقیقتِ حال

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمانوں کی ترقی کا باعث دولتِ دنیا اور صرف ظاہری اسباب و ذرائع نہ تھے بلکہ ان کی ترقی کا مدار دراصل اُن کی قوتِ روحانی پر منحصر تھا وہ روحانی تقویت کے اعتبار سے جس قدر مضبوط اور پر اعتماد تھے۔ اتنے ہی اغیار کی نظروں میں وقیع اور قابلِ ستائش تھے، روحانی افزائشوں کا ہی نتیجہ تھا کہ چہار دانگِ عالم میں مسلمانوں کے حسنِ عمل کا ڈنکا بج رہا تھا اور اسلام کا ایک ادنیٰ خادم اس روحانی تقویت کے باعث سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کی جلالت و عظمت کے کسی بڑے سے بڑے شہنشاہ کے جاہ و حشم کو آنکھ میں بھی نہ لاتا تھا۔

تاریخ اس بات کی بھی گواہی دے رہی ہے کہ دنیا میں شاہانِ اسلام اور عمالِ حکومت ایک طرف اگر اپنی فتح مندی اور کامرانی کے لئے اسباب دنیوی سے متمتع ہوتے تھے تو دوسری طرف وہ فقراء و اولیاء کرام کے دربار میں روحانی فیوض و برکات کی تحصیل کے لئے حاضر ہونا اپنی نصرت و کامرانی کی دلیل سمجھتے تھے اور دنیا نے دیکھا کہ بیشتر مواقع پر اولیاء کرام کی روحانی قوتوں نے توپ و تفنگ سے زیادہ کام کیا۔

انقلاباتِ زمانہ سمجھئے یا مسلمانوں کی بدقسمتی کہ انہوں نے اغیار کی سازشوں کا شکار ہو کر احکاماتِ دینیہ سے کنارہ کشی کے ساتھ ساتھ اولیاء کرام کی روحانی قوتوں سے فیوض و برکات کی تحصیل کو دنیوی اسباب و ذرائع پر قربان کر دیا اور طرح طرح کے

Marfat.com

اختلافات اور موشگافیوں کا شکار ہو کر اس نعمت و برکت سے محروم ہو گئے جس کا نتیجہ آج اُن کے سامنے ہے اور "خود کردہ را علاج نیست" کے مصداق سوائے کفِ افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

کوئی صحیح العقل مسلمان اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ تلاوت کلام الٰہی اور انبیاء علیہم السلام کے اقوال و افعال کے تذکرہ کے بعد اولیاء کرام کے اوصاف و احوال کے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی ذکر نہیں یہی وجہ ہے کہ علماء کرام اور مشائخ کبار نے ہمیشہ اپنے متوسلین و معتقدین کو اولیاء کرام کا ذکر کرنے کی ہدایت فرمائی ہے

شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اولیاء اللہ کی باتیں یاد رکھو اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اُن کے نام ہی یاد رکھو کہ یہ بھی باعث خیر و برکت امر ہے۔ حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ سے اکثر ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ اے خسرو ملفوظات مشائخ کو یاد کرو اور ان کا ذکر کیا کرو کیونکہ ان کے ذکر سے دل میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

شہداء کرام اور واصلین حق اولیاء کرام، اگرچہ ہماری ظاہری نظروں سے دور ہیں مگر خداوند عالم کے ارشاد کے مطابق وہ زندہ ہیں اور ان کو دائمی زندگی ملنے کے علاوہ رب تبارک و تعالیٰ کی جانب سے روزی بھی ملتی ہے۔ خدا کی مخلوق پر آج بھی انکا تصرف جاری ہے اور تشنگانِ راہ طریقت و معرفت ان کے بحر فیض و کرم سے آج بھی مستفیض ہو رہے ہیں۔ صرف اس بدبخت کور باطن انسان کے علاوہ جو اولیاء کرام کی زندگی اور ان

Marfat.com

کی کرامات روحانی کا قائل نہیں، سارا عالم یہ کہہ رہا ہے کہ

اولیا را ہست قدرت از الٰہ

تیر جستہ باز گردانند ز راہ

کتاب ندائے غیبی جو اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کی تالیف کا مقصد بھی یہ ہے کہ اس کا مطالعہ مسلمانوں کی روحانی قوت میں ازدیاد کا باعث ہو۔ محترم شیخ محبوب شاہ وارثی ہندی الحربی جو تقریباً بارہ تیرہ سال سے اُردن میں قیام پذیر ہیں اور اس وقت کچھ عرصے کے لئے پاکستان کراچی میں اپنے معتقدین و متوسلین کی استدعا پر تشریف فرما ہیں۔ ندائے غیبی آپ کے زورِ قلم کا نتیجہ اور آپ کی صوفیانہ اور فقیرانہ فہم و فکر کا شاہکار ہے۔ موصوف نے اس کتاب کے اوّل حصہ کے شروع میں سورہ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر و شرح ایک انوکھے انداز میں کرتے ہوئے بیعت و فقیری کی ضرورت اور عظمت کو اُجاگر کیا ہے۔ اس کے علاوہ فضائل اہلبیتؑ اور حضرت سیدنا وارث علی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے خوارقِ عادات، کرامات اور اقوال سے یہ کتاب مملو ہے جو نہ صرف سلسلۂ وارثیہ کے متوسلین کے لئے مفید اور مستفیض ثابت ہو گی بلکہ عام مسلمان آپکی اس تالیف سے بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ موصوف کی جزائے خیر عطا فرمائے اور عام مسلمانوں کو آپکی اس تالیف سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے آمین۔

محمد اسمٰعیل خاں عاقل اکبرآبادی
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "اذان"
سابق مینیجنگ ایڈیٹر ہفت روزہ فیضان

کراچی (پاکستان) ۲۱ مارچ ۱۹۶۰ء

Marfat.com

برادرِ محترم الحاج شیخ محبوب شاہ صاحب وارثی ۱۹۷۰ء میں جب کہ آپ عمان (اُردن) سے پاکستان تشریف لائے تھے۔ کتاب ھذا ندائے غیبی کو طباعت کرنے کا انتظام سیّد مختار علی وارثی بھرتپوری کے تفویض فرماکر واپس بغرض حج بیت اللہ روانہ ہوئے اِسی دوران مسجد نبوی میں صاحب موصوف روضۃ الجنت مواضع گنبدِ الخضریٰ نماز جمعہ ادا کرتے ہُوئے دوسری رکعت میں سجدہ کے دوران اللہ کو پیارے ہو گئے: آپ کی نمازِ جنازہ اور تجہیز و تکفین کا انتظام شاہ حُسین والئی اُردن کے قافلہ سالارِ حج نے ادا کئے۔ اور جنت البقیع میں آپ کو دفن فرمایا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

پاکستان میں آپ کے عقیدت مند ہر سال ۹- اور ۱۰ ذی الحجہ کو عُرس کی تقریب منعقد کرکے یاد تازہ کر لیتے ہیں۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

دعا کا طالب
جناب حاجی ناصر حسن صاحب وارثی
سپرنٹنڈنٹ کسٹمز چوبرجی لائنز۔
شام نگر لاہور ۱۹۸۷ء

Marfat.com

مالک پریس جناب محمد لیاس

جنھوں نے اس کتاب کی طباعت میں از حد محنت فرمائی ہے
اسکے رزق حلال کیلئے دعا فرمائیں۔

سلیم لیاس پرنٹنگ پریس مسلم سٹریٹ ۶
برانڈرتھ روڈ۔ لاہور۔

Marfat.com

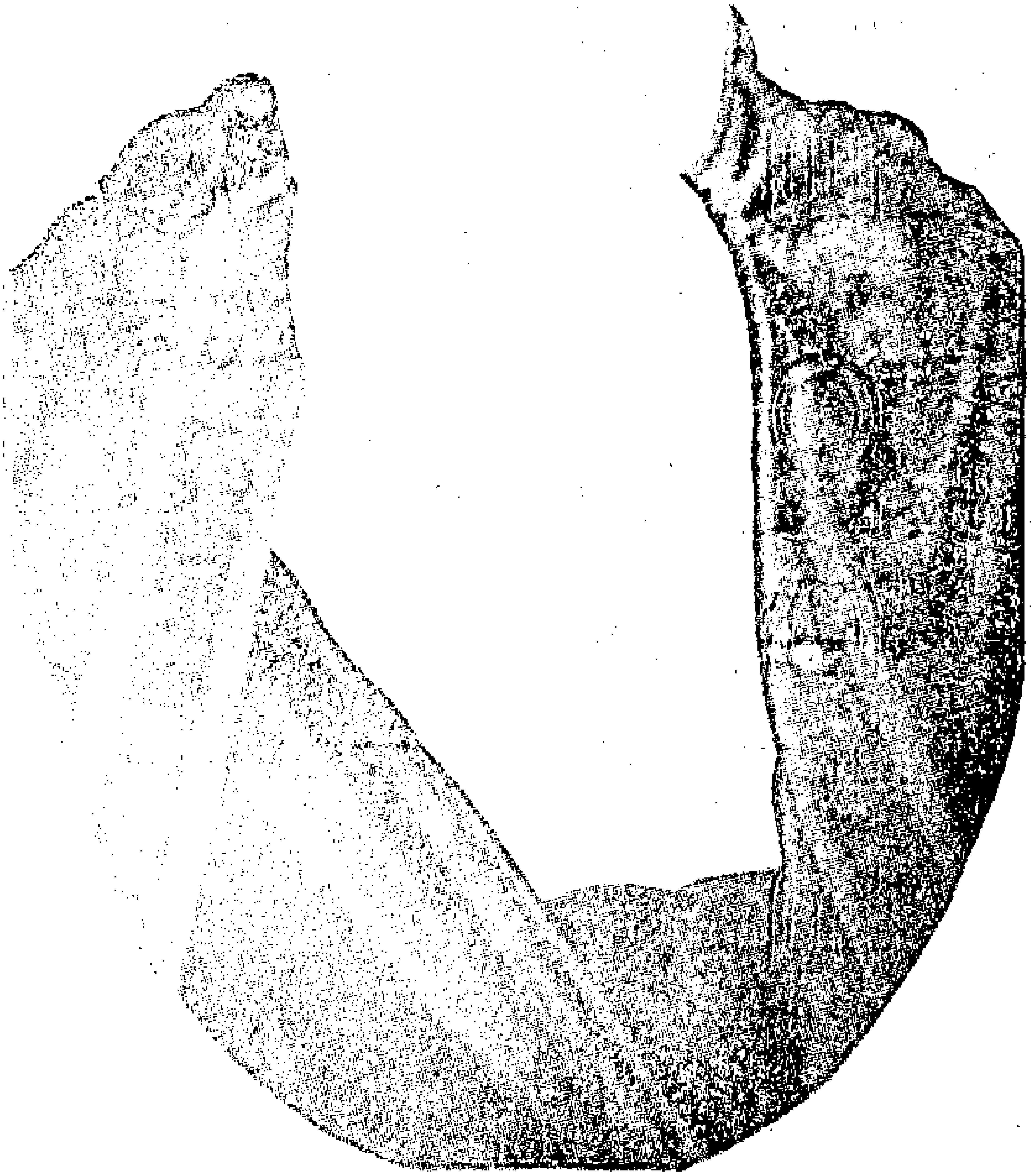

Marfat.com

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه غير مكفي
ولا مستغنى عنه ربنا والصلوة والسلام على رسوله
وحبيبه وخليله محمد النبي الامي الهاشمي القرشي
العربي وعلى اله واصحابه وازواجه و
اهل بيته وذرياته اجمعين

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ

ندائے غیبی (یعنی اللہ کی پکار) یوں تو ازابتدائے آفرینشِ عالم ہمیشہ اسکے خاص بندوں لوگوں یا پیغمبروں کے ذریعہ دنیا کے گوشہ میں پہنچتی رہی ہے اور تا قیامت اس کے خاص بندوں کے ذریعہ پہنچتی رہے مگر خصوصی طور پر خصوصی پیغامبروں کے ذریعہ کتابوں کی ترتیب کے ساتھ بھی نازل ہوئی اور دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچ گئی۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السّلام کے ذریعہ زبور کے نام سے نازل ہوئی اور حضرت موسیٰ علی نبینا کے ذریعہ توریت کے نام سے نازل ہوئی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ذریعہ انجیل کے نام سے نازل ہوئی اور بالآخر آخر مرتبہ آخری پیغامبر خاتم النبین حبیبِ ربُ العالمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ قرآن مجید کے نام سے نازل ہوئی اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گئی۔ مگر چونکہ اوّل زمانے کے لوگوں میں سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے زمانہ تک کے لوگوں میں سے بہت کم لوگوں نے اس ندائے غیبی پر لبیک کہا اور اُن لبیک کہنے والوں (یعنی) اُن صاحب الکتاب انبیا کی اُمتوں نے اس ندائے غیبی پر صحیح طور پر عمل کرنے کے بجائے اللہ کے کلام کے الفاظ کو اپنے حسب

Marfat.com

دل خواہ تبدیل کر ڈالا اور اپنی خود غرضی کے تحت احکامات الٰہیہ کے غلط معنی ترتیب دے کر دوسرے نافہموں کو بھی گمراہ کیا اور خود بھی قعرِ مذلت میں گر گئے۔

لیکن جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ جو ندائے غیبی قرآن مجید کے نام سے نازل ہوئی اُس پر دنیا کے زیادہ سے زیادہ لوگوں نے لبیک کہا اور اُمت محمدی نے احکامات خداوندی پر عمل کا وہ نمونہ پیش کیا کہ جس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے اور جس کی دلیل اور ثبوت میں اولیاء کرام اور فقرائے عظام کی ہستیاں اس وقت بھی دنیا میں اظہر من الشمس ہیں امت محمدی کے ان خاصان خدا اور مقبول بارگاہ ایزدی لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرما جانے کے بعد بھی ندائے غیبی کو صحت کے ساتھ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچایا اور اپنے اعمال صحیحہ سے لاتعداد گمراہوں کو صحیح راستہ بتا کر مومن بنایا اور لاکھوں بے دینوں کا نام خاصانِ خدا کی فہرست میں لکھوا دیا اور انہیں خاصانِ خدا کا طفیل ہے کہ اس وقت تک قرآنِ مجید دشمنانِ دین کی دست درازیوں سے محفوظ ہے اور قرآنِ مجید میں زیر و زبر کا بھی فرق نہ ہو سکا اور غلط معنی ترتیب دیکر نافہموں کو گمراہ کرنے والے بھی کامیابی کی منزل سے بہت دور رہے۔

گو کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس وقت زمانۂ حاضرہ میں بظاہر اولیاء کرام و فقراء عظام کی غیر موجودگی سے دشمنانِ دین کو قرآنِ مجید کے غلط معنی بیان کر کے نافہموں کو گمراہ کرنے کا بہترین موقع حاصل ہے لیکن چونکہ اولیاء کرام سے فیض یافتہ خاصانِ خدا اس وقت بھی موجود ہیں اس لئے ندائے غیبی اس وقت اور اس زمانہ میں بھی ان اہل اللہ لوگوں کے ذریعہ صحت کے ساتھ دنیا میں پہنچ رہی ہے اور قیامت تک پہنچتی رہے گی اور جس کو اللہ جلشانہ توفیق اور ہدایت کے ساتھ ایمان عطا فرمائے گا۔ وہ اب بھی ندائے غیبی پر بلاشک لبیک کہے گا۔

Marfat.com

" ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد، ومن یھد اللہ فما لہ من مضل "

ناظرین اس مختصر سے صحیفہ میں " ندارِ غیبی " کے تحت قرآن مجید کے پہلے جز کی پہلی سورۃ کا پہلا رکوع مختصراً بامعنی و بالتشریح و بالدلائل عام فہم زبان میں پیش کیا جا رہا ہے جو اللہ جلشانہٗ کی جانب سے ہر متقی دل رکھنے والے کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ جل شانہٗ نے ان آیات کریمہ میں اول اپنی کتاب کی وضاحت فرمائی ہے اور اس کے بعد اپنی افضل مخلوق بنی آدم کو تین قسموں پر تقسیم کیا ہے اور ہر قسم کے لوگوں کی تعریف اور شناخت بالدلیل اور ان کی سزا و جزا کا مفصل حال بیان فرمایا ہے تاکہ دنیا کے لوگ گمراہی سے بچ سکیں اور ان آیات کریمہ کے مطابق عمل پیرا ہو کر اللہ جل شانہٗ کی رضا جوئی اور اس کے حبیبؐ کی قربت حاصل کر کے جنت کے مستحق بن جائیں۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

شیخ محبوب شاہ وارثی ہندی العربی

Marfat.com

ندائے غیبی

قرآن مجید | بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | فرقان الحمید
الجزء الاول | | سورۃ البقرۃ

الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

الٓمّٓ یہ کتاب نہیں شک بیچ اسکے راہ دکھاتی ہے واسطے پرہیزگاروں کے

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

وہ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اس چیز سے کہ دی ہے ہم نے

يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ

انکو خرچ کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیرے اور جو کچھ اتاری

مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى

گئی ہے پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے وہ یقین رکھتے ہیں یہ لوگ اوپر

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۙ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے

ندائے غیبی اللہ جل شانہٗ کی وہ پکار اور وہ کلام ہے جو قرآن مجید کے نام سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں نازل ہوا اور اس کی ابتدا الٓمّٓ سے ہوتی ہے

Marfat.com

جس کے معنی اور مطلب کے متعلق تمامی علماء کرام ذی الاحترام سے تو متفقہ طور پر یہ طے ہے کہ "الم" اللہ جل شانہ کی طرف سے ایک ایسا معمہ ہے کہ جس کے معنی و مطلب عقل و فہم سے بلند تر ہیں لیکن اولیاء کرام اور فقراء عظام کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ جبکہ وہ تمامی اسرار الٰہیہ کے رازداں ہیں تو اس معمہ کے حل سے بھی ضرور واقف ہوں گے مگر چونکہ اس کے متعلق انہوں نے بھی لب کشائی نہ فرمائی اور معمہ کو معمہ ہی رکھا اس لئے بہر صورت معمہ معمہ ہی ہے علاوہ بریں یوں تو ہر مومن اپنے خیال میں اپنی عقل کے لحاظ سے قیاس آرائی کر سکتا ہے چنانچہ مولف کی فکر نے تو یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ا- ل- م- یہ تینوں حروف اللہ جلِ شانہ' اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمائے گرامی کے خصوصی حروف ہیں جن کو اللہ جلِ شانہ نے مجموعی حیثیت سے اپنے اور اپنے حبیب کی نام کی دستخط کی مُہر ترتیب دیکر اپنے کلام کے اول میں اس واسطے ثبت فرمایا ہے تاکہ یہ اس کی کتاب مستند تسلیم کر لی جائے اور کسی کو کسی قسم کے شک کی گنجائش باقی نہ رہے اور اسی لئے "الٓمّٓ" کے فوراً بعد اس کتاب کی خصوصی خصوصیت (بلاشک) ہونے کا یقین دلایا ہے کہ "یہ کتاب بلاشک ہے" اور اس کے بعد اس کے خصوصی فعل کے متعلق وضاحت فرمائی ہے کہ "اور راہ دکھاتی ہے پرہیزگاروں کو" مطلب یہ ہوا کہ یہ نداء غیبی قرآن مجید ہدایت کا سرچشمہ ہے لیکن صرف پرہیزگاروں کے لئے اور پرہیزگار وہ لوگ ہیں کہ جن کے قلوب اللہ کی طرف سے فطرتاً پرہیزگار بنائے گئے ہیں اور ان لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ "وہ جو ایمان لاتے ہیں غیب پر" گویا کہ اول پرہیزگار لوگوں کی سب سے بڑی پہچان ایمان لانا ہے اللہ پر اور ان کے ایمان لانے کی دلیل یہ ہے کہ وہ "قائم رکھتے ہیں نماز کو" نماز حقیقتاً وہ اداب محبت ہے جس سے دلی عقیدت کا اظہار ہوتا ہے اور عبدیت کی تمیز ہوتی ہے اور ان کی دلی عقیدت مندی کی دلیل یہ ہے کہ "اور اس چیز

Marfat.com

سے کہ وی ہے ہم نے ان کو خرچ کرتے ہیں" (یعنی) جو اللہ جل شانہ نے ان کو جو کچھ عطا فرمایا ہے اس پر ان کو یقین کامل ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ ہی نے عطا فرمایا ہے اس لئے وہ اللہ کے واسطے خرچ کرنا ضروری سمجھتے ہیں (یعنی) زکوٰۃ دیتے ہیں اور ایک یہ بھی دلیل ان کے مومن ہونے کی ہے کہ "وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ اُتاری گئی ہے طرف تیرے اور جو کچھ اتاری گئی ہے پہلے تجھ سے اور ساتھ آخرت کے یقین رکھتے ہیں" (یعنی) مومن لوگ قرآن مجید اور اللہ کی دوسری کتابوں پر یکساں ایمان رکھتے ہیں قیامت کے دن کا یقین رکھتے ہیں۔ غرضکہ اس تمامی آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی یہ کتاب مستند اور بلاشک ہے اور جو صرف مومنین کے لئے مشعل ہدایت ہے اور مومنین کے لئے پانچ دلائل خصوصی ہیں سب سے اول اور اہم اور خصوصی دلیل ایمان لانا ہے اللہ پہ اور دوسری دلیل قائم رکھنا ہے نماز کو تیسری دلیل ادا کرنا ہے زکوٰۃ کا۔ چوتھی دلیل ایمان لانا ہے قرآن پاک اور دوسری اللہ کی کتابوں پہ اور پانچویں دلیل قیامت کے دن کا یقین رکھنا ہے چنانچہ ایسے مومن کے متعلق اللہ پاک فرماتا ہے کہ "یہ لوگ اوپر ہدایت کے ہیں پروردگار اپنے سے اور یہ لوگ وہی ہیں چھٹکارا پانے والے" مطلب یہ ہوا کہ یہ مومنین لوگ صرف خدا کے خاص مقبول لوگ اور اللہ جل شانہٗ کی جانب سے صاحب الهدایۃ ہیں اور انہیں کی دنیا اور آخرت میں فلاحیت ہے۔ اور اس کے بعد دوسرے قسم کے لوگ جو مومنین کے بالکل برعکس ہیں اور جن کا اللہ جل شانہٗ نے کافر کے نام سے ذکر کیا ہے ان کے متعلق وضاحت فرمائی ہے کہ :-

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ

تحقیق جو لوگ کہ کافر ہوئے برابر ہے اوپر ان کے کیا ڈرایا تو نے انکو یا نہ ڈرایا تو نے ان کو

Marfat.com

لَا يُؤْمِنُوْنَ ○ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى

نہیں ایمان لائیں گے — مہر کی — اللہ نے اوپر — دلوں انکے — اور اوپر کانوں انکے کے اور اوپر

اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

آنکھوں ان کی کے پردہ ہے — اور واسطے انکے عذاب ہے بڑا

مطلب یہ ہے کہ (بالیقین) جو لوگ کہ کافر ہیں اُن کو عذاب الٰہی سے ڈرانا یا نہ ڈرانا سب برابر ہے کیونکہ اللہ پاک کی طرف سے ان کے دل ہی ایسے بنائے گئے ہیں اور فطرتاً وہ ایمان نہ لائیں گے کیونکہ جس طرح اللہ پاک نے پرہیزگاروں کو ہدایت عنایت فرمائی ہے اسی طرح کافروں کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی ہے اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے کیونکہ اُن کے لئے بجائے دنیا اور آخرت کی فلاحیت کے بہت بڑا عذاب مقرر کیا گیا ہے اور اس کے بعد تیسرے قسم کے لوگوں کی وضاحت فرماتا ہے کہ:-

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا

اور بعضے لوگوں میں وہ ہیں — جو کہتے ہیں — ایمان لائے ہم ساتھ اللہ کے اور ساتھ دن آخرت کے اور نہیں

هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ○ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج

وہ ایمان لانے والے، — فریب دیتے ہیں — اللہ کو — اور ان لوگوں کو کہ ایمان لائے

وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○

اور نہیں فریب دیتے — مگر جانوں اپنی کو — اور — نہیں — سمجھتے۔

Marfat.com

فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَلَهُمْ

بیچ دلوں ان کے بیماری ہے پس بڑھائی اُن کی اللہ نے بیماری اور واسطے ان

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ

کے عذاب ہے درد دینے والا بسبب اس کے کہ تھے جھوٹ بولتے اور جب کہا جاتا ہے واسطے

لَا تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ○

ان کے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم سنوارتے ہیں۔

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ وَاِذَا

خبردار ہو تحقیق وہی ہیں فساد کرنے والے اور لیکن نہیں سمجھتے اور اگر

قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ

کہا جاتا ہے واسطے ان کے ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے ہیں لوگ کہتے ہیں کیا ایمان لائیں ہم جیسا

السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○

ایمان لائے ہیں بیوقوف۔ خبردار ہو تحقیق وہی ہیں بیوقوف اور لیکن نہیں جانتے۔

فرماتا ہے اللہ جلِ شانہٗ کہ "اور بعضے لوگ، وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور ساتھ دن آخرت کے اور نہیں وہ ایمان لانے والے" اور "مقصد یہ ہے کہ دو قسم کے لوگوں کے ذکر کے بعد تیسرے قسم کے لوگوں کا ذکر باقی ہے اور "بعض" کا مطلب بھی یہ ہے کہ ان متذکرہ بالا دو قسم کے لوگوں میں بعضے تیسرے قسم کے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور نہیں وہ ایمان لانے والے یعنی، وہ ایمان نہیں لائے ہیں اور نہ لائیں گے اس آیت پاک میں

Marfat.com

تین مقصد اور مطلب نمایاں ہیں اول یہ کہ صرف اقرار باللسان ایمان لانے کی دلیل نہیں ہے
دوسرے یہ کہ صرف زبان سے کہنے والے مومن نہیں ہیں اور نہ ہو سکتے ہیں۔ اس "نہیں ایمان
لانے والے" کے بھی دو مطلب صاف سمجھ میں آتے ہیں ایک تو یہ کہ صرف زبان سے کہنے والے
ہرگز مومن نہیں ہو سکتے اور دوسرے یہ کہ اللہ پاک کی طرف سے توفیق اور ہدایت ان کے
لئے نہیں ہے اور ان کے دل کافر ہیں۔ کیونکہ فرماتا ہے کہ "فریب دیتے ہیں اللہ کو اور ان لوگوں
کو جو کہ ایمان لائے"۔ اب یہاں پر بالکل صاف ظاہر ہو گیا کہ صرف زبانی اقرار کرنے والوں کا
شمار اللہ کے نزدیک جھوٹے فریب دینے والے کافروں میں ہے جو اللہ کو اور ان ایمان لانے
والوں کو جو اللہ کے نزدیک صحیح طریقہ پر ایمان لائے ہیں اور اللہ کے نزدیک مومن ہیں ان کو
فریب دیتے ہیں مگر اللہ پاک فرماتا ہے کہ "وہ نہیں فریب دیتے مگر جانوں اپنی کو" اصلیت
میں وہ اللہ کو اور ایمان لانے والوں کو جن کو اللہ کی طرف سے توفیق اور ہدایت حاصل ہے
فریب نہیں دیتے بلکہ اپنی جانوں کو فریب دیتے ہیں کیونکہ بالآخر اس فریب دہی اور جھوٹ
بولنے کی سزا تو انہیں لوگوں کو جھیلنا پڑے گی۔ پھر اللہ پاک فرماتا ہے کہ "بیچ دلوں ان کے کے
بیماری ہے" (یعنی) کفر کی لعنت تو ان کے دلوں میں پہلے سے موجود تھی اس کے ساتھ
یہ فریب دینے کا ایک مرض ان کے دلوں میں پیدا ہو گیا پھر فرماتا ہے کہ "بڑھائی ان کی اللہ
نے بیماری" مطلب یہ کہ یہ جو کچھ ہے اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ چنانچہ اس بیماری کو اُن
کی بڑھا دیا اللہ نے کیونکہ۔ واسطے ان کے ہے عذاب درد دینے والا" مطلب یہ ہے کہ
جس طرح ایمان والوں کے لئے چھٹکارا ہے اور کافروں کے واسطے بڑا عذاب ہے اسی طرح
ان مومن نما کافروں کے لئے عذاب ہے درد دینے والا" بسبب اس کے کہ وہ تھے جھوٹ
بولتے" (یعنی فریب دینے جھوٹ بولنے کی سزا میں ان کے لئے درد دینے والا عذاب مقرر

Marfat.com

ہوا جو بڑے عذاب سے زیادہ ہے۔
اب چونکہ یہ مومن نما کافر مومنین کے ساتھ ایمان لانے والوں کی طرح بلکہ اُن سے زیادہ تشرع اور عبادت گذاری کرتے ہوئے ایمان لانے والوں کو فریب دینے کے لئے ترکیب حیات ہیں اس لئے ایمان والوں کے لئے بغیر کسی دلیل خصوصی کے ان مومن نما کافروں کا پہچاننا غیر ممکن تھا اس لئے اللہ جل شانہٗ ان فریب والوں کی شناخت کے لئے دلائل بیان فرماتا ہے تاکہ اللہ پاک کی طرف سے ہدایت یافتہ مومنین کی اور مومن نما کافروں کی صحیح شناخت ہو سکے۔ چنانچہ اول فریب دینے والوں کی یہ شناخت بیان فرماتا ہے کہ "جب کہا جاتا ہے واسطے ان کے مت فساد کرو بیچ زمین کے کہتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ہم سنوارتے ہیں" مطلب یہ ہے کہ ان کی یہ فریب دہی دنیا میں بہت بڑے فساد کا باعث ہے اور وہ اس طرح کہ (اگر کسی خاندان کے سیدھے سادھے نافہم دو چار آدمی بھی ان کے دام فریب آ کر ان کے عقائد کے ساتھ متفق ہو کر ان کے ہم خیال ہو گئے تو یقیناً اس خاندان میں ایک فسادِ عظیم پیدا ہو گیا اور اس اختلافِ مذہبی سے آپس میں نفاق کی وہ بنیاد پڑ گئی جو رفتہ رفتہ نسلاً بعد نسلاً قلبی عداوت اور قطع تعلقات باہمی کا پیش خیمہ بن جائے گی اور ایک ہی گھر ایک خاندان کے لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جائیں گے۔ چنانچہ دلیل کے طور پر آج سے پچاس برس قبل کی دنیا پر نظر ڈالنے سے صاف ظاہر ہے کہ موجودہ زمانہ میں صرف اختلافات عقائد کی بنا پر بجائے اخوّت و محبت کے مسلمانوں میں نفاق و عداوت کا دور دورہ ہے) اور ہر شخص ایک دوسرے سے مختلف ہے اور اس تمام فساد انگیزی کے باوجود جب ان فساد برپا کرنے والے مومن نما کافروں سے کہا جاتا ہے کہ دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ اور اپنی غلط بیانی سے کسی نافہم کو گمراہ نہ کرو تو کہتے ہیں کہ ہم فساد نہیں کرتے بلکہ گمراہوں کی

Marfat.com

اصلاح کرتے ہیں چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے کہ "خبردار ہو تحقیق وہی ہیں فساد کرنے والے اور لیکن نہیں سمجھتے"۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک تاکیداً ہوشیار رہنے کے لئے خبر دے رہا ہے اور تحقیق (یعنی) یقین کے ساتھ بتلاتا ہے کہ وہی فسادی ہیں مگر سمجھتے نہیں اور اس کے بعد ایمان لانے والے اور نہ ایمان لانے والوں کی شناخت کے لئے دوسری دلیل بیان فرماتا ہے کہ اگر کہا جاتا ہے واسطے اُن کے۔ "ایمان لاؤ جیسے کہ ایمان لائے ہیں یہ لوگ۔ کہتے ہیں کیا ایمان لائیں ہم جیسا کہ ایمان لائے ہیں بیوقوف" اس آیت پاک سے اول تو اس کی بالکل تصدیق ہو رہی ہے کہ اللہ جل شانہ' کے نزدیک صرف زبان سے ایمان کا اقرار قابل اعتبار نہیں ہے بلکہ کوئی خاص طریقہ ایمان لانے کا مستند ہے جو دلیل ظاہر ہے ایمان لانے کی اور جو لوگ اس مستند طریقہ سے ایمان لائے ہیں وہی ہدایت یافتہ مومن ہیں بقیہ کافر۔

چنانچہ یہ مومن نما کافران ایمان لانے والوں کو جو ہدایت یافتہ ہیں بیوقوف سمجھتے ہیں اور اس مستند طریقہ سے ایمان لانے کے منکر ہیں اور اللہ پاک کی طرف سے یہ دلیل مومن نما کافروں کی شناخت کے لئے مضبوط ہے۔

اب یہاں پر عام طور پر اس کے سمجھنے اور معلوم کرنے کی سخت ضرورت ہو گئی کہ اللہ جل شانہ' کی طرف سے وہ مستند ہدایت یافتہ مومن کون ہیں جو دربار ایزدی میں مقبول ہیں اور وہ کس مستند طریقہ سے ایمان لائے چنانچہ اس معلومات کے تحت بہتر یہ ہے کہ ان خصوصی ایمان لانے والوں کی طرف توجہ کی جائے جو دنیا میں سب سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے ندائے غیبی پر سب سے پہلے لبیک کہا۔ چنانچہ تاریخ بتلاتی ہے کہ دنیا میں سب سے پہلے ایمان لانے والے مردوں میں پہلا نام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا

Marfat.com

اور لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ اور عورتوں میں حضرت بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ہے جنھوں نے سب سے پہلے دنیا میں ندائے غیبی پر لبیک کہا اور اپنے ایمان کامل کو جوان کے متقی دل میں موجود تھا لئے ہوئے اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔

سب سے پہلے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میں ایمان لاتا ہوں پس اللہ کے رسول نے اپنا دست حق پرست ابو بکر کی طرف بڑھا کر خوش آمدید کہا اور فرمایا کہ یا ابو بکر اگر صدق دل سے ایمان لائے ہو تو میرا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے ایمان کا اس طرح اقرار کرو کہ اول کفر سے توبہ کرو اور اس کے بعد اس طرح اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت کا اقرار کرو کہ "اشھدان لا الٰہ اللہ و اشھدان محمد رسول اللہ" چنانچہ ابو بکر صدیق نے اللہ کے رسول کی تعلیم کے مطابق اللہ کے رسول کے ہاتھ پر ایمان کی بیعت کی اور ایمان لائے اور اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہٗ نے بھی اللہ کے رسول کے ہاتھ پر ایمان کی بیعت کی اور ایمان لائے اور عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بھی ایمان کی بیعت کی اور ایمان لائیں۔

یہ ہیں وہ مقبول بارگاہِ ایمان لانے والے لوگ جنکی طرف اللہ پاک اشارہ فرماتا ہے کہ "ایمان لاؤ جیسا کہ ایمان لائے ہیں یہ مخصوص لوگ اور یہ ہے وہ مستند طریقہ ایمان لانے کا (یعنی) **بیعت الایمان** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر۔

چنانچہ ان متذکرہ بالا مومنین کے بعد تمامی صحابۂ کرام ایمان لائے "جیسا کہ ایمان لائے لوگ" اور اس کے بعد خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی اگرچہ ایمان پر بیعت لینے کا یہ طریقہ عام نہ تھا لیکن ایمان لانے والے اسی طرح ایمان لاتے رہے "جیسا کہ ایمان لائے لوگ" اور اس کے

Marfat.com

بعد امامین علیہما السّلام کے زمانہ میں بھی تمام ایمان لانے والے اسی طرح ایمان لائے' جیسا کہ ایمان لاتے تھے وہ لوگ اور اس کے بعد اولیاء کرام وفقراء عظام کے زمانہ میں بھی تمام ایمان لانے والے اسی طرح ایمان لائے" جیسا کہ ایمان لائے تھے وہ لوگ" اور زمانہ حاضرہ میں وہ لوگ جن کو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے توفیق وہدایت حاصل ہے اسی طرح ایمان لا رہے ہیں" جیسا کہ ایمان لائے لوگ" یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگرچہ بیعت ایمان جاری نہیں رہی لیکن اس کی جگہ وہ بیعت توبہ ترک مناہی شرعیہ جاری ہوگئی جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاری فرمائی تھی اور اس کا سلسلہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ترتیب پاکر حضرت ابوبکرؓ وحضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جاری ہوا جس کا مقصد اپنے ایمان کو مضبوط واستوار کرنا اور حضور کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اپنی سند پہنچا دینا اور اپنے مشائخ کے واسطوں کے آپ تک پہنچ جانا اور ان وسیلوں کے ذریعہ خود آپ کے دست اقدس میں توبہ اور ترک منہیات کا عہد کرنا ہے۔

ان تمامی دلائل مصدقہ سے اس آیت پاک کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک وہی کامل الایمان ہے جو اُن ہی شرائط کی رعایت کے ساتھ ایمان لایا جس کی رعایت کے ساتھ اگلے لوگ ایمان لائے تھے اور جو لوگ اُن اصول وشرائط کا لحاظ نہیں کرتے اُن کے ایمان میں شک کی گنجائش رہتی ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جبکہ وہ اس بیعت مشروعہ سے انکار کرتے ہیں جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اور ایسی بیعت کرنے والوں کو بیوقوف کہتے ہیں۔

چنانچہ اللہ پاک ایمان والوں کو خبردار فرماتا کہ" خبردار ہو تحقیق وہی ہیں بیوقوف لیکن نہیں جانتے"۔

۱۹۱۳۹۲

Marfat.com

نہیں جانتے اس لئے کہ اللہ پاک کی طرف سے ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے اور فریب دینے کی بیماری بھی بڑھائی گئی ہے۔

اب یہاں پر اس کی بھی تصدیق ہو رہی ہے کہ صرف زبان سے کسی بات کا کہنا اور چیز ہے اور ایمان لانا (یعنی) اقرار کرنا اور چیز ہے۔ ایمان لانے کا مطلب (کہنا نہیں) بلکہ اللہ کی وحدانیت اور اس کے رسول کی رسالت کا اقرار کرنا ہے چنانچہ کوئی اقرار کبھی تنہا نہیں ہو سکتا بلکہ ہر اقرار کے لئے کسی واسطے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ضروری ہو گیا کہ ایمان کے اقرار کے لئے بھی اللہ کے رسول کو شاہد بنا کر اس کا واسطہ پکڑا جائے۔

گو یہ مومن نما کافر دوسروں کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے اور صرف کہنے کی کفالت کی دلیل میں حدیث نبوی پیش کرتے ہیں کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا وہ جنت میں داخل ہو گیا"۔ یہ حدیث نبوی تو اپنی جگہ بالکل صحیح اور مضبوط ہے مگر یہ فریب دینے والے اس کا مقصد غلط سمجھاتے ہیں حقیقتاً اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہدیا اور اس پر مضبوطی سے قائم بھی رہا وہ جنت میں ضروری داخل ہوگا اور مضبوطی سے قائم رہنے کے عہد کو بیعت کہتے ہیں اور اگر کسی شخص نے ایسا عہد نہیں کیا اور نہ وہ گناہوں سے اپنے کو بچاتا رہا تو اس کا دوزخ سے بچنا کیسے لازم آئے گا جبکہ قرآن میں ان گناہوں کی سزا کا یقین دلایا گیا ہے۔

اللہ جل شانہ نے یوں تو اپنے کلام پاک میں بیشتر مقامات پر ایمان اور ایمان لانے والوں کا ذکر فرمایا ہے مگر خصوصی طور پر چھبیسویں جز میں سورۃ الفتح کے دسویں رکوع میں صرف بیعت کی وینز اس ایمان کے اقرار کی تعمیل و تکمیل اور خصوصی طور پر ان ایمان لانے والوں کے ساتھ اپنی خصوصی محبت اور عنایت اور اس اقرار کے پورا کرنے والوں کے لئے جزا اور اقرار کرنے

Marfat.com

کے بعد اس اقرار کو توڑنے والوں کے لئے سزا غرضکہ تمامی خصوصیات بیعت نہایت تشریح کے ساتھ وضاحت فرمائی ہے چنانچہ فرماتا ہے (الجنا حٰمٓ سورۃ الفتح ۱ ع ۹)

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

اور واسطے اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ غالب

حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

حکمت والا تحقیق بھیجا ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا تاکہ

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ

ہسلماایمان لاؤ تم ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کے اور قوت دو اس کو ، اور تعظیم کرو اس کی اور تسبیح کرو اللہ کی

بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ

صبح اور شام تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہیں تجھے سوائے اسکے نہیں کہ بیعت کرتے

اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى

ہیں اللہ سے ہاتھ اللہ کا ہے اوپر ہاتھ ان کے کے پس جس نے عہد توڑا پس سوائے اس کے نہیں کہ عہد توڑا اوپر

نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

جان اپنی کے اور جس نے وفا کی ساتھ اس چیز کے کہ عہد کیا ہے اوپر اسکے اللہ سے پس شتاب دیویگا اس کو ثواب بڑا

فرماتا ہے اللہ جلشانہ کہ "اور واسطے اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ

Marfat.com

ہے غالب حکمت والا" یہاں پر غالب حکمت والے کا مقصد یہ ہے کہ اس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے چنانچہ اپنے حبیبؐ سے اپنی حکمت کا اظہار فرماتا ہے کہ "تحقیق بھیجا ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا" تحقیق کے معنی یقیناً ہم نے بھیجا تم کو اور اس بھیجنے میں ہماری یہ حکمت ہے کہ ہم نے تم کو گواہی دینے والا بنا کر بھیجا اور گواہی کس چیز کی' ایمان لانے والوں کے ایمان کی (یعنی) اقرار کی' اور خوش خبری دینے والا' کس کو" ایمان لانے والوں کو جنت کی' اور ڈرانے والا کس کو" نہ ایمان لانے والوں کو عذاب جہنم سے' اور اس کے بعد حکم دیتا ہے عام لوگوں کو کہ ایمان لاؤ ساتھ اللہ اور رسول اس کے" (یعنی) اے لوگو اقرار کرو اللہ جلشانہٗ کی وحدانیت اور معبودیت کا اس کے بھیجے ہوئے رسول کو گواہ بنا کر جو ہماری طرف سے تمہارے ایمانوں کا گواہ ہے اور خوش خبری دینے والا ہے تم کو ہماری رحمت اور ثواب کی اور ڈرانے والا ہے ہمارے عذاب سے۔ اللہ جلشانہٗ کے اس حکم عام میں یہ صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ کے ساتھ اللہ کا رسول اس کی خصوصی حکمت ہے اور اس قدر باہمی وصل ہے کہ اللہ سے اللہ کا رسول کسی صورت میں جدا ہو ہی نہیں سکتا اس لئے ایمان لانے کی اولین شرط یہ ہے کہ "ایمان لاؤ تم ساتھ اللہ اور رسول اس کے کے" مطلب یہ ہوا کہ بغیر اللہ کے رسول پر ایمان لائے اللہ پر ایمان لایا ہی نہیں جا سکتا۔ اللہ کے رسول پر ایمان لانا گویا اللہ پر ایمان لانا ہے اور اسی لئے ایمان لانے والوں کے لئے دوسری شرط اور ایمان لانے کی دلیل یہ ہے کہ مدد دو اس کو' (یعنی) اللہ کے رسول کو کیونکہ اس کو مدد دینا اللہ کو مدد دینا ہے اور مدد دینے کا مقصد یہ ہے کہ دامے درمے سخنے قدمے غرضکہ ہر وقت اور ہر صورت میں اس کی خدمت اور اطاعت کے لئے مستعد رہو۔ اور فرماتا ہے کہ تعظیم کرو اس کی" (یعنی) اس کی عظمت اور بزرگی کا احترام و ادب کو اس طرح دل میں قائم رکھو کہ یہ یقین

Marfat.com

ہو جائے کہ اس کا احترام اللہ جلشانہ کا احترام اور اس کی تعظیم اللہ جلشانہ کی تعظیم ہے اور وہ اس کا حکم اللہ پاک کا حکم ہے" اطیعو اللہ و اطیعو الرسول" ور یہ سب کچھ اس لئے کہ تم صبح و شام و ہر وقت اللہ پاک کی تسبیح میں مشغول رہو۔

چنانچہ یہی وہ حکمت ربانی ہے کہ جس کی وجہ سے ایمان نہ لانے والے بیعت کے منکر ہیں اور فریب دینے والے ایمان نہیں لا سکتے " جیسا کہ ایمان لائے ہیں لوگ " اور اس کے بعد اللہ پاک اپنے حبیب کو اس بیعت کی حکمت سمجھاتا ہے کہ " تحقیق وہ لوگ جو بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے ہاتھ اللہ کا ہے اُوپر ہاتھ ان کے کے "

مطلب یہ ہے کہ تحقیق (یعنی) یقین کے ساتھ وہ لوگ جو بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے (یعنی) اللہ کے رسول کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے اور اللہ کے رسول سے بیعت اللہ سے عہد کرنا ہے اور ایمان لانے والوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے یہاں پر اس کے دو معنی پیدا ہوتے اوّل ہاتھ اللہ کا ہے اوپر ہاتھ ان کے کے" (یعنی) اللہ پاک کی جانب سے ہدایت یافتہ ہیں اور دوسرے یہ کہ ایمان لانے والوں کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے (یعنی) اللہ کی عنایات خصوصی ان ایمان لانے والوں کے ساتھ ہے اور ان کا ہاتھ اللہ کی حفاظت میں ہوگیا۔ اور پھر فرماتا ہے کہ "جس نے عہد توڑا پس سوائے اس کے نہیں کہ عہد توڑا اوپر جانوں اپنی کے" مطلب یہ ہے کہ جس نے بیعت (یعنی) اللہ سے عہد کرنے کے بعد اقرار کو پورا نہ کیا (یعنی) اپنے دستگیر کو مدد نہ دی اور اس کی تعظیم اور اطاعت نہ کی اس کے معنی یہ ہوئے کہ اس نے عہد توڑ دیا پس اللہ پاک فرماتا ہے کہ جس نے عہد توڑا تو اس نے دراصل اللہ سے عہد نہیں توڑا بلکہ اپنی جان پر عہد توڑا کیونکہ وہ اللہ کی رحمتوں اور عنایتوں اور اللہ کی کفالت سے دُور ہوگیا اور پھر فرماتا ہے کہ جس نے اس عہد کو جو اللہ سے کیا ہے پورا کیا

Marfat.com

(یعنی) اپنے دستگیر کو ہر طرح مدد دی اور اس کی اطاعت کی تو اس اطاعت کی اس کو اللہ پاک دنیا و عقبیٰ میں بڑا ثواب عنایت فرمائے گا۔

اللہ جلشانہٗ نے ان متذکرہ بالا آیات کریمہ میں "لتؤمنوا باللہ ورسولہ" یعنی ایمان لاؤ ساتھ اللہ اور رسول اس کے کے" کا حکم عام صادر فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس کے ایمان لانے کا ایک مخصوص طریقہ بالشروط تعلیم فرمایا ہے چنانچہ ہر وہ ایمان لانے والا جو ایمان لایا اللہ کے مستند طریق سے (یعنی) "جیسا کہ ایمان لائے ہیں لوگ" اور شروط بیعت کی تکمیل کی تو اس کے ہاتھوں میں اللہ کے رسول کا ہاتھ بھی اللہ کا ہاتھ ہے اور اس کے ہاتھوں کے اوپر بھی اللہ کا ہاتھ ہے۔ (یعنی) یہ اللہ جلشانہٗ کی خصوصی حکمت ہے کہ اس حکمت سے ایمان لانے والوں کو اپنی حمایت اور حفاظت میں لے لیا۔ اور دین و دنیا میں فلاحیت اور بڑے ثواب کی خوشخبری عطا فرمائی۔

اور وہ لوگ جو ایمان نہیں لائے اللہ کے مستند طریق سے (یعنی) بیعت کے منکر ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ اللہ اور اسکے رسول کے منکر ہیں اور اللہ اور اسکے رسول کا منکر کافر ہوتا ہے۔

چنانچہ اللہ پاک اسی سورۃ کے اسی رکوع میں فرماتا ہے کہ "ومن لم یومن باللہ ورسولہ فانا اعتدنا للکفرین سعیرا" (یعنی) اور جو ایمان نہ لایا ساتھ اللہ اور رسول اس کے کے پس تحقیق تیار کی ہے ہم نے واسطے کافروں کے دوزخ" چنانچہ اس ندائے غیبی کا اصل مقصد یہ ہوا کہ اللہ جلشانہٗ دنیا کے لوگوں کو خبردار کر رہا ہے کہ اے لوگو اگر تم اپنی دین و دنیا کو کامیاب بنانا چاہتے ہو تو اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ جب اللہ تمہارے ساتھ ہے تو تم دین و دنیا میں یقینی کے ساتھ کامیاب رہو گے "وکفیٰ باللہ نصیرا" اور اللہ کو پکڑنے کا واحد طریقہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا ہے اور ایمان (یعنی اس اقرار کو وفا کرنے کی دلیل

Marfat.com

اطاعت کرنا ہے اس کے رسول کی اور اطاعتِ رسول کی دلیل اطاعت و محبت اہلبیت رسول اللہ ہے جس کی دلیل اطاعت دستگیر ہے یاد رہے کہ ان فریب دینے والے لوگوں میں قسم قسم کے عقیدہ رکھنے والے لوگ ہیں چنانچہ فی زمانہ ایسے لوگ بھی ہیں جو وجود باری تعالیٰ ہی کے منکر ہیں اور جب وہ وجود باری تعالیٰ کے منکر ہیں تو وہ اللہ کے رسول اور اہل بیتِ رسول اللہ کے کس طرح قائل ہو سکتے ہیں۔

مگر چونکہ اللہ جلشانہٗ کے وجود کو موجود یقین کرنے والے اور اللہ پر ایمان لانے والے۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے رسول کے وجود کو وجود باری تعالیٰ سے وابستہ اور اللہ پاک کا خصوصی واسطہ تسلیم کرتے ہیں اور اہلبیت رسول اللہ وا امامین علیہ السّلام کو اللہ کے رسول سے وابستہ اور اللہ پاک کا خصوصی واسطہ جانتے ہیں ونیز اسی طرح اولیاء کرام وفقراء عظام کو بھی اہلبیت رسول اللہ سے وابستہ اور اللہ پاک کا خصوصی واسطہ یقین رکھتے ہیں اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وجود باری تعالیٰ اور اس کے رسول اور اہلبیت رسول اللہ ونیز اولیاء کرام و فقراء عظام کے متعلق بھی بالدلیل مختصراً وضاحت کر دی جائے تاکہ ایمان لانیوالے فریب دینے والوں کے فریب میں نہ آسکیں۔ "اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب۔"

اللہ جل شانہٗ کے وجود کے لئے کسی جدید دلائل کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی کیوں کہ از ابتدائے آفرینش عالم تمام انبیاء علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیینؐ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک بے شمار دلائل ظاہری پیش کرتے رہے ہیں اور بعد خاتمۂ نبوت غلامان محمد رسول اللہ (یعنی) اولیاء کرام و فقراء عظام نے ایسے مدلل دلائل وجود باری تعالیٰ کی دلیل میں پیش کئے کہ لاتعداد صنم پرست حلقہ بگوش اسلام ہو گئے اور اللہ جلشانہٗ کا وجود برحق ہونے اور اس کے معبود وحدہٗ لاشریک ہونے کا دنیا کے بہت بڑے حصہ

Marfat.com

نے یقین کر لیا کہ اللہ جلشانہ کا وجود وحدت الوجود ہے۔ اللہ کے رسول محمد رسول اللہ کا وجود حبیب رب العالمین ہونے کی خصوصیت سے وجود باری تعالیٰ سے وابستہ اور کائنات عالم کی تخلیق سے پہلے بھی وجود باری تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہی نہیں بلکہ باعث تخلیق ہیجدہ ہزار عالم تھا اس لئے یہ وجود بشری نہیں ہے بلکہ "مثلکم" کی دلیل سے دنیا میں مثل بشر کے مبعوث ہوا۔ وجود بشری نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ یہ وجود حبیب رب العالمین ہے اور چونکہ عشق کبھی غیر جنس سے نہیں ہو سکتا اس لئے اللہ جلشانہ کا بھی کسی خاک کے پتلے بشر پر عاشق ہونا غیر ممکن ہے! ورا گر ممکن ہوتا تو اوّل البشر حضرت آدم علیہ السلام پر عاشق ہوتا اس لئے یہ ثابت ہو گیا کہ سرور کائنات کا وجود حقیقی عناصر بشریہ سے پاک تھا چنانچہ اس کی تصدیق کے لئے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "انا من نور اللہ" میں اللہ کے نور سے ہوں (یعنی) سردار دو عالم کا وجود نوری جسم نوری کے ساتھ لباس بشریت میں مبعوث ہوا اور حضور کے جسم نوری ہونے کی دلیل میں یوں تو سرور کائنات خود ہی سراپا معجزہ اور مجسمہ دلائل نوری تھے لیکن مختصراً صرف وہ مشہور و معروف دلائل جو جسم نوری ہونے کی دلیل میں کافی ہیں یہ ہیں کہ حضور کے جسم مبارک کا عرق (یعنی) پسینہ عطر نوری ہونے کی دلیل سے تمام دنیا کے عطروں سے مافوق تھا حتیٰ کہ جس کوچہ سے تشریف لے جاتے تھے وہ راستہ معطر ہو جاتا تھا اور یہ ظاہر ہو جاتا تھا کہ حضور والا اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور کے جسم مبارک پر کبھی مکھی نہ بیٹھ سکی اور تیسری خصوصی دلیل یہ ہے کہ حضور کے جسم نوری کے سایہ نہ تھا ان تمام دلائل سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضور کا وجود نوری تھا اور جسم نوری کے ساتھ لباس بشریت میں دنیا میں تشریف لایا۔ اس جیسا وجود نہ تھا! ور نہ ہوا اور نہ ہو سکتا ہے یہ وجود اپنی مثال صرف آپ تھا اور ان تمام سے

Marfat.com

مثالیوں کے ساتھ دنیا میں تشریف آوری کی دلیل سے یہ وجود نادرالوجود ہے (یعنی) اللہ جل شانہ کا وجود نور ذاتی ہے اور وحدت الوجود ہے اور اس کے حبیب کا وجود نور صفاتی ہے اور نادرالوجود ہے اور اسی لئے اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب کے وجود نادرہ کو خصوصی طور پر دلائل نادرہ سے مستند فرما دیا چنانچہ اوّل دلیل یہ ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا من اللہ انبیا علیہ السلام کے ذریعہ اعلان ہوتا رہا دوسری دلیل یہ ہے کہ جس طرح آسمان پر چاند اور ستاروں کی موجودگی میں سورج کا وجود (نادرہ) طلوع ہونے پر چاند اور ستارے باوجود موجود ہونے کے نہیں کے برابر (یعنی) ختم ہو جاتے ہیں اسی طرح یہ وجود نادرہ بھی امام العالمین اور خاتم النبین کی حیثیت سے دنیا میں مبعوث ہوا۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ چونکہ یہ وجود اللہ جلشانہٗ کے نور سے ہے اس لئے حبیب رب المشرقین و مغربین کی حیثیت سے تشریف لایا اور یہ وہ دلائل نادرہ ہیں جو بجز ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کا حصہ نہیں یا وہ وجود نادرہ جو اہلبیت رسول کریمؐ کے نسبی واسطہ سے دنیا میں مبعوث ہوں گے ان کی ذات میں بھی ان دلائل نادرہ کا بطور دلیل ہونا ضروری ہوگا۔

اہلبیتؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں تو تمامی آل و ازواج مطہرات شامل ہیں جن کو اللہ جلشانہٗ نے ارادتاً پاک فرمایا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ

سوائے اس کے نہیں کہ ارادہ کرتا ہے اللہ کہ دور کرے تم سے پلیدی اے اس کے گھر والو

وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا ۚ

اور پاک کرے تم کو خوب پاک کرنا

Marfat.com

مگر اہلبیت خصوصی وہ ہیں جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے حبیب کے نادرہ وجود کے ساتھ وجود نادرہ میں شامل فرما دیا ہے جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کو تمامی اہل بیت میں خصوصی فضیلت حاصل ہے کیونکہ انسانوں میں صرف علی کرم اللہ وجہٗ کی ہی ذات ایک ایسی ذات ہے جو بغیر دلائل نادرہ براہ راست اللہ جلشانہٗ کے ارادۂ خصوصی سے وجود نادرہ میں شامل ہوئے۔

جس کی اول دلیل یہ ہے کہ جس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر ایمان کی بیعت کر رہے تھے اسی وقت اللہ جل شانہ کی جانب سے رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی کہ "اے محمد کہہ دو علی سے کہ یہ ہاتھ جو تمہارے ہاتھ میں ہے یہ رسول کا نہیں بلکہ اللہ کا ہاتھ ہے"۔ یہ وحی حضرت علی کے لئے انتہائی خصوصی تھی کیونکہ حضرت علیؓ دیدۂ و دانستہ اللہ کے رسول کا ہاتھ پکڑے تھے چنانچہ اس وحی سے مطلع ہو کر حضرت علی نے تصدیق طلب نگاہوں سے اللہ کے رسول کے روئے انور پر نظر ڈالی تو اپنے آپ کو اللہ اور اس کے رسول کی اس دنیائے نوری میں پایا جہاں اللہ اور اللہ کے رسول کے نور کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ تمامی حجابات بے نقاب تھے اور اس طرح حضرت علی تمام اسرار الٰہیہ سے باخبر ہوگئے اور تصدیق کے ساتھ نور میں مل کر نور ہو گئے یہ تھا وہ ارادۂ خصوصی جس کے واسطے سے حضرت علی کا وجود نادرہ ہو گیا کیونکہ کسی بشر کو یہ خصوصیت حاصل نہیں ہوئی ہر ایمان لانے والا اللہ کے رسول کے واسطے سے اللہ کے رسول کا ہاتھ پکڑ کر اللہ اور اس کے رسول پر لایا مگر حضرت علی اللہ کے رسول کے واسطے سے اللہ کا ہاتھ پکڑ کر اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لائے۔ چنانچہ سیکڑوں احادیث حضرت علی کی خصوصیت اور فضیلت کے متعلق وضاحت کے ساتھ موجود ہیں۔ چنانچہ؛ حدیث؛ اخرج البزاز والطبرانی والترمذی

Marfat.com

والحاکم عن علی۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "انا مدینۃ العلم و علی بابہا (دیگر) فمن اراد العلم فلیات الباب (فی اخری (دیگر) انا دار الحکمۃ و علی بابہا" علاوہ ازیں کثرت سے احادیث موجود ہیں جن سے حضرت علی کا افضل البشر اور وارث ارث مصطفوی ہونا ثابت ہے اور بظاہر بھی اظہر من الشمس دلیل یہ ہے کہ بعد رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ اوّل نہیں ہوئے۔

خلیفہ۔ نظامی حیثیت کے اس رکن کو کہتے ہیں جو مالک کی مرضی اور احکامات کے مطابق نظام قائم کرنے کے لئے بطور وزیر قائم کیا جاتا ہے اور کارہائے وزارت کا حسب الحکم مختار ہوتا ہے۔

وارث۔ ذاتی وصفاتی حیثیت کے اس مالک کو کہتے ہیں جو ولی عہد کی حیثیت سے مالک کی تمام ملکیت کا وارث ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اور مالک کے بعد مختار کل ہوتا ہے ایک بادشاہ کا ایک ولی عہد اور اولیاء اللہ کا ایک جانشین ہوتا ہے جو وزیر یا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔

چونکہ حضرت علی من اللہ وارث ارث مصطفوی قرار پاچکے تھے اور وہ علم لدنی اور معرفت الہیہ جو اللہ اور اللہ کے رسول کے درمیان خصوصی تھا من اللہ خصوصیت کے ساتھ حضرت علی کو تفویض ہوچکا تھا اس لئے حضرت علی اوّل خلیفہ ہو ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ اگر حضرت علی اوّل خلیفہ ہوجاتے تو تمام خصوصیات نادرہ کا خلیفہ دویم میں منتقل ہونا ضروری ہوجاتا اور یہی سبب تھا کہ حضرت علی بجائے خلیفہ اوّل ہونے کے بالدلیل نادرہ آخری خلیفہ خاتم الخلافتین ہوئے۔ اللہ جل شانہ کے اس ارادہ خصوصی سے یہ صاف ظاہر ہے کہ اللہ جل شانہ نے یہ نظامی ترتیب اس وجہ سے ضروری سمجھی تاکہ اس کے حبیبؐ

Marfat.com

کی وساطت سے معرفت الٰہی سلسلۂ طریقت کے ذریعہ امت محمدی میں عام کی جائے اور اولیاء کرام و فقرائے عظام کا وجود عمل میں لایا جائے اور چونکہ اللہ جلشانہ نے نظام دنیا کی تخلیق و ہر ترتیب میں پانچ کی تعداد ضروری سمجھی ہے چنانچہ تخلیق عالم کے بنیادی عناصر پانچ (نور۱۔ نار۲۔ آب۳۔ تراب۴۔ ہوا۵)۔ اسلام کے ارکان پانچ۔ اسلامی شریعت کے ارکان پانچ۔ نمازیں پانچ۔ انسانی جسم کے اعضائے خصوصی پانچ۔ غرضیکہ انسان اگر تھوڑی تھوڑے غور و فکر سے کام لے تو نظام عالم کی ہر ترتیب میں پانچ کی تعداد کارفرما نظر آئے گی۔ اس لئے یہ بھی ضروری تھا کہ سلسلۂ طریقت کے لئے بھی نظامی ترتیب کے تحت پانچ نادرالوجود ہستیاں ترتیب دی جائیں۔ اور اسی ترتیب کی تکمیل کے لئے اللہ کے حکم سے انھوں نے اپنے جسم نوری کے خصوصی نور (یعنی) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو حضرت علیؓ سے منسلک فرما کر تین نادرالوجود ہستیاں یکجا فرما دیں اور اس کے بعد اللہ جلشانہ نے ان تین نادرالوجود ہستیوں سے دو نادرالوجود ہستیاں حسنین پاک کے نام سے مبعوث فرما کر سلسلہ طریقت کی نظامی ترتیب کو پانچ کی تعداد سے مکمل فرما دیا جو پنجتن پاک کے نام سے موسوم ہوئیں اور اس طرح سلسلہ طریق اللہ کے رسول سے حضرت علی اور حضرت علی سے حسنین پاک میں منتقل ہو گیا اور حضرت امام حسینؓ عالی مقام سے طریقت کے تحت اولیاء کرام و فقرائے عظام کا وجود عمل میں آیا۔

اولیاء کرام :- یہ اللہ اور اس کے حبیب کی وہ مقرب و بزرگ ہستیاں ہیں جن کو سلسلۂ طریقت دربار خداوندی میں مقبولیت و قربیت حاصل ہے اور جن کا ماخذ بوسیلہ پنجتن پاک اللہ اور اللہ کے رسول کا ماخذ ہے جو سلسلۂ طریقت (یعنی) بیعت الایمان جاری رکھتے و نیز نظام خداوندی استوار رکھتے

Marfat.com

کیلئے دنیا کے چپہ چپہ پر مامور کی گئیں۔ ان کے مراتب بالترتیب شہنشاہ سے لے کر پیادہ تک ادنیٰ اور اعلیٰ ہوتے ہیں جو حسب استطاعت تفویض ہوتے ہیں اور ترقی و تنزلی کا امکان بھی ہوتا ہے۔ ان کا حلقہ اختیار بحیثیت درجہ محدود ہوتا ہے چنانچہ اس وقت تک لاتعداد

اولیا اللہ دنیا میں تشریف لا چکے اور تاقیامت یہ سلسلہ نظام سلسلہ طریقت کے تحت جاری رہے گا اور ایمان لانے والے ایمان لاتے رہیں گے "جیسا کہ ایمان لائے ہیں لوگ"

فقرا عظام۔ فقیر اللہ کے عاشق کو کہتے ہیں۔ اور عشق وہ نادرہ خصوصیت ہے جو اللہ اور اس کے حبیبؐ کے درمیان روز ازل سے موجود تھی۔ عشق ایک خصوصی بھید ہے اللہ کا۔ عشق خصوصیت نادرہ ہے اس لئے عاشق کا شمار نادر الوجود ہستی میں ہے عاشق نظام سے علیحدہ ہوتا ہے اس لئے نہ وہ حاکم نہ محکوم۔ فقیر کا درجہ اور منزل صرف عشق ہے جو علم و عقل سے بالاتر۔ فقیر کا حلقہ اختیار غیر محدود بلکہ یکساں طور پر تمام دنیا پر مسلط۔ عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام۔ اگر عاشق کی زبان سے کوئی غلط بات بھی نکل جائے تو اللہ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ تمام صفات عشق ذات میں فنا ہو جاتے ہیں اور اسی گم ہو جانے کو وصل کہتے ہیں۔ چونکہ منزل عشق خصوصیت نادرہ ہے اور سخت دشوار گذار ہے اس لئے اولیا کرام کی تعداد بے شمار ہے مگر فقیر بظاہر صرف ایک۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ عاشق اللہ دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوئے مگر یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ فقیر چونکہ تمام خصوصیات نادرہ کا حامل ہے اس لئے وجود ظاہری ہونے پر اس کا وجود نادر الوجود ہستی شمار ہوگا اور اس لئے بہ یقین اور دلیل کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ بالدلیل کوئی فقیر بظاہر دنیا میں نہیں آیا۔ صرف ایک وجود ایسا آیا جو بالدلیل فقیر

Marfat.com

اور نادر الوجود ہستی کہا جا سکتا ہے اور دنیا کے اس آخری دور میں وہ من اللہ تمامی خصوصیات نادرہ کے ساتھ و نیز خصوصی لباس فقر کے ساتھ مبعوث ہوا (یعنی)

حضرت حاجی الحرمین - آل حسن و الحسین - صاحب الفقر و ولا - وارث گلگوں قبا - مرشدنا و سیدنا وارث علی شاہ - کاظمی الحسنی الحسینی اعلیٰ مقامہٗ -

نادرُ الوجود ہستی - ہونے کی سب سے پہلی دلیل تو یہ ہے کہ یہ ذات پاک صحیح النسب سادات کاظمی سے ہے اور غیر کفو کی مشارکت سے بے داغ - صلی اللہ علیٰ محمد وعلیٰ آلہٖ وسلم -

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور کی تشریف آوری کا اعلان سینکڑوں برس قبل اولیاء کرام کے ذریعہ ہوتا رہا -

تیسری دلیل یہ ہے کہ اولیاء کرام نے حضور کے نادرُ الوجود ہونے کی بھی شہادت دی -

چوتھی دلیل یہ ہے کہ چونکہ کسی نادر الوجود کے وجود ہونے پر موجودہ وجود کا موجود ہونے کے باوجود - نہیں کے برابر ہو جاتے یعنی ختم ہو جاتے ہیں (مثلاً آفتاب کے طلوع ہونے پر ستارے باوجود موجود ہونے کے ختم ہو جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے - اسی طرح اس نادر الوجود ہستی کی تشریف آوری کے بعد تمام اولیاء اللہ با وجود موجود ہونے کے نہیں کے برابر ہو گئے (یعنی) ختم ہو گئے - اس کے لئے یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ یہ ذات خاتم الولیٰ فی السادات تشریف لائی - اور بالدلیل بھی اس ذات نادرہ صفات کی تشریف آوری کے بعد سے اس وقت تک کسی اولیاء اللہ کا بظاہر نزول نہیں ہوا اور (بموجب پیشین گوئی اولیاء اللہ) نہ ہو سکتا ہے -

پانچویں دلیل حضور کا نادرہ لباس الفقر ہے (یعنی) پیلا احرام ہے جو اس سے پہلے

Marfat.com

نہ دیکھا گیا اور نہ سنا گیا اور اس لباس کے مستند باللہ اور عالی مرتبہ و نیز عاشق اللہ (یعنی) فقیر کے لئے من اللہ خصوصی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ اس نادرالوجود ہستی کے وجود کے بعد اعلان من اللہ کے تحت دو ہستیاں دنیا میں تشریف لانے والی ہیں۔

(۱) حضرت امام مہدی آخرالزّماں۔ دوئم۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام۔

چنانچہ حضرت امام مہدی آخر الزماں وجود کی حیثیت سے بالدلیل نادرالوجود ہستی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کا وجود چونکہ نبی کی حیثیت۔ موجود ہے اس لئے ان کی تشریف آوری نادرالوجود ہستی میں شمار نہیں ہو سکتی وہ نبی کی حیثیت سے تشریف لائے تھے اور نبی کی حیثیت سے موجود ہیں مگر اب چونکہ خاتم النبین تشریف لا چکے ہیں اس لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام نبی کی حیثیت سے تشریف نہیں لا سکتے چونکہ اوّل تو اولیاء اللہ کا درجہ انبیا علیہ السلام سے کمتر ہے دوسرے خاتم النبین بھی تشریف لا چکے اس لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام نبی اللہ کی حیثیت سے بھی تشریف نہیں لا سکتے۔ (یعنی) موجودہ درجہ اور کمتر درجہ دونوں ختم ہو گئے اب اگر کوئی درجہ انبیا کے برابر یا انبیا سے اعلیٰ ممکن ہو تو حضرت عیسٰی علیہ السلام تشریف لا سکتے ہیں۔

قرآن کریم و حدیث نبویہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کا یقینی نزول ثابت ہے ولیکن اس کی تشریح نہیں ہے کہ کس حیثیت سے تشریف لائیں گے مگر حدیث سے یہ ضرور ثابت ہے کہ وہ نبی کی حیثیت سے تشریف نہیں لائیں گے چنانچہ اس لباس میں بھی تشریف نہیں لائیں گے کہ جس لباس میں ماقبل (یعنی) نبوت کے وقت ملبوس تھے بلکہ حدیث شاہد ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام پیلا احرام نصف باندھے اور نصف اوڑھے سر برہنہ بالوں کی لٹوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوئے اور برہنہ پا تشریف لائیں گے۔

Marfat.com

اس حدیث کی شہادت سے صرف لباس علیسوی ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیثیت اور درجہ کا پتہ چلتا ہے کہ کس حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ اور یہ تصدیق ہو جاتی ہے کہ اس لباس کا مرتبہ یا تو انبیاء علیہ السلام کے مرتبہ سے اعلیٰ ہے یا برابر۔ اور ساتھ ہی یہ بھی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ لباس مستند من اللہ ہے۔ مگر چونکہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اس سے پہلے اس کو استعمال نہیں کیا ہے اس لئے یہ لباس علیسوی نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ لباس نادرہ مخصوصی ہے حضرت مرشدنا و سیدنا وارث علی شاہ اعلیٰ مقامہٗ کے لئے جو نادرالوجودہستی کی دلیل سے فقر (یعنی) عاشق اللہ کی حیثیت سے تشریف لائے اس لئے یہ لباس لباس وارثی ہے اور حضرت عیسٰیؑ لباس وارثیہ میں دنیا میں تشریف لائیں گے۔ صلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آلہٖ وسلم۔

ان تمام دلائل سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ سلسلۂ طریقت اہلبیت اطہار سے شروع ہو کر اہلبیت پر ختم ہو گیا اور یہ سلسلۂ وارثیہ آخری سلسلہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔

نادرالوجودہستی ہونے کی دلیل میں حضرت صاحب الفقر والولا وارث گلگوں قبا مرشدنا و سیدنا وارث علی شاہ اعلیٰ مقامہٗ کا اسم گرامی ہی وارث ارث مرتضوی ہونے کی دلیل سے بامسمّٰی ہے علاوہ ازیں تمامی حیات خصوصیات نادرہ کی مظہر ہے۔ جو ہر جگہ بہر پر نادرہ اور بے مثال ہیں۔ صلی اللہ علیٰ محمد و علیٰ آلہٖ وسلم۔

ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین

نادرہ اور بے مثال ہونے کی دلیل اور ناظرین کے تعارف کے لیے مختصراً نادرہ تصنیفات سلسلۂ وارثیہ کی اور مختصراً سوانح حیات مع مصنوعات وارثیہ پیش کئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

سلسلۂ وارثیہ

حقیقت تو یہ ہے کہ جب اس وارثِ حقیقی نے اپنی شانِ وراثت ظاہر فرمانے کے لئے اپنے ہی نور سے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ کا ظہور فرمایا اور ان کو اپنا ایسا وارث العالمین قرار دیا کہ باعثِ تخلیق ہیجدہ ہزار عالم فرما دیا تو حقیقتاً اسی روز سلسلہ وارثیہ کی بنیاد پڑ گئی۔ گویا حقیقت کے تحت کائنات عالم میں اولیں سلسلہ سلسلۂ وارثیہ جاری و قائم ہوا اور چونکہ تمامی عالم اسی وارث العالمین جناب محمد رسول اللہ کے طفیل میں ظہور پذیر ہوئے اس لئے دنیا کی تمام مخلوق وارثی ہو گئی۔

چونکہ اس وارث حقیقی کو یہ بھی منظور تھا کہ دنیا کو "ھوالاول ھوالآخر" کی تصدیق ہو جائے۔ اس لئے دنیا کے اس آخری دور میں جبکہ دنیا فرمانِ مصطفوی کے مطابق حقیقت سے دور ہو جانے والی تھی۔ مسلمانوں میں نفاق اور افتراق کے آثار نمایاں ہو چکے تھے۔ اکثر پیغمبری اور رسالت کے دعوے دار ہونے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ بیشتر نسلی سلسلے اور سجادگی کی آڑ پکڑ کر سلسلہ بیعت کو اپنی نام و نمود و شکم پری کا ذریعہ بنانے کے لئے سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرنے پر کمربستہ ہو رہے تھے کہ یکایک اس وارث حقیقی نے گمراہوں کو ہدایت فرمانے اور صحیح راستہ دکھلانے کے لئے بلا واسطہ براہِ راست اپنے مجسمۂ نوری (یعنی پنجتن پاک سے خصوصی طور پر ایک نادرالوجود ذات کو وراثتِ پنجتنی کا اسم بامسمّیٰ وارث بنا کر تمامی محاسن پنجتنیہ کے ساتھ نسل حضرت امام حسین ثانی مقام کی چھبیسویں پشت میں حضرت امام ابن موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل سے

Marfat.com

ظاہر فرمایا۔ اور ۱۲۳۳ھ مطابق یکم صفر کو سرزمین دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی۔ یو۔پی۔ اودھ ہندوستان سے اس آفتاب فقر وولایت نے طلوع ہوکر دنیا کو نور وراثت سے منور فرمانا شروع کر دیا۔ تمامی اولیاء اللہ جن کو من اللہ سینکڑوں برس قبل وارثِ ارشاد پنجتنی کی تشریف آوری کی خبر مل چکی تھی۔ ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کر رہے تھے۔ طالبان حق پروانہ وار اس شمعِ فقر وولایت پہ اپنا تن من دھن قربان کرنے لگے۔ چونکہ نادر الوجود ہستی کی خصوصی خصوصیت صاحب العشق ہونا بھی ضروری ہے اس لئے اس وارثِ ارشاد مرتضوی و مصطفوی کی خصوصیت عشق اس قدر عالم آشکارا تھی کہ جس کی نظر روئے انور پر پڑی عشق کا شکار ہوگیا اور بلاتفریق مذہب وملت اس کو شانِ پنجتنی نظر آگئی۔ دل کھو دیا اور صاحب تصدیق ہوگیا۔ **سلسلہ وارثیہ کی نادرہ خصوصیت یہ ہے** کہ یہ سلسلہ براہ راست پنجتن پاک سے منسلک ہے جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضور وارث پاک نے جس خوش نصیب کی بیعت اپنے دستِ حق پرست پر لی تو دیگر سلسلوں کی طرح نہ تو کسی [illegible] کا نام ادا کرایا اور نہ کبھی کسی کو شجرہ عنایت فرمایا بلکہ برخلاف اس کے صرف [illegible] اقرار کرانا کافی سمجھا "ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا پنجتن پاک کا۔ خدا کا۔ خدا کے رسول کا" اس کا مطلب ظاہر ہے کہ چونکہ وارث پاک کا سلسلہ براہ راست حسن الحسینی ہے اور پنجتن پاک سے عشق کامل کا افاضہ ہوا ہے اسی لئے حضور نے رسماً بھی کسی بزرگ کا نام نہیں لیا۔ بلکہ اپنے ہر غلام کو پنجتن پاک کی حمایت میں دے دیا۔ اور شجرہ وغیرہ کے متعلق صاف طور پر اس طرح ارشاد فرمایا کہ "شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے یہاں دل کے شجرہ سے کام ہے" مقصد یہ ہے کہ سلسلہ وارثیہ کا شجرہ صرف پنجتن پاک کے اسمائے گرامی تک محدود ہے۔

دوسری خصوصیت نادرہ **تصدیق** ہے جو پنجتن پاک کے گھر کی خصوصیت نادرہ

Marfat.com

ہے۔ چنانچہ حضور وارث پاک نے اپنے گھر کی اس خصوصیت کو ایسا عام فرمایا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ حتیٰ کہ جس کسی کو حضور سے کسی قسم کا تعلق ہوا وہ صاحب تصدیق ہو گیا۔

تیسری خصوصیت نادرہ یہ بھی ہے کہ سلسلۂ وارثیہ میں نسبی خلافت۔ جانشینی یا سجادگی قطعی ممنوع ہے۔ برخلاف اس کے اس وارث ارث مصطفوی و مرتضوی نے وہی طریقہ پسند فرمایا جو حضور کے جد اعلیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند فرمایا تھا (خلافت النبی کا سلسلہ بھی نسبی سلسلہ میں منتقل نہیں ہوا) چنانچہ ارشاد فرمایا کہ "ہماری منزل عشق ہے جو دعویٰ جانشینی کا کرے وہ باطل ہے۔ ہمارے یہاں کوئی ہو۔ چمار ہو یا خاکروب۔ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے۔" اسی لئے سلسلۂ وارثیہ میں کوئی مخصوص سجادہ یا جانشین نہیں ہے بلکہ بظاہر صرف فقرائے وارثی جن کو اس وارث عالم نواز نے اپنی محبت کی سند میں لباس فقر عطا فرما کر اپنا نمونۂ الفت بنا دیا ہے اور جن کی زندگی کا ماحصل تمامی دنیاوی مشاغل سے بے نیاز ہو کر صرف اپنے وارث سے ہی نیاز رکھنا ہے۔

چوتھی نادرہ خصوصیت تعلیم ہے۔ فرمایا کہ محبت کرو۔ محبت ہی میں سب کچھ ہے محبت نہیں تو نماز روزہ سب بیکار ہے۔ گویا محبت ہی سلسلۂ وارثیہ کی خصوصی تعلیم ہے اور صرف محبت ہی کو مقصد حیات بتلایا گیا ہے اور اس تعلیم میں یہ بھی خصوصیت ہے کہ بالتوفیق ہے چنانچہ حضور کے ہر غلام کو محبت میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس سلسلۂ وارثیہ میں تمام باتیں اور تمام طریقے ہی نادرہ اور خصوصی ہیں جو کسی دوسرے سلسلہ میں غیر ممکن ہیں چنانچہ یہ خصوصیت بھی نادرہ اور خصوصی ہے کہ حضور وارث پاک کو پنجتنی اور حسن الحسینی ہونے کی وہ خصوصی خصوصیت حاصل تھی کہ آپ بلا واسطہ شکم مادر ہی میں کامل و اکمل تھے اور عشق کامل کا افاضہ براہ راست پنجتن پاک سے ہوا تھا

Marfat.com

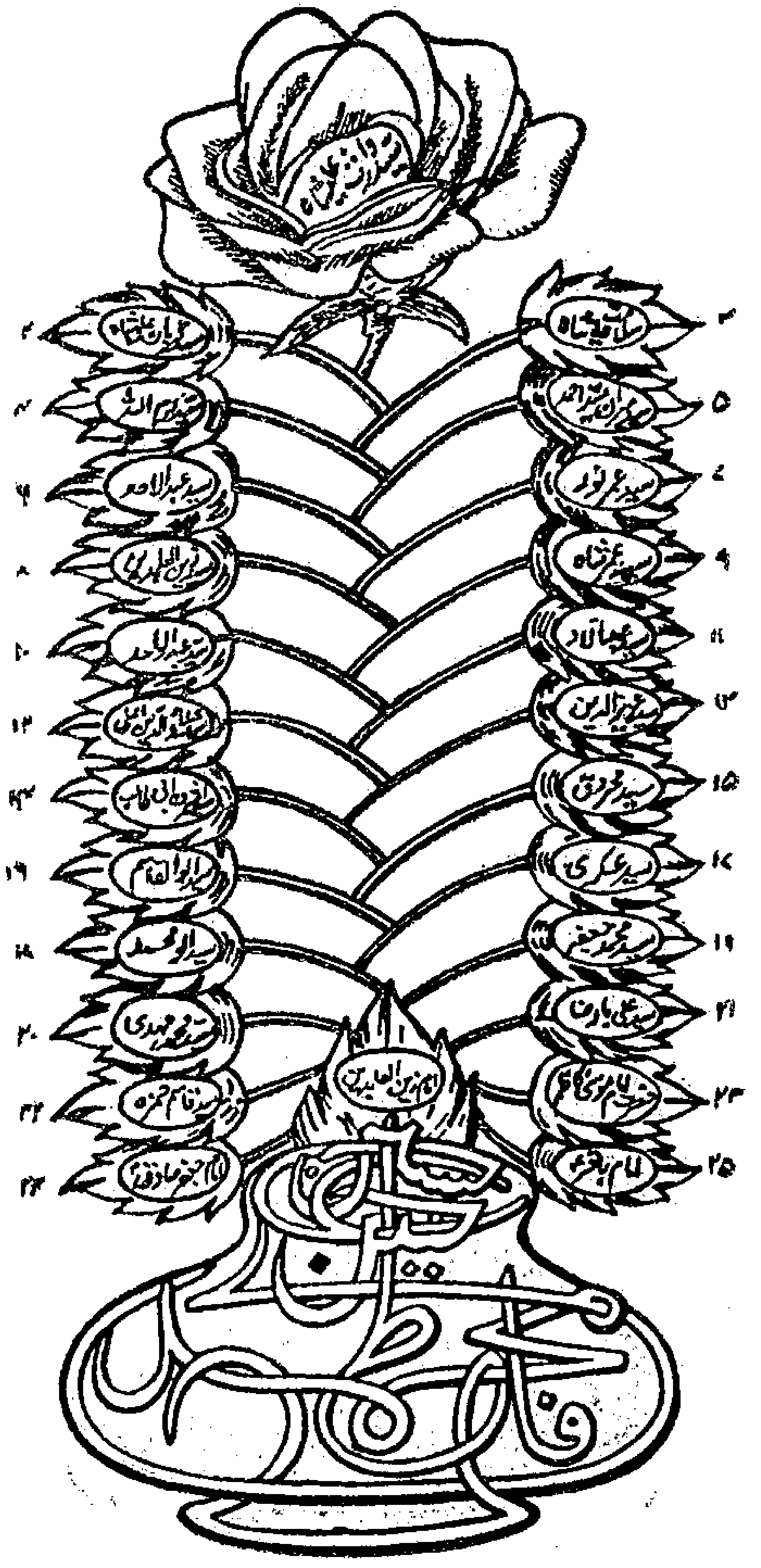
امام زین العابدین
امام باقر
امام جعفر صادق
سید عسکری
سید ابوالقاسم
سید محمد مہدی

Marfat.com

Marfat.com

اور چونکہ دیگر سلسلہ جات بھی بالواسطہ اسی پنجتن پاک سے مستفیض ہیں گویا سب نے حضور ہی کے گھر سے سب کچھ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ اکثر اولوالعزم اولیا کرام کا مقولہ تھا کہ" حاجی صاحب کے تو گھر کی دولت ہے دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے ہیں اور اپنی تو بڑی گاڑھی کمائی ہے" اسی وجہ سے سلسلۂ وارثیہ کی یہ خصوصیت بھی نادرہ ہے کہ تمامی سلسلہ جات کو حضور کی شمولیت کا فخر حاصل ہے گویا تمامی سلسلہ جات سلسلۂ وارثیہ میں شامل ہوگئے (دلیل کے لئے یہ چند شجرے مندرجہ ذیل ہیں۔) اور تمامی سلسلہ جات سلسلہ وارثیہ سے شروع ہوکر سلسلہ وارثیہ پر ختم ہوگئے۔

شجرۂ قادریہ وارثیہ

حضرت محمد رسول اللہ حضرت علیؓ۔ حضرت حسینؓ۔ حضرت عابدؓ۔ حضرت باقرؓ۔ حضرت موسیٰ کاظمؓ حضرت موسیٰ الرضاؓ۔ حضرت معروف کرخی۔ حضرت سری سقطی۔ حضرت جنید۔ حضرت شبلی حضرت عبدالعزیز۔ حضرت عبدالواحد۔ حضرت ابوالفرح۔ حضرت ابوالحسن۔ حضرت شاہ درویش حضرت ابوسعید۔ حضرت سید سلطان۔ حضرت خواجہ مخدوم۔ حضرت غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی حضرت عبدالرزاق۔ حضرت محی الدین۔ حضرت سید احمد حضرت سید علی۔ حضرت شیخ موسیٰ۔ حضرت شیخ ابوالعباس۔ حضرت سید بہاؤ الدین۔ حضرت سید محمد۔ حضرت سید جلال۔ حضرت فرید بھکر۔ حضرت شیخ ابراہیم۔ حضرت ابراہیم امان اللہ۔ حضرت شاہ حسین۔ حضرت شاہ ہدایت اللہ۔ حضرت عبدالصمد۔ حضرت عبدالرزاق۔ حضرت اسمٰعیل۔ حضرت شاکر اللہ۔ حضرت نجات اللہ۔ حضرت خادم علی۔ حضرت مرشدنا و سیدنا وارث علی شاہ اعلیٰ مقامہٗ۔

Marfat.com

شجرہ چشتیہ نظامیہ وارثیہ

حضرت علیؓ ۔ حضرت امام حسن بصری ۔ حضرت شاہ عبدالواحد ۔ حضرت خواجہ فضیل ۔ حضرت خواجہ ابراہیم ادہم ۔ حضرت بدر الدین ۔ حضرت امین الدین ۔ حضرت خواجہ ممشاد ۔ حضرت فیض بخش ۔ حضرت ابو الاسحاق ۔ حضرت ابی احمد ۔ حضرت خواجہ ناصر محمد مقتدا ۔ حضرت ناصر الدین شاہ ۔ حضرت خواجہ قطب مودود ۔ حضرت خواجہ حاجی شریف ۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی ۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۔ حضرت بادشاہ وردائی ۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی ۔ حضرت بابا فرید گنج شکر ۔ حضرت شاہ نظام الاولیا ۔ حضرت شاہ نصیر الدین چراغ ۔ حضرت کمال الدین اکمل ۔ حضرت سراج الدین ۔ حضرت علیم الدین ۔ حضرت جمال الدین جمن ۔ حضرت شیخ محمود حسن حضرت خواجہ محمد باخدا ۔ حضرت یحییٰ ۔ حضرت نظام الدین ثانی ۔ حضرت فخر الدین ۔ حضرت حافظ جمال اللہ ۔ حضرت عباد اللہ ۔ حضرت خادم علی ۔ حضرت مرشدنا وسیدنا **وارث علی شاہ** ۔ اعلیٰ مقامہٗ

شجرہ محبوبیہ وارثیہ

حضرت امام موسیٰ کاظم رضا ۔ حضرت قاسم ۔ حضرت سید رضا ۔ حضرت سید مہدی ۔ حضرت سید محروق ۔ حضرت اشرف ۔ حضرت شاہ عزیز الدین ۔ حضرت سید مخدوم علاؤ الدین ۔ حضرت سید عبداللہ ۔ حضرت سید عبدالاحد ۔ حضرت سید عبدالواحد ۔ حضرت سید عمر ۔ حضرت شاہ زین العابدین ۔ حضرت سید عمر ثانی ۔ حضرت عبدالاحد ۔ حضرت سید میران ۔ حضرت سید

Marfat.com

شکر اللہ۔ حضرت سید سلامت علی شاہ۔ حضرت سید رمضان علی شاہ۔ حضرت سید قربان علی شاہ۔ حضرت مرشدنا وسیدنا وارث علی شاہ اعلیٰ مقامہٗ۔

شجرۂ عالیہ وارثیہ

محمدؐ گل است و علیؑ بوئے گل
بود فاطمہؑ اندریں رنگِ گل
زعطرش برآمد حسینؑ و حسنؑ
وروح زعطرش یکے گلبدن
معطر ز خوشبوئش ارض و سماں
ونائبت وارث علی درجہاں

Marfat.com

مشربِ وارثی

نہ کیوں تجھ پہ ہو جاؤں قربان وارث
مری جاں تو ہی ہے مری جان وارث

تو ہی آئینہ ہے خدا و نبیؐ کا
یہی ہے مرا دین و ایمان وارث

ولایت بھی گھر کی امامت بھی گھر کی
ہے حسنؑ، حسینی تری شان وارث

ترا آستاں کعبۂ عاشقاں ہے
ترا مصحفِ رخ ہے قرآن وارث

تو ہے پنجتن پاک کی اک نشانی
تری شان ہے مظہرِ شان وارث

قیامت کے دن تیرا دامن نہ چھوٹے
یہی ہے مرے دل میں ارمان وارث

دمِ نزع کیا خوف محبوبؔ مجھ کو
مرے ہوں گے اس دم نگہبان وارث

مشربِ وارثی اُن سرور آفرین کیفیات اور جذبات کا آئینہ ہے کہ جس میں تاجدار شریعت و طریقت سلطان فقر و ولایت شمع شبستان مصطفوی وارث ارث مرتضوی صاحب فقر و ولا وارث گلگوں قبا حاجی و حافظ مرشدنا و سیدنا وارث علی شاہ اعلیٰ مقامہٗ کے عشق بے مثال کا عکس حسن جمال نظر آتا ہے چونکہ عشق۔ تین حرفوں سے مرکوب ہے۔ ع ش۔ ق۔ عین سے عبادت الٰہی۔ اور شین سے پابندیٔ شرع شریف۔ اور قاف سے قربانی نفس۔ "عاشق" کی ابتدا میں عین ہے اور شرع کی آخر میں عین ہے۔ یہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جو کوئی شرع شریف کے درجات آخر تک طے نہ کرے وہ عشق

Marfat.com

میں کمال حاصل نہیں کرسکتا۔ چنانچہ حضور وارث پاک ان تینوں مدارج میں اس قدر کامل اور اکمل تھے کہ حدود کمالات کی بلندی زیر قدم نظر آتی تھی اور بے شمار انسان آپ کے ادنیٰ اشارے سے کامل ہوگئے۔ چونکہ سرکار والا جاہ کی "منزل" عشق تھی۔ اس لئے مشرب وارثیہ میں بجز حُسن وعشق کی کارفرمائیوں کے اور کچھ نہیں ہے اور وارث عالم نواز کے ہر دست گرفتہ کو محبت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر دنیا والوں کی نظر میں ہر وارثی بیگانہ نظر آتا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس کائنات کا نام دنیا نہیں ہے بلکہ غفلت کا نام دنیا ہے اور دنیا والے حُسن وعشق کی کارفرمائیوں سے یکسر غافل اور بیگانہ ہیں اس لئے ہر محبت والا ان کو بیگانہ نظر آتا ہے۔ خصوصاً فقرائے وارثی جن کو اس وارث عالم نواز نے اپنا نمونۂ عشق بنا کر دین و دنیا سے بیگانہ کر دیا۔ دل و دماغ کو علم وعقل سے بے نیازی عطا فرما کر اپنی محبت سے بھر دیا۔ ان دنیا والوں کو شریعتاً اور طریقتاً و حقیقتاً۔ غرضکہ بہرصورت بیگانہ نظر آتے ہیں۔ گو اس میں ان بے چارے دنیا والوں کا قصور نہیں بلکہ ان کی نظروں کا فتور ہے کہ ان کی نظر شریعت۔ طریقت۔ اور حقیقت کے تصور سے بھی بے نیاز ہے اور ان کا علم حُسن وعشق کی تحقیق سے مبرا۔ عشق کا سب سے پہلا فعل یہ ہے کہ جس دل میں حضرت عشق تشریف لاتے ہیں وہاں علم وعقل کی گنجائش نہیں رہتی۔ چنانچہ اس کامل عشق ربانی نے فرمایا کہ "عاشق دین و دنیا سے بے خبر ہوتا ہے اور بے نیاز" پھر فرمایا کہ "عشق وہبی ہے کسبی نہیں ہے" اور اس طرح بھی ارشاد ہوا کہ "محبت میں انسان اندھا ہو جاتا ہے" اور فرمایا کہ "عاشق کی سانس بلا کسب ذکر عبادت ہے" اور پھر فرمایا کہ "عاشق غافل نہیں سمجھا جاسکتا اور اس کی یہی نماز اور یہی روزہ ہے" وارثی فقرا کو حضور وارث

Marfat.com

پاک نے وارث حقیقی کے جلوے کی ایسی جھلک دکھلائی کہ وہ علم وعقل سے بیگانہ ہو کر عشق کی گہرائیوں میں کھو گیا۔ دولت وحشمت۔ خویش واقربا تکلیف وراحت غرضکہ تمامی دنیاوی تعلقات سے بیگانہ ہو گیا۔ اُن کے دل میں بجز وارث کی یاد اس کی آنکھوں میں بجز وارث کے تصور اور اس کی زبان پر بجز وارث کے ذکر کے اور کچھ نہ رہ گیا اور اس وارثِ ارث مرتضوی نے اپنی محبت کی سند میں دربار خداوندی کی وردی (احرام) محبت کے رنگ سے رنگین فرما کر اور خصوصی طور پر عنایت فرما کر نمونۂ الفت بنا دیا ؎

وارثِ دستگیر کے صدقے　　　مرشدِ بے نظیر کے صدقے
مجھ سے ناچیز کو کیا مقبول　　　لاکھ بار ایسے پیر کے صدقے

اس کے باوجود بھی اگر دنیا والے و دعویداران علم وعقل مشرب وارثی کو سمجھنے سے قاصر ہیں تو یہ اس کا بیّن ثبوت ہے کہ دعویداران علم وعقل بیگانگانِ علم وعقل کو بھی صاحبانِ علم وعقل سمجھتے ہیں اور یہ ان کے عالم اور عاقل ہونے کی بہترین دلیل ہے۔ میں تو صرف اس وارث حقیقی سے یہ دعا کروں گا کہ تو ان عاقل دنیا والوں کو ایسی عقل عطا فرما جو ان کو محبت کے مشرب کا امتیاز حاصل ہو تیرے دربار کی وردی کا احترام کریں اور ایسی نظر عطا فرما جو تیرے نوازے ہوئے ان وارثی دیوانوں کو پہچانیں اور ایسا علم عطا فرما جو مرتے وقت کام آئے۔ آمین ثم آمین

مشربِ عشاق میں سا ہے کفر کیا اسلام کیا
کھو گیا دنیا سے جو پھر اس کو ننگ و نام کیا

:(+):

Marfat.com

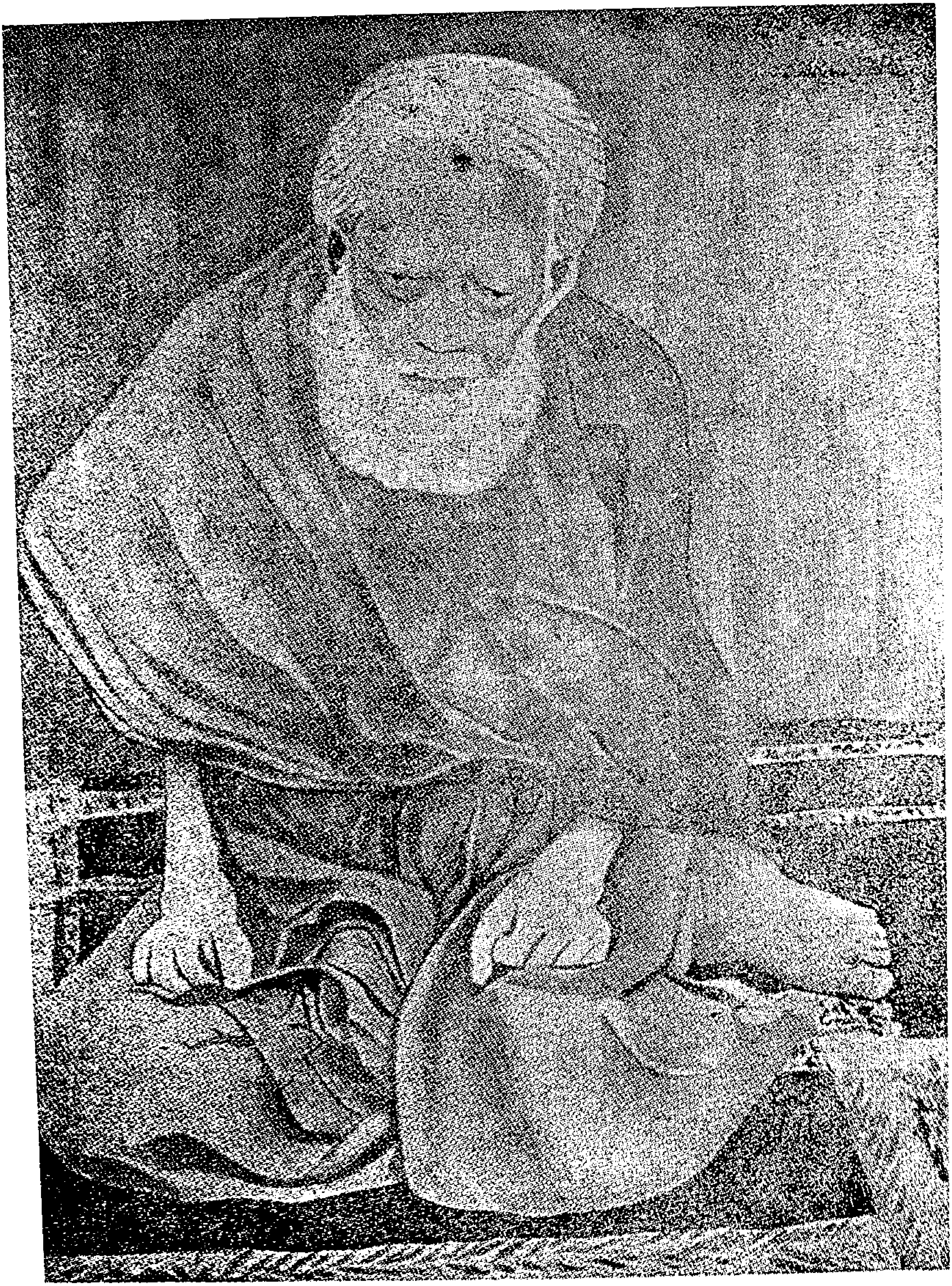

کامل الاولیاء حضرت حاجی وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز

Marfat.com

تذکرۃ الوارث

ہو ادا کیسے تری حمد و ثنا یا وارث
ہے تو ہی لائق تذکیر اُنا یا وارث

کوئی اللہ کہے۔ کوئی خدا۔ کوئی رام
میں نے جب دیکھ لیا تجھ کو کہا یا وارث

لیلیٰ قیس کو مطلوب ہے عاشق کی نظر
جس نے دیکھا تجھے وہ چیخ اُٹھا یا وارث

قطرہ جب مل گیا دریا میں۔ تو قطرہ کیسا
حق اُناالحق ہے۔ جو حق میں ہو فنا یا وارث

سگِ دنیا نہیں مجذوبِ سگِ وارث ہے
اس لئے اس کی ہے ہر بار صدا یا وارث

نحمد اللہ المعین و نصلی علیٰ رسولہ الامین۔ اما بعد۔ شروع کرتا ہوں ذکر اس وارث عالی کا کہ جس کا مرتبہ خیال انسانی سے بالاتر ہے جو لباس انسانی میں مظہر شان احدیت اور ہمنام ہے اور جس کی صفت خیرُ الوارثین ہے۔

شرف خاندانی۔ دنیا کی تواریخ و سوانح عمریاں دیکھ کر یہ بات پایۂ تصدیق کو پہنچ چکی ہے کہ ایسی نادرُ الوجود ہستیاں ہمیشہ ایسے سلسلوں میں ظہور پذیر ہوتی ہیں جو مقدس اور صحیح النسب خاندان کہلاتے ہیں۔ چنانچہ اس عدیم النظیر دستگیر نے بھی سید الکونین خامس آلِ عبا حضرت امام حسین عالی مقام کی چھبیسویں پشت میں امام ابن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی نسل سے نیشاپور کے سیدات ذو الفضل و برکات کے خاندان میں ہزاروں جاہ و جلال کے ظہور اجلال فرمایا۔ بے شمار مستند کتابیں شاہد ہیں کہ قبلہ عالم صحیح النسب سادات کاظمی ہیں اور آپ کی سیادتِ خاندانی کی عظمت

Marfat.com

وشان بکمال احتیاط محفوظ اور غیر کفو کی شارکت سے بیداغ رہی اور یہ بھی مصدقہ ہے کہ ہلاکو خان نے جس کو بنی فاطمہ سے قلبی عناد تھا۔ جب ۶۵۷ھ میں بغداد فتح کیا اور خلیفہ محتشم باللہ کا خاتمہ ہوگیا اور لوٹ مار کا بازار گرم ہوا تو قبلۂ عالم کے مورث اعلیٰ سید اشرف ابی طالبؒ نے جو وقت حاضرہ کے علماء ذی مرتبہ و مشائخین اولوالعزم کے سردار تھے معہ اہل وعیال نیشاپور سے ہجرت فرمائی اور ہندوستان تشریف لائے۔ اور قصبۂ کنتور ضلع بارہ بنکی۔ اودھ۔ میں آبادی سے باہر سکونت اختیار کی۔

سکونت دیوہ شریف۔ حضور کی سات پشت چار صدی سے زائد کنتور قیام پذیر رہی۔ اور ۱۱۴۱ھ میں آپ کی آٹھویں پشت میں کسی وجہ سے سید عبدالاحد علیہ الرحمۃ نے اپنی سکونت کنتور سے دیوہ شریف منتقل کرلی اور ۱۱۴۱ھ میں حضرت میراں سید احمد علیہ الرحمۃ کی ولادت سے انوار وارثی کا ظہور شروع ہوگیا۔

پیشینگوئیاں جس طرح آفتاب طلوع ہونے کے قبل ہی اس کی ضوفشانیاں دنیا کو اس کی آمد (یعنی) صبح ہونے کا یقین دلادیتی ہیں اسی طرح اس نادرالوجود ہستی کی تشریف آوری کا اعلان بھی منجانب اللہ سینکڑوں برس قبل ہی سے ہو رہا تھا اور مقربین بارگاہ احدیت کو ولادت باسعادت کی بشارتیں مل رہی تھیں چنانچہ حضور کے جد امجد حضرت میراں سید احمد علیہ الرحمۃ جو ۱۱۴۱ھ بمقام دیوہ شریف پیدا ہوئے تھے اور صاحب حقائق و معرفت تھے اور طالبان حق کو رموز حقیقت سے مستفیض فرماتے تھے۔ ایک روز اپنے دولت کدہ کے قریب برلب تالاب چند یاران طریقت سے سرگرم سخن تھے کہ ایک صاحب باطن درویش نے آکر آپ سے کہا کہ "السلام علیک وعلے ولدک الذی فی صلبک ان اللہ تبارک وتعالیٰ قد نور سیماکم بنورہ واشرق الارض

بظہورہ قطوبی نکم یا سیدی"۔ مطلب یہ تھا کہ اس صاحب باطن درویش نے آکر آپ سے کہا اور زبان عربی میں یہ مژدہ سُنایا اور مبارکباد پیش کی کہ "اے میراں سید احمد مژدہ ہو کہ تمہاری نسل کی پانچویں پشت سے ایک ایسا آفتاب فقر و ولایت طلوع ہونے والا ہے کہ جس کی نورانی روشنی سے زمین و آسمان منور ہو جائے گا" جس کے جواب میں آپ نے درویش کے کلام کی تصدیق فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "بیشک میں دیکھ رہا ہوں کہ اس گل گلزار نوری کی خوشبو چمنستان عالم میں منتشر ہو رہی ہے اور ضیائے حسن و جمال اس کا مثل ماہ نو درخشندہ"۔ حاضرین نے موقع پاکر حضرت میراں سید احمد علیہ الرحمۃ سے متعلقہ گفتگو کا احوال دریافت کیا کہ اس بزرگ نے حضور کو کیسا مژدہ سنایا ہے جس کی حضور نے بھی تصدیق فرمائی ہے اگر مناسب ہو تو ہم لوگوں کو بھی اس خوشی میں شرکت کا موقع دیجئے۔ چنانچہ حضرت میراں سید احمد علیہ الرحمۃ نے جواب دیا کہ "حق سبحانہٗ تعالیٰ نے میری پشت میں ایک نادرہ فرزند عنایت فرمایا ہے جس کا میری پانچویں پشت میں ظہور ہوگا۔ صداقت اس کی "نور دیدۂ میراں سید احمد" و "جگر بند سید احمد" ہے اور عدد اس کے نام پاک کے ان دونوں کلموں سے ہویدا ہیں اور دوسری صداقت یہ ہوگی کہ انھیں اعداد کے تحت اس کا نام پاک ایک اسم ذات سے بھی ہوگا۔ اور وہ صحرائے عشق کا شیر ببر۔ تاجدار اقلیم رضا و صبر۔ اپنے زمانہ میں تمام دنیا پر حکمران ہوگا اور انسان و حیوان۔ ہندو مسلمان۔ یہود و نصاریٰ غرضکہ ہر مذہب و ملت والا اس کا تابع فرمان ہوگا جس کی نشانیاں ہیں دُنیا کے ہر گوشہ میں اس وقت پیدا ہو رہی ہیں۔ اس شہنشاہ [illegible]۔ بحر حقیقت اور ساقی بادہ نوشان محبت کے تمامی سرفروشاں میدان جبروت و مدہوشان بام لاہوت حلقہ بگوش ہوں گے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت میراں سید احمد علیہ الرحمہ کی پانچویں پشت میں اس پیشنگوئی کی بالکل تصدیق ہو گئی۔ کیونکہ اعداد ہر دو کلمہ جات مندرجہ بالا سات سو سات ہوتے ہیں اور حضور وارث پاک کے نام کے اعداد بھی سات سو سات ہوتے ہیں۔ جناب میراں علیہ الرحمۃ کے ان دونوں جملوں نے اس پیشنگوئی کو ایسا محدود کر دیا کہ اب دوسرا شخص اس پیشنگوئی سے منسوب ہو ہی نہیں سکتا۔ اور چونکہ دوسری صفت یہ بھی خصوصیت کے ساتھ بیان فرمائی ہے کہ ہمارا فرزند جس نام سے دنیا میں پکارا جائے گا وہ اللہ جلشانہٗ کے اسمائے مقدسہ میں سے ایک نام ہوگا اور اعداد اس نام پاک کے بھی اُتنے ہی ہوں گے چنانچہ اللہ جلشانہ کے ناموں میں صرف ایک نام "یا وارث" ہی ایسا نام ہے کہ جس کے اعداد بھی ۷۰۷ سات سو سات ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں۔ زمانہ قریب کے وہ بزرگ عارف باللہ جن کو اب بھی دنیا جانتی ہے جن کا نام نامی حضرت سراج العارفین شاہ عبدالرزاق علیہ الرحمۃ بانسوی مشہور ہے اکثر یہ پیشنگوئی فرماتے تھے کہ دیوہ میں ایک آفتاب فقر و ولایت طلوع ہونے والا ہے جس کی روشنی میں اب دیکھ رہا ہوں۔

اسی طرح۔ حضرت شاہ نجات اللہ علیہ الرحمۃ دیوہ شریف کی طرف سینہ کھول کر فرمایا کرتے تھے کہ میں اس آفتاب فقر و ولایت کی روشنی سے دل کو منور کر رہا ہوں جو دیوہ شریف میں طلوع ہونے والا ہے۔ غرضکہ اس قسم کی پیشینگوئیاں سینکڑوں سال قبل ہوتی رہی ہیں جو دوسری بڑی کتابوں میں درج ہیں۔

شجرۂ نسبی۔ حضور وارث پاک کا شجرۂ نسبی حضرت امام حسین عالی مقام سے نسلاً بعد نسلاً منتقل ہوتا ہوا سنہ ۱۱۴۱ھ میں سید میراں سید احمد علیہ الرحمہ تک پہنچا آپ سنہ ۱۱۴۱ھ

Marfat.com

میں دیوہ شریف میں پیدا ہوئے آپ کے صاحبزادے سید کرم اللہ علیہ الرحمۃ اور سید کرم اللہ علیہ الرحمۃ کے تین صاحبزادے تھے "سید سلامت علی" "سید بشارت علی" اور "سید شبر علی" رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ سید سلامت علی علیہ الرحمۃ کے دو صاحبزادے ایک کا نام "سید خرم علی" اور دوسرے کا "سید قربان علی شاہ" علیہ الرحمۃ جو حضور وارث پاک کے پدر بزرگوار تھے اور جن کا نکاح حقیقی چچا سید شیر علی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی "سیدہ بی بی سکینہ عرف چاندن بی بی سے ہوا۔ اور اس بی بی کو اللہ نے یہ شرف بخشا کہ حضور کی والدۂ ماجدہ ہوئیں۔ ذالک فضل اللہ صلی اللہ علی محمد و علیٰ آلہ وسلم۔

وارث پاک کا اچھوتا اور بیداغ شجرۂ نسبی

حضرت امام الاولیا وارث گنگوں قبا مرشدنا وسیدنا وارث علی شاہ اعلیٰ مقامہٗ
ابن سید قربان علی شاہ علیہ الرحمۃ... ابن سید سلامت علی شاہ علیہ الرحمۃ
ابن سید کرم اللہ علیہ الرحمۃ.... ابن سید میراں سید احمد علیہ الرحمۃ
ابن سید عبدالاحد علیہ الرحمۃ..... ابن سید عمر نور علیہ الرحمۃ
ابن سید زین العابدین علیہ الرحمۃ ابن سید عمر شاہ علیہ الرحمۃ
ابن سید عبدالواحد علیہ الرحمۃ.... ابن سید عبدالاآد علیہ الرحمۃ
ابن سید علاؤ الدین اعلیٰ بزرگ علیہ الرحمۃ ابن سید عزیز الدین علیہ الرحمۃ
ابن سید اشرف ابی طالب علیہ الرحمۃ ابن سید محروق علیہ الرحمۃ

Marfat.com

ابن سید ابوالقاسم علیہ الرحمۃ..... ابن سید عسکری علیہ الرحمۃ
ابن سید ابو محمد علیہ الرحمۃ...... ابن سید محمد جعفر علیہ الرحمۃ
ابن سید محمد مہدی علیہ الرحمۃ... ابن سید علی بارضا علیہ الرحمۃ
ابن سید قاسم حمزہ علیہ الرحمۃ... ابن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
ابن امام سید جعفر صادق علیہ السلام ابن امام سید محمد باقر علیہ السلام
ابن سید زین العابدین علیہ السلام ابن سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام
صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ولادت باسعادت

چونکہ وارث حقیقی کو یہی منظور تھا کہ یہ نادرُالوجود صحیح معنوں میں نادرُالوجود اور وارث ارث مصطفوی و مرتضوی کی دلیل سے نادرالوجود ثابت ہو اسی لئے ابھی اس وجود کا وجود بھی نہ ہونے پایا تھا اور عالم وجود میں قدم بھی نہ رکھنے پایا تھا کہ آبائی خصوصی خصوصیات کا ظہور ہونے لگا عشق کی نیرنگیاں شروع ہوگئیں اور جد اعلیٰ کی سنت ادا ہونے لگی۔ چنانچہ حضور ابھی شکم مادر ہی میں تشریف لائے تھے کہ آپ کے پدر بزرگوار کا انتقال ہوگیا آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ جس وقت تک قبلۂ عالم میرے شکم میں قیام پذیر تھے۔ میں بلاوضو نہ رہ سکتی تھی۔ اگر کبھی اتفاقیہ غافل ہوجاتی تو حضور کسی نہ کسی کنایہ سے یاد دہانی فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی فرماتی تھیں کہ میں اپنے دل کو رُوحانی کیفیتوں سے پرمسرت پاتی تھی۔ اور مشاہدات میں انوار وارثیہ کی جلوہ ریزیوں سے آسمان اور زمین کو منور دیکھتی تھی۔ حتیٰ

Marfat.com

کہ حضور کی تشریف آوری کا زمانہ قریب آگیا اور یکم صفر ۱۲۳۸ھ کو اس آفتاب فقر و ولایت نے کہ جس کا انتظار تمامی اولیاء اللہ سینکڑوں برس قبل سے کر رہے تھے، اُفق عالم پر انوار وارشیہ کی ضیا پاش شعاعوں کے ساتھ نہایت جاہ و جلال سے ظہور اجلال فرمایا۔ ہر طرف تمام اولیاء اللہ ذی مرتبت و بادہ نوشان جام محبت ایک دوسرے کو مبارکباد پیش کر رہے تھے اور ہر طرف اَرواح مقدسین میں مرحبا اور سلام کے نعرے بلند تھے۔

سلام عقیدت

السلام اے مرشد والاصفات ۔۔۔ السلام اے وارث ہر رہ نجات
السلام اے مظہر شانِ خدا ۔۔۔ السلام اے نور، نورِ مصطفیٰ
السلام اے راحت جانِ بتولؓ ۔۔۔ السلام اے گلشنِ زہراؓ کے پھول
السلام اے مرتضیٰؓ کے دلکے چین ۔۔۔ السلام آلِ حسنؓ، آلِ حسینؓ
السلام اے یادگار پنجتن ۔۔۔ السلام اے رازدارِ پنجتن
السلام اے صاحب فقر و ولا ۔۔۔ السلام اے وارثِ گلگوں قبا
السلام اے میرے آقا السلام ۔۔۔ السلام اے میرے مولا السلام
اے مرے حاجت روا روشن ضمیر ۔۔۔ جز ترے کوئی نہیں ہے دستگیر
تجھ سوا کس سے کہوں میں دلکا راز ۔۔۔ میں ہوں بندہ اور تم بندہ نواز
گو خراب و خستہ و رُسوا ہوں میں ۔۔۔ شکر ہے پر تیرا کہلاتا ہوں میں
دل گرفتہ بے کس و لاچار ہوں ۔۔۔ اے مسیحا میں ترا بیمار ہوں

Marfat.com

تجھ سوا ہے عمزدوں کے کون ساتھ | ہے علاج دین و دنیا تیرے ہاتھ
فرش سے تا عرش تیرا نام ہے | ذات تیری ایک فیض عام ہے
پڑگئی جس پر نگاہ انتخاب | دین و دُنیا میں ہوا وہ کامیاب
میرے اوپر بھی نظر سرکار ہو | ایسا کچھ کر دو کہ بیڑا پار ہو
مجھ پہ بھی ہو جائے اک نظر عطا | میرے وارث پنجتن کا واسطہ
اُز پئے شاہ شہید کربلاؑ | از پئے شاہ ولایت مرتضیٰؑ
احمدِ مرسلؐ کے صدقے میں حضور | ہوں حجابات دوئی سب دل سے دُور
تو ہی تو آنے لگے ہر جا نظر | آخرش مل جاؤں تجھ میں سربسر
میرے وارث وارثِ عالی مقام | تجھ پہ ہوں محبوب کے صد ہا سلام

صلی اللہ علی محمد۔ وعلی آلہٖ وسلم

ایام رضاعت۔ معزز اشخاص کی بزرگ مستورات ذکر فرماتی ہیں کہ حضور وارث پاک کے طفلانہ خصائل ستودہ صفات کچھ ایسے امتیازی شان رکھتے تھے جو کسی دوسرے بچہ میں نہ تمام طور پر دیکھے گئے نہ سنے گئے۔ حضور قبلۂ عالم بجز وقت مقررہ کے خلاف اوقات کبھی دودھ نوش نہ فرماتے تھے اور نہایت اطمینان سے اور بہت کم پیتے تھے۔ آپ کی والدہ مکرمہ کا بیان ہے کہ رمضان شریف میں آپ روزہ داروں کی طرح افطار کے وقت دودھ نوش فرماتے تھے اور اگر غلطی سے دودھ پلانے کا ارادہ کرتیں تو آپ منہ پھیر لیتے تھے۔ بول و براز کی یہ کیفیت تھی کہ ضرورت کے وقت کچھ ایسی ادا سے اشارہ فرماتے کہ سمجھ میں آجاتا تھا اور باحتیاط رفع حاجت کرالیا جاتا تھا۔ اور آپ کا لباس و بستر ہمیشہ صاف اور نجاست آلودہ ہونے سے محفوظ رہتا تھا اور بوقت رفع حاجت چہرۂ

Marfat.com

اقدس پر شرم آمیز کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ نیند کا یہ عالم تھا کہ اول تو سوتے ہی کم تھے اور اگر کبھی آنکھیں بند ہو جاتیں تو بجائے غفلت، ہوشیاری کے آثار ہویدا رہتے تھے آنکھیں کھولنے پر نیند کا خمار یا غنودگی کا اثر نہ ہوتا تھا بلکہ ہنستے ہوئے بیدار ہوتے تھے۔

آپ عام بچوں کی طرح نہ روتے تھے اور نہ ہنستے تھے بلکہ زیادہ تر خاموش رہتے تھے۔ اکثر شب ماہ میں چاند اور تاروں کو بغور دیکھتے اور مسکراتے تھے۔ ان عجیب و غریب حالات کو دیکھ کر ہر کس و ناکس کے دل میں آپ کی عظمت پیدا ہوتی تھی اور جس قدر آپ کی عمر بڑھتی گئی اسی قدر آپ کی عادات و خصلات میں غیر معمولی تغیر اور شان ولایت نظر آتی تھی۔

پدر بزرگوار کے انتقال کے باعث عالم اسباب میں عافیت کے دروازے تو پہلے ہی بند ہو چکے تھے اور اس در یتیم کی نشو و نما صرف آغوش مادر میں ہو رہی تھی کہ شاہد حقیقی کو یہ بھی منظور نہ ہوا کہ ہمارا عاشق عارضی طور پر کسی سے مانوس ہو چنانچہ ابھی تین سال کی عمر ہوئی تھی کہ یہ یتیم بچہ آغوش مادر سے بھی محروم ہو گیا اور احکم الحاکمین نے اس خاتون معظمہ کو دوسرے عالم میں بلا لیا اور جد اعلیٰ کی دوسری سنت بھی ادا ہو گئی اس حادثہ جانکاہ کے بعد حضور کی جدہ مکرمہ جنابہ سیدہ حیات النساء صاحبہ اپنے یتیم پوتے کی کفیل ہوئیں اور باوجود مہربان دایہ کی خدمت کے آپ خود بہ نفس نفیس خدمت و نگرانی فرماتی تھیں۔

جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو حضور کی دادی صاحبہ نے بسم اللہ کی تقریب نہایت اولوالعزمی سے ادا کی اور مطابق رواج خاندانی ایک قابل اُستاذ آپ کی تعلیم کے واسطے مقرر کیا جو طبیعت کو علوی بنانے کے خیال سے وقتاً فوقتاً عدد بغدادی پڑھاتا

Marfat.com

تھا۔ اور زیادہ وقت آپ کے ساتھ حسب مزاج کھیلنے میں صرف کرتا۔ آپ کے ہر کھیل میں ایسی حقانیت کی صفت اور للہیت تھی کہ جس سے پختگی جود و سخا۔ مہر و عطا کا اظہار ہوتا تھا۔ چنانچہ کھیل کی صورت میں آپ کا مشغلہ یہ تھا کہ دادی صاحبہ کے صندوقچہ سے اشرفی یا روپیہ جو مل جاتا نکال لے جاتے اور مسمّی (لوکی) حلوائی کو دے کر یہ فرمائش کرتے تھے کہ اس کا ایک بتاشہ ہم کو بنا دو۔ وہ ایک سینی کے برابر بتاشہ بنا دیتا تھا۔ قبلۂ عالم اس کو توڑ توڑ کر لڑکوں کو تقسیم فرما دیتے اور دادی صاحبہ کو جب خبر ہوتی تو بجائے خفا ہونے کے خوش ہوتی تھیں۔ اکثر حضور بچوں کو پاس بٹھا کر کھیل کے پیرایہ میں دنیا کی مذمت اور محبت الٰہی کی ہدایت فرماتے تھے۔ اور طفلانہ ہدایت سے وہ بچے سن بلوغ کو پہونچ کر عارفان باللہ اور صاحب معرفت ہو گئے۔ اکثر غربا و مساکین کو نقدی اور محتاجوں کو اپنے پہننے کے کپڑے بھی تقسیم کر دیتے تھے۔ غرض کہ آپ کی عالم طفلی میں بھی ہر بات دوسرے بچوں کو راہ ہدایت دکھلانے کے لئے مشعل راہ تھی۔ ہر وہ بچہ جس نے قبلۂ عالم کی صحبت کا کچھ بھی لطف اُٹھایا تھا نہ معلوم کیا سے کیا بن گیا۔ ہر ادا ہر اطوار اس قدر جاذب اور اس قدر غیر معمولی طور پر عجیب اور کشش رکھتے تھے کہ ہر خورد و کلاں محبت کے ساتھ احترام کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا غرضکہ آپ کے ہر کھیل میں محبت کی ایسی تعلیم مضمر تھی کہ ہر شخص آپ کا شیفتہ ہو جاتا تھا۔ ؎

کچھ اس طرح وارث علی کھیلتے تھے
لڑکپن میں جیسے نبی کھیلتے تھے

ہر اک کھیل ہوتا تھا اک درس الفت
کوئی کھیل وہ۔ جب کبھی کھیلتے تھے

کری میں تھی شان مشکلکشائی
عجب کھیل وارث علی کھیلتے تھے

وہ محبوب محبوب حق ہیں بلاشک
جو مثل علیؓ و نبیؐ کھیلتے تھے

Marfat.com

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ   کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

تعلیم علوم ظاہری ۔ حضور قبلہ عالم کی تعلیم قابل معلمین کے علاوہ جناب مولوی امام علی صاحب ساکن قصبہ ستر کھ ضلع بارہ بنکی۔ جن کا اس دربار میں مقدس اور ابرار بزرگوں میں شمار تھا زیر سپردگی ہوئی۔

مولوی صاحب اوّل تو خود اہل دل اور باطن شناس تھے دوئم حضور وارث پاک کے نادرہ عادات اور خصوصی واقعات کچھ ایسے عجیب وغریب دیکھتے تھے کہ موصوف نے آپ کی دادی صاحبہ کو اکثر بتلایا کہ یہ صاحبزادے مکتب عشق کے سند یافتہ ہیں معلم وہبی نے وہ علم تفویض فرمایا ہے جو بغیر پڑھے پڑھائے آجاتا ہے۔ ان کو تعلیم ظاہری کی حاجت نہیں۔ یہ دنیا کو وہ سبق پڑھائیں گے کہ جس کے سمجھنے سے انسان کا فہم وادراک قاصر ہے۔ مولوی صاحب انتہائی مؤدبانہ پیش آیا کرتے تھے اور خاص طور پر محبت کرتے تھے۔ اکثر حضور کے لئے پتنگ بنا دیتے تھے اور کبھی شاہان سلف کی کہانیاں سُناتے تھے۔

ابھی اس تعلیم کو دو سال ہوئے تھے کہ وارث حقیقی کو یہ مشارکت بھی ناپسند ہوئی کہ دادی صاحبہ کے سایۂ عاطفت میں بیکس وارث کے وارث کی پرداخت ہو چنانچہ آپ کی دادی صاحبہ کا بھی انتقال ہوگیا اور بفحوائے (العشق نار تحرق ماسوا المحبوب) تعلقات موجودات سے انقطاع قطعی ہوگیا۔ ایسی صورت میں جناب خادم علی شاہ رح نے جو آپ کے حقیقی بہنوئی تھے حضور کا قیام دیوہ شریف مناسب نہ سمجھا اور ہمراہ لکھنؤ لے آئے اور سلسلہ تعلیم جاری رکھا۔ مگر جوں جوں آپ کی عمر بڑھتی گئی آپ کی حالت میں تغیرات

Marfat.com

خصوصی ہوتے گئے۔ بے قراری میں اضافہ عشق روز افزوں اور استغراقی کیفیت ترقی پر تھی۔ گو یہ تعلیمی سلسلہ سات سال تک جاری رہا مگر یہ کوئی نہ سمجھ سکا کہ حضور کی ظاہری تعلیم کس نتیجہ پر پہنچی۔ مگر تجربہ سے یہ ضرور ثابت ہوتا تھا کہ حضور والا جاہ کو علم ادب میں کافی عبور حاصل تھا اور تفسیر و حدیث میں بھی کمال دستگاہ تھی۔ بلکہ علاوہ علم شریعت کے آپ ہر زبان کے علوم فنون میں کامل اور اکمل تھے۔ وجہ یہ تھی کہ آپ کو منجانب اللہ وہ علم تفویض ہوا تھا جو تمامی علوم و فنون کی اصل ہے اور جس کا عالم تمام علوم و فنون پر قادر اور متصرف ہوتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ عالم صغر سنی میں بھی بڑے بڑے علوم ظاہری کے علم حضور کے سامنے باطل ہو جاتے تھے اور حضور کے ادنیٰ اشارہ سے وہ علم حاصل ہو جاتا تھا کہ کامل و اکمل ہو گئے۔ صلی اللہ علی محمد و علی آلہٖ وسلم

رسم سلسلۂ مشائخین۔ گو حضور والا کا سلسلہ بلا واسطہ و براہ راست حسن الحسینی تھا اور پنجتن پاک سے عشق کامل کا افاضہ ہوا تھا۔ اس لئے آپ کو کسی سلسلہ میں رسمًا بھی شرکت کی ضرورت نہ تھی۔ مگر جناب خادم علی شاہ رحؒ نے حسب سنت مشائخین حضور کو سلسلہ قادریہ و چشتیہ میں داخل فرما دیا گویا صاف اور شفاف آئینہ پر جلا ہو گئی۔ اضطراری کیفیت اور زیادہ ترقی کر گئی۔ رات و دن بے قرار رہنے لگے۔ اکثر غیر آباد مقامات پر تمام تمام شب ذکر و اشغال میں مصروف رہتے۔

رسم دستار بندی۔ اسی دوران میں جناب خادم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بتاریخ ۱۴ صفر ۱۲۵۴ھ ہجری کو اس عالم فانی سے طرف عالم بقا رحلت فرمائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

تیسرے روز فاتحہ خوانی ہوئی۔ رؤسا شہر، مریدین و معتقدین کے علاوہ علمائے

Marfat.com

دین حضرات مشائخین کا مجمع ہوا۔ بعد فاتحہ خوانی رسم دستار بندی کا مسئلہ پیش ہوا۔ اور مولوی منا جان صاحب نے جو آپ کے لنگر خانہ کے مہتمم بھی تھے نقرئی کشتی میں ایک دستار رکھ کر حاضرین جلسہ کے روبرو پیش کی اور عرض کیا کہ آپ حضرات یہ خلعت فاخرہ جو اس کا اہل ہو اس کو مرحمت فرما دیں۔ چنانچہ نبیرۂ حضرت غوث گوالیاری دنیز حضرت اکبر شاہ صاحب (جن کو دنیا وقت حاضرہ کا قطب جانتی اور مانتی تھی اور جنھوں نے ایک مرتبہ حضرت خادم علی شاہ علیہ الرحمۃ کی حیات میں حضور وارث پاک دیکھ کر فرمایا تھا کہ یہ صاحب زادہ مادرزاد ولی ہیں اور اب ہزار برس تک ایسی نادر الوجود اور عدیم النظیر ہستی دنیا میں نہیں آئے گی۔ ان کی حکومت تمام دنیا پر عام ہوگی اور ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگ ان کے تابع فرمان ہونگے) نے باوجود اوائل عمری کے "کیونکہ اس وقت حضور قبلۂ عالم کی عمر صرف چودہ سال کی تھی" اس منصب جلیلہ کے واسطے حضور ہی کو تجویز فرمایا اور دیگر مشائخین عظام نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور اس دستار کو حضور کے فرق انور پر اپنے مقدس ہاتھوں سے باندھ دیا۔ گویا حقیقتاً وہ امامت جو پنجتن پاک کے گھر سے سلسلہ بسلسلہ اولیاء کرام میں بذریعہ اس رسم دستار بندی منتقل ہوتی چلی آرہی تھی بالآخر پنجتن پاک ہی کے گھر میں وارث وارثِ پنجتنی کو واپس پہنچ گئی اور رسم دستار بندی ختم ہوگئی۔

چنانچہ بعد رسم دستار بندی حضور والا کے ایک ہمجولی گھسیٹے میاں نے جو بچپن سے بے تکلف تھے حضور سے کہا کہ اس وقت کباب کھانے کو جی چاہتا ہے چنانچہ حضور نے ایک کبابچی سے چار پیسے کے کباب خریدے اور جب کبابچی نے پیسے طلب کئے تو آپ نے فرمایا کہ پیسے تو ہمارے پاس نہیں ہیں۔ تب کبابچی نے کہا کہ اگر پیسے نہیں ہیں تو اس کے عوض کچھ اور دے دیجئے تو حضور قبلۂ عالم نے وہی دستار متبرکہ جو بکمال احتیاط

Marfat.com

آپ کے زیر سر کی گئی تھی اُتار کر اس کباڑی کو دے دی اور فرمایا کہ "پیسوں کے بجائے یہ لے لو" کباڑی یہ خلعت فاخرہ پاکر مسرور اور رکیفت ہو گیا اور دستار مبارک کو حرز جان بنالیا۔ حقیقت یہ تھی کہ حضور قبلۂ عالم منازل عشق طے فرما رہے تھے۔ نام و نمود سے قطعی احتراز تھا۔ دل موجودات سے مستغنی اور بے نیاز تھا۔ اس کباڑی کو دستار مبارک عنایت فرما کر معلوم نہیں کیا کچھ دے دیا۔ اور رسم دستار بندی مکمل ہو گئی۔

حضور قبلۂ عالم کا یہ خاص مشغلہ تھا کہ غربا و مساکین کی دستگیری ہر خاص و عام کی امداد اور طالبان حق کی رہنمائی فرماتے تھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلیل مدت میں سینکڑوں ارادتمند داخل سلسلہ اور بیشتر خوش نصیب صاحب دید و یافت ہو گئے۔

اقرار عظمت:۔ حضور وارث عالم کی حسن الحسینی و نجتبیٰ نسبت خصوصی و عظمت و بزرگی و مراتب علیا کا زمانہ کے تمامی مشہور اور معروف اہل حقائق نے اعتراف کیا ہے چنانچہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن علیہ الرحمۃ گنج مراد آبادی نے اپنے مریدین کو و نیز خاص طور پر مولوی محمد عمر صاحب بلند شہری کو تنبیہ فرمایا کہ "خبردار کوئی شخص حاجی صاحب قبلہ کے خلاف شان کچھ نہ کہے ورنہ عاقبت بخیر نہ ہوگی" علیٰ ہذا جناب حضرت محمد شبر میاں علیہ الرحمۃ پیلی بھیتوی نے اکثر فرمایا کہ "حاجی صاحب کے گھر کی دولت ہے۔ دونوں ہاتھوں سے لٹا رہے ہیں اور اپنی تو بڑی گاڑھی کمائی ہے" اسی طرح مولوی محمد یحییٰ صاحب وارثی وکیل رئیس اعظم عظیم آباد نے جنکو قبلہ عالم نے پابند وضع فرمایا تھا اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ میں اتوار کو مدرسہ والے مکان میں تھا کہ ناگاہ جناب نورالدین شاہ صاحب (مجذوب سالک) "جن کو صوبۂ بہار کامل اور صاحب حقائق و معرفت جانتا تھا" تشریف لائے میں نے چار اور حقہ پیش کیا۔ اتفاق سے دونوں چیزیں قبول فرمالیں اور بکمال شفقت دریافت کیا کہ مولوی صاحب آپ

Marfat.com

کہاں گئے تھے میں نے عرض کیا کہ "مُلّا کی دوڑ مسجد تک" جاتا کہاں۔ دیوہ شریف آستان بوسی کے لئے گیا تھا۔ یہ سُن کر فرمانے لگے کہ "بڑے خوش نصیب ہو۔ وہ شبیر خدا کا پوتا ایک نظرِ عنایت سے قطرہ کو دریا بنا دیتا ہے مولوی صاحب میرے کاسۂ گدائی میں بھی اسی کا دیا ہوا ٹکڑا ہے۔ چنانچہ اسی طرح سینکڑوں کیا۔ لاتعداد بزرگ ہستیاں حضور قبلۂ عالم کے فیض سے مستفیض ہوئیں اور تمامی ہادیاں راہِ طریقت و سرمستان بادۂ وحدت نے حضور کے عظمت و جلالت کی بالاعلان شہادت دی۔ غرضکہ یہ فیضان وارثی کا ابتدائی و خصوصی دور لکھنؤ میں عام تھا اور دنیا پروانہ وار اس شمع فقر و ولایت پر نثار ہو رہی ہے کہ یکایک آغاز ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ میں حضور والا نے لکھنؤ سے پھر دیوہ شریف مراجعت فرمائی اور وہاں پہنچ کر سب سے پہلے اپنے بزرگوں کا اثاث البیت اہل محلہ و غربا و مساکین کو تقسیم کیا اور جملہ جائداد و زمینداری اور کتابوں کو اعزا و احبا کو دے دیا اور ملکیت کے کاغذات تالاب میں ڈبو کر بجز ذات احدیت دنیا کی ہر چیز سے سبکدوشی حاصل کر لی۔

سفرِ حجاز۔ ابھی حضور وارث عالم کی عمر کے پندرھویں سال کا آغاز تھا کہ ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۰ء کو عازم سفر حرمین شریفین ہو گئے۔ مریدین و معتقدین نے بہت اصرار کیا کہ ایسے دُور و دراز سفر میں زادِ راہ کے علاوہ ایک رفیق کا ہمرکاب ہونا بہت ضروری ہے مگر حضور نے انتظامِ عالم اسباب کو ناپسند فرمایا او وکفیٰ باللہ وکیلاً پیادہ پا روانہ ہو گئے۔

سب سے پہلے اپنی ہمشیرہ صاحبہ سے رخصت ہوئے اور سیاہ کمبل دوش مبارک پر ڈال کر روانہ ہو گئے۔ لکھنؤ میں حضرت خادم علی شاہ علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس سے رخصت حاصل کی اور تمام اعزا و اقربا۔ مریدین و معتقدین سے مل کر دیدار کے شوق میں روانہ

Marfat.com

ہو گئے۔

شہر بشہر قریہ بقریہ سیر و سیاحت فرماتے ہوئے شکوہ آباد۔ فیروز آباد۔ آگرہ۔ ہرداول۔ جے پور تشریف لے گئے۔ جہاں ہندو مسلمان دونوں نے اپنی ارادت کا اظہار کیا۔ والی جے پور۔ راجہ بخت سنگھ اور اس کی رانی بھی حلقہ بگوش ہوئی۔ غرضکہ بعد قطع منازل اجمیر شریف پہنچے۔ بحسن اتفاق اسی زمانہ میں عرس جناب قطب الاقطاب خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رح کا تھا۔ آپ بھی شریک جلسہ ہوئے جس وقت جلسہ کی طرف توجہ فرمائی تو تمام حاضرین مجلس کے جسم میں لرزہ پڑ گیا اور سب کے سب نالہ و زاری کرنے لگے ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی۔ دیر تک مدہوشی کا عالم رہا۔ جب ہوش آیا تو سب کے سب قدمبوس ہوئے۔ دوران قیام اجمیر شریف میں متعدد طالبین دست بیع ہوئے۔ ازاں جملہ عبد اللہ سنگ تراش اور اس کی بیٹی ربی بن ابھی داخل سلسلہ ہوئے گو قبلۂ عالم کے فیض سے کچھ نہ کچھ تو ہر ارادتمند مستفیض ہوتا تھا۔ مگر ربی بن نے زیادہ حصہ پایا۔ وہ خوش نصیب اجمیر شریف میں بی بن اللہ والی کے نام سے مشہور ہوئی اور تارک الدنیا ہو گئی۔

اسی طرح - ایک روز حضور جھالرہ کے قریب تشریف فرما تھے کہ ایک درویش آکر قدمبوس ہوئے اور آب دیدہ ہو کر کچھ عرض کرنا چاہا۔ کہ حضور نے مسکرا کر معانقہ کیا اور فرمایا کہ "بس اسی کے واسطے رویا کرتے تھے" شاہ صاحب کیف ہو گئے اور کہنے لگے کہ داتا میرا کام ہو گیا۔

غرضکہ دنیا کو راہ ہدایت دکھاتے۔ گھر کی دولت لٹاتے۔ اجمیر شریف سے ناگور تشریف لے گئے اور ناگور میں جو پہلا شخص حضور کا حلقہ بگوش ہوا وہ مولوی حسین بخش صاحب رئیس شہر اور پیرزادے ہیں۔ پھر ناگور سے قصبہ میرتا اور کوچرا الاو گجرات تشریف لے لئے اور گجرات

Marfat.com

سے قطع منازل فرماتے ہوئے بمبئی پہنچے اور بمبئی میں حاجی یعقوب سیٹھ معہ اہل وعیال و نیز مشہور تاجر حاجی ذکریا میمن نے ایک کثیر جماعت کے ساتھ بیعت کی۔ اور مسٹر ابراہیم میمن منصف عدالت اپنے قومی لباس میں آکر مرید ہوئے۔ چنانچہ باوجودیکہ لوگ انتہائی مصر تھے مگر حضور قبلۂ عالم بغیر کسی اسباب عافیت و بغیر کسی ہمراہی کے سادگی کے ساتھ اپنا کمبل لے کر بادبانی جہاز پر سوار ہوگئے۔ یہ حضور کا پہلا سفر حجاز تھا۔ اور حضور اس زمانہ میں صوم وصال کے روزے رکھتے تھے جو تیسرے روز افطار ہوتا تھا۔ حضور حالت صوم میں جہاز پر سوار ہوئے اور افطار کا سامان بھی کچھ ہمراہ نہ تھا۔ اور جملہ مسافروں سے علیحدہ ایک تاریک گوشہ میں بستر لگایا تھا۔ جب تین روز یا بروایتے سات یوم گذر گئے تو من جانب اللہ یہ خطرناک واقعہ پیش آیا کہ دفعتًا جہاز کی رفتار رک گئی اور جہاز کی طوفانی کیفیت نظر آنے لگی۔ محمد تقی نامی ناخدا نے خطرہ کا اعلان کر دیا۔ ہر شخص سراسیمہ و پریشان ہونے لگا۔ رات کو بمبئی کے تاجر محمد ضیاءالدین سیٹھ نے خواب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ تم کھاتے ہو اور ہمسایہ کی خبر نہیں رکھتے۔ وہ خوش نصیب تاجر فورًا خواب سے بیدار ہوا تو خیال کرنے لگا کہ کوئی برگزیدہ بزرگ ضرور اس جہاز پر تشریف رکھتے ہیں جس کی اطلاع سردار دو عالم نے مجھ کو دی ہے۔ یہ سمجھ کر صبح کو تمام اہل جہاز کی عام دعوت کا اعلان کر دیا۔ تمام اہل جہاز شریک دعوت ہوئے مگر حضور قبلہ عالم نے جادۂ استقلال سے جنبش نہ فرمائی چنانچہ دوسرے روز شب کو پھر بشارت ہوئی اس اپنی خوش نصیبی پر تاجر انتہائی مسرور تھا کہ دو رات متواتر زیارت حبیب الٰہی سے مشرف ہوا اور ذوق پیدا ہوا کہ اس خدا کے حبیب کی بھی زیارت نصیب ہو کہ جس کی بدولت میرا طالع خفتہ بیدار ہوا۔ چنانچہ دوسرے روز پھر اس نے دعوت کا اعلان عام کیا۔ جب تمام لوگ شریک دعوت ہو چکے تب وہ خود تہ خانہ

Marfat.com

میں اس خیال سے کہ مبادا کوئی باقی نہ رہ گیا ہو تلاش کے لئے گیا۔ کہ یکایک اس تاجر کی نظر روئے انور پر پڑی بے ساختگی میں قدموں پر گر پڑا اور دست بستہ معذرت چاہی اور کھانا پیش کیا۔ آپ نے بہ مقتضائے اخلاق چند لقمے تناول فرمائے۔ جب وہ تاجر اپنی جگہ پر گیا کہ یکایک جہاز چلنے لگا۔

اس کے بعد حضور کا یہ سفر جہاز ختم ہوا اور ۲۹ شعبان کو بوقت شب مکہ معظمہ پہنچ گئے دوسرے روز یکم رمضان کو بغرض طواف روانہ ہوئے کہ باب السلام کے قریب ایک جلیل القدر بزرگ نے جو مکہ معظمہ میں بدوا بزرگ کے نام سے مشہور تھے آپ سے معانقہ کیا اور بشارت دی کہ صاحبزادے آج وہ انوار حضرت احدیت مشاہدہ کروگے۔ جن کے دیکھنے کی استعداد صدیوں کے بعد خدا نے تم کو مرحمت فرمائی ہے "ذالك فضل الله يوتيه من يشاء"

حضور قبلۂ عالم یکم رمضان سے تا ادائیگی حج مکہ معظمہ میں مقیم رہے۔ حضور کا یہ شغلہ تھا اور معمول میں داخل تھا کہ روزانہ جب رات کو سناٹا ہو جاتا اور صرف چیدہ چیدہ لوگ رہ جاتے اس وقت مقام ابراہیم میں بہ نیت نفل کھڑے ہو کر نہایت خوش الحانی سے مصری لہجہ میں دو رکعت میں پورا قرآن شریف ختم فرماتے اور نماز فجر کے بعد بستر پر جاتے اور تمام دن تاریخی مقامات اور مقدس یادگاروں کی سیر و زیارت گذر جاتا۔ اس دوران میں آپ کے تصرفات باطنی کا شہرہ عام ہو گیا اور سینکڑوں مقتدر ہستیاں اور ممتاز حضرات حلقہ بگوش ہوئے حضور نے اس پہلے سفر حجاز میں تقریباً سات یا بروایتے گیارہ حج کئے اس لئے ہر مرتبہ کچھ نہ واقعات ضرور پیش آتے تھے چونکہ ہر مرتبہ حضور کا مکہ معظمہ میں قیام ضرور ہوتا تھا چنانچہ

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور مکہ معظمہ میں قیام پذیر تھے کہ مولوی عبدالحی صاحب

Marfat.com

مہاجر بھی خدمت میں بہ نظر طلب جانے لگے۔ ایک روز بر سبیل تذکرہ مولوی صاحب نے مسئلہ وحدت الوجود سے قطعاً انکار کر دیا۔ سیدنا مدظلہ نے عنایت فرمائی اور اپنے کمبل میں اُن کو چھپالیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد جب باہر نکلے تو خدا کو علم ہے کہ مولوی صاحب نے اس پردہ میں کیا دیکھا کہ اسی وقت سے ان کی یہ کیفیت ہوگئی کہ ہمہ وقت پُر کیف رہنے لگے اور چاہ زمزم کے قریب اپنے نام کی "یا عبد الحی" ضرب لگانے لگے

علیٰ ہذا۔ ایک روز غار ثور کی طرف گئے تو دیکھا ایک بوڑھی عورت نہایت دردناک آواز سے رو رہی تھی دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کا جوان بیٹا مرگیا ہے۔ قبلہ عالم نے اس کو صبر کی ہدایت کی تو بڑھیا نے کہا کہ حکیم صاحب صبر اس ویرانے میں کہاں ملے گا۔ اور نہ میرے پاس پیسہ ہے جو مول لا سکوں۔ تمہارے پاس کوئی دوا ہو تو اپنے اللہ راہ پر اس کو کھلا دو کہ یہ زندہ ہو جائے۔ کیونکہ میرا یہی ایک لڑکا تھا۔ قبلۂ عالم نے لڑکے کے منہ پر سے کپڑا ہٹا کر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا وہ زندہ ہوگیا اس نے آنکھ کھول دی اور بات کرنے لگا۔

صلے اللہ علیٰ محمد وعلیٰ آلہ وسلم

اسی طرح ایک روز قبلہ عالم غار حرا کی طرف تشریف لے گئے تو دیکھا ایک صاحب مراقبہ میں بیٹھے ہیں بعد فراغت سرکار نے دریافت کیا کہ اس ریاضت سے آپ کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میری طلب یہ ہے کہ مطلوب حقیقی کو دیکھ لوں مگر ابھی تک مراد پوری نہیں ہوئی حضور نے فرمایا کہ "آپ تو" آنکھیں بند کر کے دیکھتے ہیں تو کیسے دکھائی دے "من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ" اگر آنکھ کھول کر دیکھو تو مطلوب دکھائی دے" یہ کہہ کر چلے آئے مگر تھوڑے عرصہ میں وہ بزرگ مکہ

Marfat.com

معظمہ میں سرکار کے پاس حاضر ہو گئے اور کہنے لگے کہ حضور کی توجہ سے میری برسوں کی مراد پوری ہو گئی۔

ایک روز طائف کے نخلستان میں قبلہ عالم نے دیکھا کہ اونٹ مجنون ہو گیا ہے اور اس کا مالک رو رہا ہے۔ سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میری اور میرے اہل و عیال کی روزی صرف اسی اونٹ کے ذریعہ تھی۔ چند روز سے اس کی یہ حالت ہے کہ سب کو کاٹتا ہے۔ حضور نے ببول کے کانٹے سے اس کی پیشانی پر ایک آبلہ تھا اس کو پھوڑ دیا۔ وہ اچھا ہو گیا۔

غرضکہ اس قسم کے واقعات ہر وقت اور ہر روز ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے۔ جہاں تک علم ہو سکا ہے مختلف کتابوں میں درج ہیں چنانچہ حضور قبلۂ عالم وہاں سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں سے نجف اشرف۔ کربلا شریف اور کاظمین شریف ہوتے ہوئے بغداد شریف میں کچھ روز قیام فرما کر پھر یکم ذی الحجہ کو مکہ معظمہ پہنچ گئے یہ حج دوشنبہ کو ہوا جس کو حج النبی کہتے ہیں اور بعد ادا فریضہ حج مدینہ منورہ ہوتے ہوئے اور سیر و سیاحت فرماتے بیت المقدس تشریف لے گئے اور انبیا علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کے بعد افریقہ کی سیر و سیاحت میں مصروف ہوئے بعد میں پھر مکہ معظمہ آئے اور بعد ادائے حج مدینہ منورہ میں قیام کیا اور وقتاً فوقتاً شام و حلب کی بھی سیاحت فرمائی اور پھر مکہ معظمہ تشریف لائے اور حج ادا فرما کر بہ سواری جہاز بمبئی واپس ہوئے اور اندور اوجین۔ ٹونک۔ اجمیر شریف۔ دہلی ہوتے ہوئے لکھنؤ پہنچ گئے اور ایک ہفتہ قیام فرما کر دیوہ شریف رونق افروز ہوئے۔

دوسرا سفر حجاز۔ ۱۲ ربیع الثانی ۱۲۵۷ھ کو شروع ہوا اور پیادہ پا براہ کابل و

Marfat.com

قندہار ذیقعدہ کے تیسرے ہفتہ میں مدینہ منورہ پہنچ گئے اور زیارت سے مشرف ہو کر اور مکہ معظمہ میں اداے حج فرما کر ترکی قافلہ کے ساتھ ساتھ قسطنطنیہ پہنچے اور عبداللہ صاحب کے۔ جو اسی سفر میں حضور کا ارادتمند ہو چکا تھا" مکان پر قیام پذیر ہوئے۔

ایک روز۔ عبداللہ صاحب نے انتہائی رغبت والتجا سے سرکار والاجاہ سے سلطان وقت (عبدالمجید خاں) کے باغ کی بے حد تعریف کی اور اپنے ہمراہ سلطانی باغ کی سیر کرانے لے گئے۔ سرکار باغ میں تفریح فرما رہے تھے کہ اتفاقیہ طور پر سلطان عبدالمجید خاں باغ میں پہنچ گئے اور حضور انور کے روئے زیبا پر نظر پڑتے ہی اس طرح بے چین ہو گئے کہ گویا کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی ہو۔ قدمبوسی بجالانے کے بعد بہ اصرار تمام منزل سلطانی میں لے گئے اور اپنی ارادتمندی کا نہایت ذوق شوق سے باقاعدہ اقرار کیا اور معہ اہل وعیال حلقہ بگوش ہو گئے۔ سلطان کی ارادتمندی کی خبر مشتہر ہوتے ہی ارکین سلطنت بھی حلقہ بگوش ہونے لگے اور زیریں قلعہ ایک عام اژدہام ہو گیا۔ ہر شخص جوشش ارادتمندی میں بیخود نظر آتا تھا چنانچہ حضور قبلۂ عالم سے عرض کیا گیا کہ لاکھوں مسلمان حضور کی غلامی کا فخر حاصل کرنے کے لئے بے چین ہیں حضور والاجاہ نے اس موقع پر جو طریقہ بیعت تجویز فرمایا وہ بھی ایسا نادرہ اور نرالا ہے کہ جس کی نظیر دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ "ایک رسہ کھڑکی سے لٹکا دیا جائے اور اعلان کر دیا جائے کہ جس نے میرا رسہ پکڑ لیا وہ میرا مرید ہو گیا" اس حکم کے مشتہر ہوتے ہی مجمع کا عجیب عالم ہو گیا ہر شخص اس رسہ کشی میں حصہ لینے کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر رہا تھا اور لوگ مرید ہو ہو کر تصدیق کے ساتھ گلے مل رہے تھے۔ مجمع اس قدر پُرجوش تھا کہ ارکینا سلطنت کو حضور سے عرض کرنا پڑا کہ حضور کہیں یہ محبت کا تماشہ خونی نظارہ نہ بن جائے چنانچہ

Marfat.com

اس التجا پر حضور والا نے رہتہ علیحدہ کرا دیا اور اپنا روئے انور کھڑکی سے نکال یہ حکم دیا کہ "جس نے مجھے دیکھ لیا میرا مرید ہو گیا" صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحْسِنٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمَ

غرضکہ اسی سلسلہ میں جبکہ حضور ترکی کے مشہور اور تاریخی مقامات کی سیر میں مصروف تھے کہ درۂ دانیال میں یہ واقعہ پیش ہوا کہ بظاہر حضور کو تشنگی معلوم ہوئی اور حسین بک نامی ایک افسر نے آپ کو ایک گلاس سرد پانی پر آیۂ کریمہ پڑھ کر پیش کیا کہ "یاسیدی. ھل جزاء الاحسان الا الاحسان اس کے صلے میں سرکار کی چشم عنایت نے یہ کرشمہ دکھایا کہ اس جنگجو افسر کی ماہیت قلب بدل گئی اور سرکار عالم نواز کی نظر کا ایسا شکار ہوا کہ دام محبت میں گرفتار ہو کر اور تمام تعلقات دنیاوی سے علیحدگی اختیار کر کے فقیر ہو گیا۔ رومی شاہ خطاب ملا۔ پھر حضور کی قدمبوسی کے لئے ترکی سے ہندوستان آیا اور چند سال کی منزلیں طے کر کے بالآخر کوہ ابو برجان بحق تسلیم ہو گیا۔

الغرض قسطنطنیہ میں آپ کی محبت کا ہر فرد اسیر تھا کسی کو مفارقت گوارا نہ تھی مگر جب آپ نے حج کا ارادہ ظاہر کیا تو لوگ مجبور ہو گئے اور حضور عین ایام حج میں مکہ معظمہ پہنچ گئے اور بعد ادائے حج۔ **بیرالاہلم کے عجائبات** ملاحظہ فرماتے ہوئے **سنگدیپ** ہو کر سنہ ۱۲۵۹ ہجری یا سنہ ۱۲۶۰ میں لکھنؤ واپس ہو کر دیوہ شریف رونق افروز ہوئے۔

تیسرا سفر حجاز۔ حضور انور پیادہ منازل طے فرما کر رجب سنہ ۱۲۶۰ میں پھر بمبئی پہنچے اور بذریعہ دخانی جہاز روانہ ہو کر ینبوع اُترے اور بعد زیارت مدینہ منورہ سے جماعت انصاران کی معیت میں یکم ذی الحجہ کو مکہ معظمہ پہنچ گئے اور بعد ادائے حج آخری ذالحجہ کو عجمی قافلہ کے ساتھ ایران تشریف لے گئے اور ایران سے تمامی یورپ۔ رُوس واطراف جرمنی۔ مصر۔ بیتُ المقدس کی سیر وسیاحت فرماتے اور ہر جگہ اپنی محبت کا ڈنکا

Marfat.com

بجائے مدینہ منورہ اور وہاں سے خانۂ کعبہ تشریف لے گئے اور بعد ادائے حج کچھ طبیعت ناساز ہو جانے کی وجہ سے و نیز مکہ والوں کے اصرار سے کچھ روز قیام فرمایا اور بعد ادائے حج کسی باطنی کشش کے زیر اثر آخر ذی الحجہ میں غیر معمولی طور پر اہل مکہ سے رخصت ہو کر محرم کی ابتدائی تاریخوں مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور چندے قیام فرما کر ہندوستان روانہ ہو گئے اور بمبئی کے قیام کے بعد اجمیر شریف ہوتے ہوئے ۱۳۶۶ھ میں سرزمین دیوہ کو ایسا شرف بخشا کہ دنیا نے اس کی شرافت کا اقرار کر لیا۔ حتیٰ کہ حکومت کی ڈاک کی مُہر میں بھی دیوہ شریف تحریر ہے۔ اور اس طرح حضور والا جاہ نے سترہ حج ادا فرمائے۔

حج کی خصوصیت۔ یوں تو دنیا میں بہت لوگ ایسے نظر آئیں گے کہ جنہوں نے بجائے سترہ کے ستر حج ادا کئے ہوں گے مگر یہاں پر تو ہم کو یہ حقیقت دیکھنا ہے کہ حضور والا جاہ کے عنفوان شباب میں جناب احدیت میں اس جد و جہد اور ایثار کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اس میں تو شک نہیں کہ ہمارے ہزاروں اور لاکھوں حجوں سے حضور کا ایک حج بدرجہا بہتر ہے اور خصوصی طور پر افضل ہے کیونکہ حضور والا کا حج دنیاوی نام و نمود سے اور دنیوی خیال سے پاک ہے اور صرف عشق و محبت سے مملو ہے حضور کے تمامی حج ابتغاءً لوجہ اللہ ہوئے جو یقیناً اپنی جگہ پر نادرہ اور بے مثل ہیں۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اصلیت یہ ہے کہ حضور کو کعبۃ اللہ کے ساتھ ایسی گہری نسبت اور روحانی تعلق تھا جو ہر ایک کو نہیں ہو سکتا۔ حضور کو عوام کی طرح اینٹ و پتھر و چونہ کا طواف منظور نہ تھا بلکہ صاحب خانہ کی تلاش تھی۔ اور وہ ملے۔ چنانچہ اکثر حضور مولانا کا یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

حج زیارت کردن خانہ بود ❊ حج رب البیت مردانہ بود

حضور کے فنا اتم ہونے اور مقبول ہونے کے بابت یہ دلیل اور ثبوت کافی ہے کہ قبلہ

Marfat.com

عالم کے حج کی سن جانب اللہ شہرت ہوئی اور منادی نے چار دانگ عالم میں شہرت کا ڈنکا بجادیا اور بغیر کسی تحریک کے دنیا آپ کو حاجی کہنے لگی اور یہ نادرہ عرفیت اس قدر معروف ہوئی کہ صرف حاجی صاحب کہہ دینے سے دنیا سمجھ جاتی ہے کہ دیوہ شریف کے حاجی صاحب کا تذکرہ ہے

ساتھ ہی اگر یہ بھی کہا جائے کہ حضور قبلۂ عالم کو شاہد حقیقی کا وصل حاصل ہوا اور حضور حقیقت کعبہ سے کما حقہ آگاہ ہوئے تو غلط نہ ہوگا کیونکہ اس نسبت خصوصی کی اس دلیل سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ حضور والا کے حلقہ بگوش بھی کثرت سے حج بیت اللہ سے فائض ہوئے اور ہوتے ہیں بیشتر نے پیادہ پا دُور دراز کی مسافت طے کی اور راستوں کی صعوبتیں برضا و رغبت گوارا کیں بعض نے متواتر حج کئے۔ اکثر وطن چھوڑ کر سرزمین حجاز میں قیام پذیر ہوگئے۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو جماعت حلقہ بگوشاں وارثی میں اپنی تعداد کے لحاظ سے حاجی زیادہ ہیں اور یہ سب شرف صرف اسی نسبتِ خصوصی کے باعث ہے کہ ہمارے رہنمائے کامل پر حقیقت کعبہ منکشف ہے

لباس۔ اس جگہ اس کی وضاحت کی بھی بہت ضرورت ہے کہ یوں تو قبلۂ عالم کے لباسِ دنیاوی میں وقتاً فوقتاً مختلف طور پر والہانہ انداز سے تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ مگر مستقل تبدیلی اس وقت سے شروع ہوئی کہ جس وقت حضور نے پہلے حج کے لئے احرام زیب جسم فرمایا اور پھر اس کو تبدیل نہ کیا اور یہ دربار خداوندی کا لباس آخر وقت تک زیب جسم رہا۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ یہ لباس دربار خداوندی کی سالانہ وردی ہے جو مخصوص اوقاتِ حج میں ہر اہل دنیا کے لئے ضروری ہے اور مخصوص شرائط کے ساتھ استعمال ہوتا ہے مگر حضور والا کو دربار خداوندی میں کیا مرتبہ حاصل تھا اور

Marfat.com

جس کا پتہ اس خصوصیت سے چلتا ہے کہ حضور والا نے اس دربار خداوندی کی وردی میں محبت کے رنگ کا اضافہ فرما کر عشق وحسن کی آبداری پر جلا فرمادی اور یہ رنگین احرام بجائے اہل دنیا کے عاشقان صادق کے لئے خصوصی ہو گیا۔ چنانچہ حضور والا جاہ نے پیلے شوخ رنگ کو زیادہ پسند فرمایا ہے جو عشق کا خصوصی رنگ ہے اور تمامی اہل اللہ نے بھی اس رنگ کو پسند فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ حدیث شاہد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا نزول بھی پیلے رنگ کے احرام میں ہوگا۔ حضور والا کا یہ لباس (یعنی) رنگین احرام عموماً سوتی کپڑے کا اور عرض وطول میں ڈیڑھ گز سے چھ گز ہوتا تھا۔ اور اب بھی اس خوش نصیب کو جس پر اس وارثِ عالم نواز کی نوازش ہو جاتی ہے تو یہ لباس فاخرہ عنایت فرما کر نواز دیا جاتا ہے۔

صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ

سیاحت ہندوستان۔ حضور وارث پاک جب ۱۲۶۶ھ ہجری میں سفر حجاز سے واپس ہو کر دیوہ شریف رونق افروز ہوئے تو بعد چندے پھر کسی دور دراز سفر کے لئے آمادہ ہوئے مگر ارادتمندان خصوصی نے بہزار منت وسماجت حضور کو مجبور کیا اور وعدہ لیا کہ آئندہ ہندوستان سے باہر سیاحت کے لئے تشریف نہ لے جائیں اس لئے سرکار والا جاہ کی سیاحت اندرون ہندوستان محدود ہو گئی اور ممالک مغربی اور مشرقی کو ہی کافی سمجھا اور سلسلۂ مسافرت جاری رہا چنانچہ اکثر حضور نے فرمایا کہ "ہم مسافر ہیں"۔

عالم شباب اور سیرت شریف۔ یہ وہ زمانہ ہے جبکہ حضور کی عمر شریف (۲۸) اٹھائیس سال کی ہو چکی تھی اور سیاحت بھی صرف اندرون ہندوستان محدود ہو چکی

Marfat.com

تھی قبلۂ عالم صورتاً و سیرتاً ایک مجسمہ حسن و عشق نظر آتے تھے اور خصوصی طور پر وہ تمام اوصاف خصوصیہ و نادرہ جو قبلۂ عالم کے مورثان اعلیٰ (یعنی) پنجتن پاک کا حصۂ خصوصی تھے آپ کی سیرت شریعت میں نمایاں طور پر بے نقاب نظر آتے تھے۔ دوران سیاحت آپ کو اس کا خاص لحاظ رہتا تھا کہ مہمان داری کسی کو بار ہو اس لئے ابتدا میں ایک خادم اور بعد میں دو رہنے لگے مگر خادمان کو یہ خاص ہدایت تھی کہ میزبان کو کسی چیز کی فرمائش کا اشارہ بھی نہ ہونے پائے آپ ہمیشہ پیادہ پا سفر فرماتے تھے اس لئے میزبان کو سواری کے انتظام کی بھی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

وضعداری۔ پابندیٔ وضع میں اس قدر انہماک تھا۔ کہ اگر اتفاقیہ ایک مرتبہ بھی آپ سے کوئی فعل سرزد ہو گیا تو بلحاظ وضع ہمیشہ اس کا خیال رکھا۔ حتیٰ کہ روزمرہ کی معمولی باتوں میں ایسی مستقل پابندی کی۔ کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے نہانے دھونے غرضکہ ہر مشغلہ میں پابندیٔ اوقات ملحوظ خاطر تھی۔ غیر ضروری یا خلاف آداب فقراء سے سخت احتیاط کی اور ان کا ترک قطعی داخل وضع تھا مثلاً چارزانو بیٹھنا آپ نے کسی خاص ضرورت کے وقت بھی جائز نہ رکھا" پلنگ تخت۔ مونڈھا۔ کرسی۔ قطعی مقطوعات میں تھا۔ یہاں تک کہ اگر کسی کے گھر تشریف لے گئے اور پلنگ پر نظر پڑ گئی تو واپس آ گئے اور اس گھر میں جانا ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔ علیٰ ہذا مچھلی کبھی استعمال نہ فرمائی بلکہ آپ کے باورچی خانہ میں کبھی نہ پکتی تھی۔ استعمال لباس کا طریقہ یہ تھا کہ نصف حصہ سے ستر پوشی اور دوسرا حصہ بطور چادر زیب دوش۔ جس سے فرق انور کھلا رہتا تھا صرف نماز کے لئے یا کھانے کے وقت گوشۂ احرام یا دوسری چادر سر اقدس پر اوڑھی جاتی تھی۔ سردی کی احتیاط یا دھوپ سے حفاظت کے لئے احرام یا کسی دوسرے کپڑے سے سر نہ ڈھانکا۔ کبھی کسی خاص

Marfat.com

سبب سے ایسا بھی ہوا ہے کہ اسی طول وعرض کا احرام دو حصوں میں منقسم ہوا ہے جس میں ایک حصہ کو حضور انور نے تہمبند بنایا اور دوسرا ٹکڑا بطور چادر استعمال فرمایا اور یہی طریقہ اس خوش نصیب کے لئے ضروری ہو جاتا ہے جس کو از راہ نوازش یہ احرام عطا فرما کر فقیر بنایا جاتا ہے اور وارثی فقیر کہلاتا ہے۔

رنگ لباس۔ بھی گہرا زرد یا زردی مائل جس میں بادامی بھی شامل ہے زیادہ پسند تھا اور سفید و سیاہ و سُرخ کسی وجہ سے مرغوب خاطر نہ تھے بلکہ اس قدر ممنوع کہ قطعاً متروک سمجھے جاتے تھے برخلاف ان کے صرف زرد رنگ ہی زیادہ مرغوب خاطر تھا۔

بستر مبارک۔ آپ کو بستر خواب کے لئے کمبل زیادہ پسند تھا۔ اس لئے زمین پر کمبل بچھا کر آرام فرماتے تھے اور اس طرح کہ داہنے ہاتھ کو خم دے کر بجائے تکیہ سر کے نیچے رکھ لیتے تھے اس لئے تکیہ بھی متروکات قطعی ہو گیا اور ہمیشہ خلاف وضع سمجھا گیا۔

مکان۔ آپ نے کبھی مکان نہیں بنایا بلکہ اپنی تمام زمینداری اور آبائی مکان بہ عمر چودہ سال اس طرح چھوڑا کہ پھر خیال بھی نہ کیا۔ بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ "فقیر کا کوئی مکان نہیں اور سب گھر فقیر کے ہیں۔

تجرید۔ آپ نے تمام عمر شادی نہیں کی اور رسول کریم و التسلیم کے اس فرمان کی کہ "اَلَّذِی لَا اَھْلَ لَہٗ وَلَا وَلَدَ" تعمیل کی اور مجرد رہے۔

تسلیم و رضا۔ چونکہ یہ بات تو پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حضور قبلۂ عالم اہلبیت اطہار رضی کی نصوصی یادگار اور حقیقی ورثہ دار ہیں اور اسی وجہ سے حضور کو مرتبۂ تسلیم و رضا سے خاص نسبت تھی اور صفت جلیلہ جو مخصوص طور پر آپ کے جد نامدار کا حصہ تھا آپ کو وراثتاً حاصل تھی چنانچہ اکثر حضور نے نہایت پرجوش لہجہ میں فرمایا کہ "تسلیم و رضا بی بی فاطمہ رضی

Marfat.com

نے اپنے بابا جان سے پایا اور حسنین علیہما السلام کے ذریعہ جس کا حصہ ہے وہ اس کو ملتا ہے" اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارا مشرب عشق ہے جس میں انتظام حرام اور رضائے شاہد حقیقی کے سامنے سر خم کرنا فرض عین ہے" اور اس طرح بھی ارشاد ہوا کہ "تسلیم و رضا کا مسلک اور ہے اور مشائخین کا طریقہ اور ہے" چنانچہ اس مخصوص صفت سے آپ کی زمانہ واقف ہوگیا کہ تمام عمر آپ کی زبان سے حرف شکائیت نہ نکلا۔ نہ گرمی کی شکائیت نہ سردی کا غم۔ نہ بیماری کا ذکر نہ صحت کی خواہش۔ بلکہ اقتضائے تسلیم یہ تھا کہ منشائے الہٰی سے اختلاف کا اشارہ بھی نہ ہوا۔ حتیٰ کہ دُعا اور بد دُعا تک سے احتراز فرمایا اور فرمایا کہ "فقیر نہ دوست کے واسطے دعا کرتا ہے نہ بد دُعا۔ کیونکہ دوست دشمن کا پردہ ہے" اسی طرح گنڈے تعویذ سے احتراز فرمایا اور اپنے خرقہ پوشوں کو ہدایت فرمائی کہ "فقیر کو چاہیئے کہ نہ گنڈا دے نہ تعویذ" اسی طرح سوال کرنا بھی قطعاً ممنوع چنانچہ اپنے خرقہ پوشوں سے فرمایا کہ "مرجانا مگر سوال نہ کرنا" حضور قبلۂ عالم نے کبھی پانی بھی طلب نہ کیا اگر کبھی پیاس معلوم ہوئی تو خدام خاص سے ارشاد فرماتے کہ "پانی پی لوں" اگر دے دیا گیا تو پی لیا ورنہ خاموش ہو گئے۔

توکل و استغناء بھی حضور کا خصوصی جوہر تھا۔ حضور اوائل عمر سے تا نفس آخر اسباب ضروری اور سامان لازمی سے دست بردار رہے۔ ہر امر میں خدا پر بھروسہ اور ہر حالت میں خدا پر تکیہ۔ جو توکل کامل کی حقیقی تعریف ہے اور خرقہ پوشوں کو بھی بایں الفاظ تاکیداً تعلیم دی کہ "اہل تصدیق کسب نہیں کرتے" اور یوں بھی ارشاد فرمایا کہ "کسب پر بھروسہ رہے گا تو تصدیق محال ہے" اور کمال استغناء یہ تھا کہ کسی چیز میں اعلیٰ اور ادنیٰ کی تمیز نہ کی سونے اور مٹی کو یکساں جانا۔ سرکار عالم پناہ کو روپیہ اور اشرفی وغیرہ و نیز جملہ سکہ جات

Marfat.com

سے سخت تنفر تھا یہاں تک کہ دیکھنا بھی گوارا نہ تھا۔ حاجت روائی اس قدر محبوب تھی کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ حضور والا نے اپنا لباس اور اوڑھنا بچھونا تک سائل کو دے دیا۔ اور جسم اقدس پر صرف لنگوٹی باقی رہ گئی۔

شمائل شریف۔ حضور وارث پاک کے شمائل شریف کا تذکرہ اور اس کی تعریف میرے خیال میں انسانی طاقت سے بالاتر ہے صرف اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ حضور کے جسم کا حصہ اپنی جگہ پر حسن مجسم تھا کیونکہ جس شخص کی جس عضو پر نظر پڑی دیکھ نہ سکا اور مکیف ہوگیا۔ حتیٰ کہ کوئی زلفوں کا دیوانہ تو کوئی آنکھوں کا متوالا کوئی ابرو کا شکار تو کوئی نظر کا بیمار کسی نے روئے انور پر نظر پڑتے ہی دل کھو دیا اور کسی نے تو عالم بیخودی میں یوں کہہ دیا کہ ؎

یہ وہ آئینہ ہے جس میں ہو حقیقت منکشف
روئے وارث میں خدائے حسن کی تصویر دیکھ (محبوب)

سرکار ذالاجاہ کتنے ہی مجمع میں کھڑے ہوتے کتنا ہی قدآور شخص ساتھ ہوتا مگر حضور کا سر مبارک سب سے اونچا نظر آتا تھا۔ ہر اعضا حسن کی بے نظیر تصویر اور نور کے سانچے میں ڈھلا ہو۔ غرضکہ امکان تعریف سے ناممکن اور اگر کسی نے جسارت بھی کی تو اس سے زیادہ نہ کہہ سکا کہ ؎

حسین دیکھے جمیل دیکھے ولیک تم سا نہیں کو دیکھا

پائے مبارک۔ کی یہ صفت تو عام طور پر بہت مشہور ہے کہ قبلہ عالم باوجودیکہ پیادہ پا چلنے کے عادی تھے مگر حضور کے پائے مبارک گرد آلود نہ ہوتے اور نہ کیچڑ پانی سے میلے ہوتے۔ حتیٰ کہ سفید فرش پر دھبّہ نہ آتا تھا اکثر امتحاناً لوگوں نے زمین کو پانی سے تر کر دیا اور نشست کی جگہ پر سفید فرش بچھایا گیا اور حضور والا پانی سے گزر کر فرش پر تشریف لے گئے مگر فرش پر مطلق دھبّہ نہ آیا علاوہ بریں سرکار کے پائے مبارک میں ایک

Marfat.com

اور حیرت انگیز صفت دیکھی گئی کہ جس طرح عام طور پر ہر ایک پیر کے تلوے کا چمڑا تمام جسم کی کھال سے دبیز اور ایڑی سخت ہوتی ہے مگر حضور والا جاہ کے پیر کے تلوے ماں کی گود میں رہنے والے بچہ کے تلوے سے بھی زیادہ نرم اور گداز تھے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمْ

خوشبوئے دلآویز۔ حضور کی یہ خصوصیت بھی ایسی خاص اور نادرہ ہے کہ حضور کے جسم اطہر سے ایسی دلآویز خوشبو آتی تھی کہ علاوہ ارادتمندان کے غیر مریدین و نیز ہر وہ خوش نصیب انسان جس کو حضور والا کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا ہے بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکا جس کی شہادت میں ہزاروں ہر ملت و مذہب کے لوگوں کی شہادتیں سینکڑوں مختلف کتابوں میں درج ہیں۔ گو یہ کوئی خاص تعجب کی بات نہیں ہے کیوں کہ عنایت ایزدی سے جو صفات محمدیہ کا مظہر اتم ہو تو اگر وہ اپنے جدا علیٰ کی اس صفت سے بھی موصوف ہو تو کوئی مقام حیرت نہیں ہے بلکہ اس دلبند مصطفوی کا نسبی شرف اور وہی اختصاص اسی کا مقتضی ہے کہ اس کی امتیازی نشان کا خلق میں اظہار ہو اور اس کے جسم اطہر و معطر سے سیادت کی مشک بیز خوشبو آئے اور اس نادر اور عدیم النظیر خوشبو سے یار و اغیار سب کے سب متاثر ہوں چنانچہ جس خوش نصیب کا دماغ ایک مرتبہ بھی حضور کے جسم اقدس کی اس بھینی بھینی دل آویز اور مخصوص خوشبو (جس کو کسی دوسری خوشبو سے نہ تو تمثیل دی جاسکتی ہے اور نہ ایسے الفاظ ممکن ہیں کہ جس کے ذریعہ اس قدرتی اور دل فریب خوشبو کی کیفیت کا اظہار ہوسکے) سے متاثر ہوگیا وہ تمام عالم کی خوشبوؤں کو اس خوشبو پر قربان کرنے کو تیار ہو جاتا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ جو کپڑا حضور والا کے جسم اقدس سے مس ہوگیا اس میں بھی وہ خوشگوار خوشبو اس طرح دخل کر لیتی تھی کہ ہر پرستار اس کپڑے کو دیکھ کر فوراً شناخت کر لیتا کہ یہ ہمارے سرکار عالم نواز کے جسم اطہر سے مل چکا ہے

Marfat.com

اکثر عقیدتمند قیمتی کپڑوں کا احرام مختلف پھولوں کے رنگوں میں اور مختلف قیمتی سے قیمتی عطروں میں بسا کر پیش کرتے تھے مگر زیب تن ہونے کے بعد تمام خوشبوؤں پر جسم اطہر کی خوشبو اس قدر حاوی ہو جاتی تھی کہ خوشبویات عطر باقی نہ رہ جاتی تھی اگر ناظرین کو حضور کی اس صفت عالیہ کے متعلق شبہ باقی ہو تو اب بھی سالانہ عرس یا کاتک کے میلے کے موقع پر جبکہ ہر مذہب وملّت کے شیدائی ہزاروں قسم کی ہزاروں چادریں ہزاروں کی تعداد میں بازار سے خرید خرید کر لاتے ہیں اور طرح طرح کے عطروں میں بسا کر مزار اقدس پر چڑھاتے ہیں ان سے ناظرین اپنا اطمینان کر لیں اور تصدیق فرمائیں کیونکہ وہ تمام چادریں مزار اقدس سے مس ہوتے ہی اپنی اصلی ماہیت سے دور ہو جاتی ہیں اور تمام چادریں اس مخصوص خوشبو سے معطر نظر آتی ہیں جو حضور انور کے جسم معطر کی انوکھی خوشبو ہے۔

"فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن"

طریقہ بیعت ۔ نرالے کی سب بات نرالی۔ سرکار وارث عالم نوازنے ہم عاصیوں کو نوازنے کے لئے جو طریقہ بیعت ترتیب دیا وہ بھی دنیا سے نرالا ہے اور اس قدر جامع اور وسیع المعنی ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی۔ حضور والا کی توجہ دراصل رسمی بیعت کی طرف نہ تھی بلکہ ہم غلاموں کو حقیقی بیعت سے سرفراز فرمانا تھا چنانچہ جو ارشادات بھی بیعت کے متعلق سرکار والاجاہ کی زبان مبارک سے نکلے ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ حضور کی اصل غایت کیا ہے فرمایا کہ "پیر کی محبت مرید کا ذہن ہے" فرمایا کہ "ہاتھ پکڑنے سے کیا ہوتا ہے دل کو پکڑو" فرمایا کہ "بے محبت خدا نہیں ملتا" فرمایا کہ "اگر تم کو مجھ سے محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی میں تمہارے ساتھ ہوں" ان جملہ ارشادات کا صحیح مطلب یہ ہے کہ صرف ہاتھ پکڑنا کافی نہیں بلکہ شرط اوّل محبت ہے حضور نے

Marfat.com

جس خوش نصیب کی بیعت اپنے دست حق پرست پر لی۔ اس سے بایں الفاظ اقرار کرانا کافی سمجھا کہ "ہاتھ پکڑتا ہوں پیر کا پنجتن پاک کا خدا و رسول کا" بظاہر تو یہ مختصر الفاظ دیگر سلسلہ جات سے بکسر مختلف و مختصر اور نرالے ہیں مگر اگر تھوڑا غور کیا جاوے تو سمندر کوزہ میں نظر آتا ہے۔

چونکہ حضور وارث عالم نواز کا مشرب عشق تھا اور سلسلہ عشق حضرات پنجتن پاک سے شروع ہو کر پنجتن پاک ہی پر ختم ہوتا ہے اس لحاظ سے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ حضور نے اپنے خاص بزرگوں کی اطاعت کا اقرار لیا اور اپنے ہر غلام کو پنجتن پاک کی حمایت میں دے دیا اور یہی وجہ ہے کہ ہر غلام کو محبت کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے۔

غائبانہ بیعت۔ چونکہ حضور کی بیعت کا حقیقی ماحصل صرف محبت ہے اس لئے ہزاروں غلاموں کو غائبانہ بیعت سے بھی سرفراز فرمایا ہے اور بہت سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے بذریعہ خط حلقہ بگوشی کے لئے استدعا کی تھی چنانچہ آپ نے فرمایا کہ "لکھ دو اگر محبت ہے تو مرید ہیں" اور بعض نے عالم رویا میں بیعت حاصل کی تو حضور نے اس بیعت کو قائم رکھا۔

اکثر اس کرم فرمائے عالم نے استدعا کرنے پر مرحومین و نیز آئندہ پیدا ہونے والوں کو بھی داخل سلسلہ فرما کر نوازش فرمائی ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ سیدنا مدار شاہ وارثی متوطن مضافات گیا نے عرض کی کہ میرے خاندان میں ایک بی بی کچھ اسباب کی وجہ سے حاضری سے مجبور ہیں مگر بیعت کی از حد تمنا ہے۔ سرکار نے فرمایا کہ "وہیں رہیں ہم نے مرید کر لیا جائے ارشاد ہوا کہ" اچھا سب کو مرید کر لیا" جب یہ دریائے فیض کا جوش دیکھا تو موصوف نے عرض کیا کہ حضور میرے

Marfat.com

بندگاں باسبق کو بھی مرید کرلیا جائے حضور نے متبسم لبوں سے فرمایا کہ "اچھا سب کو مرید کرلیا۔"

علیٰ ہذا ایک مرتبہ قاضی منیر عالم صاحب مختار دربھنگہ نے عرض کیا کہ مجھ کو تو شرف بخشا ہے مگر میرے آباو اجداد اس نعمت سے محروم ہیں آپ نے فرمایا کہ "ان کو بھی مثل اپنے ہمارا مرید سمجھو" قاضی صاحب نے جو یہ شفقت دیکھی تو عرض کیا کہ میرے خاندان میں جو آئیندہ پیدا ہوں وہ بھی ظلِ حمایت وارثی میں آجائیں ارشاد ہوا کہ "منیر عالم محبت سے سب کچھ ہوسکتا ہے" اور ایسا بھی ہوا ہے کہ بربنائے واقعات یہ ظاہر فرمایا ہے کہ حضور اپنے مریدوں کو روز الست سے پہچانتے ہیں اور اُسی روز سے اپنی مریدوں کی تربیت فرمارہے تھے کہ جب وہ صاہون میں تھے۔

ایک مرتبہ ایام کاتک میں چند عقیدت مند حضور والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حصول شرف بیعت کی استدعا کی۔ حضور نے تین یا چار ارادت مندوں کو داخل سلسلہ فرمایا لیکن ایک طالب کا ہاتھ پکڑا تو فوراً چھوڑ دیا اور مسکرا کر فرمایا کہ "اب بیعت کی کیا ضرورت ہے تم کو تو ازل ہی سے محبت ہے۔"

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حضور والا جب بانکی پور تشریف لے گئے اور وہاں کے معزز حضرات حلقہ بگوش ہوئے تو مولوی محمد احسن صاحب بھی جو معمر اور نہایت مقتدر شخص تھے اور برابر بکمال شوق ارادت حاضر خدمت ہوتے رہتے تھے مگر سرکار نے ان کو مرید نہیں فرمایا۔ بالآخر مولوی عبدالکریم صاحب نے سفارش کی تو ارشاد ہوا کہ "بیعت کی کیا ضرورت ہے ان کو تو ازل سے ارادت و محبت ہے اور اگر یہی خوشی ہے تو آؤ ہاتھ پکڑ لو" بہرصورت اس آخر اور نادر سلسلہ وارثیہ میں اصل چیز محبت ہے اگر محبت ہے تو مرید ہے۔ اور اگر محبت نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے۔

Marfat.com

شجرہ کی رسم: چونکہ حضور انور کو بغیر کسی پیر طریقت کے واسطہ کے ہی نرمی فیوض براہ راست پنجتن پاک (یعنی) بارگاہ مصطفوی و مرتضوی سے حاصل تھے اسی وجہ سے حضور نے رواج زمانہ کے مطابق کسی سلسلۂ پیران طریقت کا طریقہ نہ تو بیعت میں جاری فرمایا اور نہ رسم شجرہ کی ضرورت سمجھی۔ جیساکہ دوسرے سلسلوں میں اکثر شجرہ بوقت بیعت پڑھایا جاتا ہے یا اکثر شجرہ کی مداومت کا حکم ہوتا ہے۔ چونکہ حضور والا صرف پنجتنی اور وارث ارث مرتضوی تھے اس لئے حضور نے اقرار بیعت میں جن تسبیح فیض و عطا کے اسمائے گرامی تعلیم فرمائے بس یہی شجرہ تھا۔

حضور والا جاہ نے کبھی یہ اہتمام نہیں فرمایا کہ کسی حلقہ بگوش کو مرید کرتے وقت شجرہ عنایت فرماتے یا شجرہ درد کرنے کا حکم دیتے بلکہ یوں ارشاد فرمایا کہ "شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے یہاں دل کے شجرہ سے کام ہے" فی زمانہ جو اکثر فقرائے وارثی شجرہ تقسیم کر دیا کرتے ہیں تو صرف اس کی اتنی اصلیت ہے کہ قبلۂ عالم کو صغیر سنی میں بظاہر خصوصی طور پر سلسلۂ قادریہ و چشتیہ سے تعلق ہوا تھا۔ صرف اسی لئے ۱۲۵۲ھ میں خادم خاص رحیم شاہ وارثی نے شیخ بو علی صاحب تعلقہ وار سے جو حضرت خادم علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مرید تھے شجرۂ قادریہ و چشتیہ لاکر سرکار والا جاہ سے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو حضور کا نام بھی اس میں لکھ دیا جائے آپ نے فرمایا کہ "لکھ دو" پس وہ شجرہ بیاض میں نقل ہوا اور منشی محمد بخش صاحب شائق دریابادی نے شجرہ قادریہ نظم کیا اور سرکار والا جاہ جب بانکی پور تشریف لے گئے تو دیگر تحفوں کے ساتھ یہ شجرہ بھی پیش ہوا جس کو چھپوا کر ہزاروں کی تعداد میں تقسیم ہوا تھا۔ حضور نے جس طرح دوسرے تحفے حاضرین میں تقسیم فرمائے اسی طرح یہ شجرے

Marfat.com

بھی کسی کو دس اور کسی کو بیس[۲] دلوا کر بقیہ کی نسبت مولوی عبدالکریم صاحب متوطن شیخ پورہ سے فرمایا کہ "یہ تم لے جاؤ" اس واقعہ کے گواہ غالباً اب بھی موجود ہوں۔ بعدہٗ اس قسم کے شجرے مختلف عنوان سے نظم بھی ہوئے اور چھپوائے بھی گئے اور خدام اکثر تقسیم بھی کردیتے تھے۔ مگر اس کو ملتا تھا جو طلب کرتا تھا۔ خصوصی انتظام نہ کبھی تھا اور نہ اب ہے کہ جو مرید ہو اس کو شجرہ ضرور دیا جائے۔

رشد و ہدایات:۔ چونکہ حضور قبلۂ عالم کو جو قوی خصوصیت اور ممتاز نسبت حضرات پنجتن سے ہے وہ دیگر صوفیائے کرام میں نہیں پائی جاتی اسی لئے قبلۂ عالم نے رشد وہدایات و ذکر و اشغال مریدین میں جو نمونہ پیش کیا وہ بھی اپنی جگہ پر نادر اور عدیم المثال ہے حضور وارث پاک نے اگر کسی کو اس کے ظرف کے مطابق ہدایت فرمائی تو کسی کو اپنی عالی ظرفی سے ظرف کو وسعت عطا فرما کر اپنی وسیع النظری کا ثبوت پیش کیا اور ساتھ ہی فیض عمل بھی ایسا عنایت فرمایا کہ ہر شخص کامیاب ہوا۔

چنانچہ کسی کو ادائے فرض کے ساتھ اوراد و ظائف میں مشغول رکھا۔ بعض آپ کے حکم سے دائم الصوم ہوئے۔ بعض سے متعدد حج کرائے۔ کسی کو ذکر جلی اور کسی کو خفی تعلیم فرمایا۔ کسی کو گوشہ نشین کیا۔ کسی کو سیر و سیاحت میں مصروف رکھا۔ کسی کو تارک الدنیا فقیر بنا دیا۔ کسی کو بیٹھنے کا حکم دیا تو وہ تاحیات بیٹھا ہی رہ گیا۔ کسی کو آنکھ بند کر کے تصور یار میں محویت کا حکم ہوا تو اس نے باوجود قدرت مرتے دم تک آنکھ نہ کھولی کسی کو تجرید کا حکم دے دیا۔ غرضکہ یہ عہد وارثی اپنی نوعیت میں ایسا فرد اور ماہیت میں ایسا یگانہ ہوا کہ جس کی عظمت و جلالت کا دنیا کے ہر گوشہ میں نقارہ بج گیا اور دنیا نے تسلیم کرلیا کہ حضور والاجاہ کی ہستی صحیح طور پر وارث ارث مصطفوی و مرتضوی ہے

Marfat.com

اور بالدلیل نادر الوجود ہستی ہے۔

صلی اللہ علیٰ محمد وعلیٰ آلہ وسلم

احکاماتِ عامہ - وہ ہیں جو ہر مرید کے لئے یکساں طور پر جاری ہوئے اور وہ بھی اس قدر جامع ہیں جس کی نظیر نہیں ملتی فرمایا کہ "محبت کرو" اور "کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ" ان دونوں ہدایات کا مضمون جس قدر صاف اور مختصر ہے اسی قدر زیادہ بالمعنی۔ مفید اور کار آمد ہے۔ پہلی ہدایت کہ "محبت کرو" ایسی ہدایت ہے کہ جس کے بغیر نہ دنیا کی تکمیل ہو سکتی ہے اور نہ عقبیٰ کی۔ درحقیقت صرف محبت ہی ایسی نسبت ہے جو انسان کو صحیح طور پر تابعداری کی تعلیم دیتی ہے اور مالک اور بندے کی تمیز پیدا کرتی ہے اور یہی نسبت ادنیٰ کو اعلیٰ اور قطرہ کو دریا بنا دیتی ہے۔ محبت ہی باعثِ تخلیق عالم ہوئی اور یہی علتِ غائی سبب وجودِ آدم ہوئی پس اس سے قوی تر ذریعہ موصل الی اللہ نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور دوسری ہدایت بھی جو محبت کی خصوصی شان ہے اور وہ یہ کہ "کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ" یعنی، راضی برضا رہو اور بھروسہ کامل رکھو یہ توکل باللہ کی تعلیم ہے اور پھر خوبی یہ ہے کہ توفیق کے ساتھ۔ اس کی بھی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔

احکاماتِ خصوصیہ - وہ احکامات ہیں جو کسی خاص فرد کے لئے صادر ہوئے اور خصوصیتاً اول احکامات کی یہ ہے کہ جس کو وہ حکم دیا گیا معاً حکم کے ساتھ ماہیت قلب بدل گئی اور حکم مکمل ہو گیا حالانکہ بظاہر وہ احکامات اس قدر اہم ہوتے تھے کہ اس کی تعمیل تو درکنار اس کا سمجھنا بھی ادراک انسانی سے باہر تھا بڑے بڑے عاقل و دانا عالم و فاضل اپنی عقل اور علم سے بے گانہ ہو کر دیوانے جیسے نظر آتے تھے۔

Marfat.com

چنانچہ۔ مُلا رضی الدین بغدادی۔ اتفاقیہ کسی تقریب میں ہندوستان آئے تھے سرکار عالم پناہ کا جو نام نامی سُنا تو پہلے تو معترض رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد خوبیٔ قسمت سے حضوری نصیب ہوگئی تو ایک نظر میں دنیا بدل گئی۔ لباسِ عالمانہ جسم سے اُتر گیا اور فقیر ہوگئے۔ بغدادی شاہ خطاب ملا اور ظاہری مشغلہ کے لئے یہ حکم دیا گیا کہ بازار میں پُرانے جوتوں کی مرمت کیا کرو۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ چار پیسے سے زائد کی مزدوری نہ کرنا اور اس میں سے بھی دو پیسے خیرات کر دیا کرنا۔ چنانچہ موصوف نے زندگی بھر یہی کیا اور کبھی اپنے علم کا نام بھی نہ لیا اور نہ زبان پر لائے۔

علیٰ ہذا:۔ مولوی ہدایت اللہ صاحب وارثی محدث سورتی جو مختلف علوم کے عالم تھے بلکہ ہفت زبان مشہور تھے جب حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تو سب علم باطل ہوگئے اور زبانِ حال پر یہ جاری تھا کہ ؎

جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے اُسے صاف دل سے بُھلا دیا

اسی طرح:۔ مولوی عبد الکریم صاحب وارثی متوطن شیخ پورہ ضلع مونگیر (جو علامۂ وقت تھے) کو حضور والا نے جو محبت کی تعلیم دی۔ تو ممدوح عالم سہو میں ایسے مستغرق ہوئے کہ بغدادی قاعدہ پڑھانے کی بھی صلاحیت نہ رہی اور گوشہ نشین ہوگئے۔

اکثر علمائے ہنود:۔ جو دید اور شاستر میں یگانہ اور اپنے مذہب میں مذہب کے پیشواؤں میں تھے۔ مثلاً پنڈت رام اوتار شاستری جو سنسکرت کے زبردست عالم تھے اور دھیان وگیان میں پختہ تھے۔ خوش قسمتی سے حاضر خدمت ہوگئے۔ نہ معلوم کیا دیکھا کیا سمجھا۔ جو نہ بتا سکے اور نہ سمجھا سکے اور فقیر ہوگئے۔ پنڈت فضلِ رسول شاہ خطاب پایا۔ اسی طرح ٹھاکر پنجم سنگھ صاحب وارثی رئیس اعظم ملاوٹی ضلع مین پوری۔ جن کی شان

Marfat.com

وشوکت و امیرانہ زندگی کے متعلق ان کی عالی شان کوٹھیاں اب تک ان کی ریاست میں یادگار موجود ہیں چشم زدن میں کیا سے کیا ہو گئے کہ اپنی ریاست و املاک سے یکسر دستبردار ہو گئے اور بے نیاز عالم ہو کر صرف وارث پاک کے نیاز میں کھو گئے۔ حتیٰ کہ فقیر ہو گئے۔ وقار شاہ خطاب ملا۔

اسی طرح پنڈت کیسو رائے جو ملک مالابار کے باشندے تھے اور علوم مذہبی میں کمال حاصل تھا مگر تحقیق حق کے خیال میں ہمیشہ رہا کرتے تھے۔ حاضر خدمت ہوئے روئے انور پر نظر پڑتے ہی حقیقت آشنا ہو گئے۔ حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ قومی و دنیاوی لباس سے بیزار ہو گئے۔ لباسِ فقر ملا۔ پنڈت دیندار شاہ خطاب ملا۔

ایسی ہی عجیب صورت پنڈت سیتارام پوجاری کی ہوئی۔ موصوف بہت خوشحال اور باکمال پنڈت تھے۔ قدم بوسی کے خیال سے حاضر خدمت ہوئے دوران گفتگو میں قبلۂ عالم نے فرمایا کہ "پنڈت جی برہم پہچانو" پنڈت جی نے جواب دیا کہ دھرماتما پہچان لیا۔ ارشاد ہوا کہ پھر "ملاقات ہوگی" پنڈت جی نے کہا کہ مہاراج جب تک نہیں پہچانا تھا تو دربدر تلاش میں پھرتا تھا اور جب پہچان چکا تو اب کہاں جاؤں۔ سرکار عالم نواز نے مسکرا کر خرقہ تفویض فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ "پنڈت جی گھر نہ بنانا سیاحت میں مرجانا اور سات فاقے بھی ہوں تو ہاتھ نہ پھیلانا" دین محمد شاہ خطاب ملا۔

چنانچہ اسی طرح ہزاروں قسمت والے چشم زدن میں بلاتفریق مذہب و ملت نوازے جاتے تھے گویا گھر کی دولت سخاوت کے ہاتھوں سے ایسی لٹ رہی تھی کہ جس کی مثال دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

مجاہدات:۔ غرضکہ جس ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کی طرف اس وارث ارث مرتضوی

نے ذرا بھی توجہ فرمادی تو اس سے ایسے ایسے مجاہدات تکمیل کرا دے کہ دنیا انگشت بدنداں رہ گئی۔

مثلاً عظمت شاہ وارثی اور عبدالحی صاحب وارثی جگوری اور عباس شاہ وارثی وغیرہ کو تقلیل غذا کی ہدایت تھی اور مخدوم شاہ وارثی دریاآبادی اور پیرا شاہ وارثی مقیم ہردوئی و نمازی شاہ وارثی اور حاجی گھوڑے شاہ وارثی کو ترک لذات کا حکم تھا جو بہت سادی غذا کھاتے تھے اور لذت نہیں لیتے تھے اور بعض کے واسطے ترک حیوانات کا فرمان تھا جو نمک سے یا پانی میں روٹی بھگو کر کھا لیا کرتے تھے۔ بعض کو مسلسل روزہ رکھنے کا فرمان تھا۔ چنانچہ حاجی فیضو شاہ صاحب وارثی خادم خاص نے حسب الحکم چھبیس[۲۶] سال تک اور ابوالحسن شاہ وارثی متوطن اٹاوہ نے بارہ سال تک اور بابو کنہیا لال صاحب وارثی علی گڑھ والے نے چودہ سال تک مسلسل روزے رکھے اور حاجی بکی شاہ وارثی متوطن بارہ بنکی اور مسکین شاہ وارثی اور حاجی رمضان شاہ وارثی متوطن فتح پور اور بی بی سکینہ وارثیہ دختر گلاب شاہ سکنہ آگرہ تمام عمر دائم الصوم رہے اور قائم اللیل تھے اور بی بی نصیبن شاہ وارثیہ تاحیات اس کی پابند رہیں کہ دو[۲] روزہ صرف پانی سے افطار اور تیسرے روز بعد افطار کھانا کھاتی تھیں اور حافظ احمد شاہ وارثی اکبرآبادی نے بارہ برس نماز معکوس پڑھی اور شیخ مقصود علی وارثی چھیتے پوری کو صلوٰۃ عشق کی مداومت کا حکم تھا اور مولوی برکت اللہ صاحب وارثی پیلی بھیت کو روزانہ چوبیس ہزار چار سو چوبیس مرتبہ درود شریف پڑھنے کا حکم تھا اور لکھنؤ میں ایک سیدانی بی بی وارثیہ تھیں انکو کلمہ طیبہ کے ورد کا بایں شرط حکم تھا ہر وقت باوضو پڑھا کرو چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ اس فرمان کی تعمیل میں وہ ضعیفہ اس قدر منہمک تھیں کہ بات کرنا چھوڑ

Marfat.com

دیتی تھیں اور کھانا باصرار ایک وقت کھاتی تھیں۔ صرف اس خیال سے کہ ورد میں نقصان نہ آجائے۔ بعض کے لئے جاندار سواری کی ممانعت تھی بعض ہر سال حج کرتے تھے بعض کے لئے دن کو سونے اور رات کو جاگنے کا حکم تھا۔ چنانچہ تیم شاہ وارثی چالیس برس تک شب بیدار رہے۔

ایک مرتبہ سرکار عالم نواز لکھنؤ میں شاہ پیر محمد صاحب کے ٹیلے پر لب دریا تشریف رکھتے تھے۔ کہ ایک طالب خدا نے حاضر ہوکر قطع تعلقات کی استدعا کی حضور نے اپنا مستعمل لباس اس کو تفویض فرمایا اور بیدار شاہ خطاب دیا اور ذکر اسدی تعلیم فرمایا اور ارشاد کیا کہ رات دیدار کے لئے ہے نہ کہ خواب کے لئے تم شب کو آبادی کے باہر یہ ذکر بالجہر کیا کرو اور جب تھک جاؤ تو کلمۂ طیبہ یا درود شریف کا ورد مسلسل رہے اور دن کو اگر نیند معلوم ہو تو اس طرح سونا کہ لوگوں کی آواز رفتار اور گفتگو بخوبی سنائی دے۔"

اسی طرح حاجی موسیٰ شاہ وارثی تادم واپسیں کھڑے نہیں ہوئے کیونکہ ان کو بوقت تہبند پوشی قناعت کی بایں الفاظ ہدایت ہوئی تھی کہ "فقیر کو چاہیے کہ خدا کی کفالت پر بھروسہ کرے اور صبر سے بیٹھا رہے۔" اسی طرح ایک حجن بی صاحبہ کو جب تہبند مرحمت ہوا تو فرمایا کہ "خدا رازق ہے ٹانگ توڑ کر اس کے بھروسہ پر بیٹھو" اس فرمان کی تعمیل میں وہ ثابت قدم عورت تینتیس ۳۳ سال تک کھڑی نہیں ہوئی اور اسی حال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ **بعض** ارادت مندوں کو بستی میں آنے کی ممانعت تھی جن کی زندگی ویران جنگلوں اور غیر آباد پہاڑوں پر کٹی مثلاً جنگلی شاہ وارثی پیپتے پوری ایک جنگل میں عزلت گزین تھے اور جمیل شاہ وارثی شملہ کے پہاڑ پر ایسے خطرناک مقام پر رہتے تھے جو گذرگاہ عام نہ تھا اور حافظ دوست محمد صاحب وارثی اجمیر شریف میں حافظ جمال صاحبہ کے چلے کے قریب پہاڑ کے ایک

Marfat.com

درّہ میں تاحیات مقیم رہے ایسے مجاہدین ہندوستان میں توبکثرت پائے گئے بلکہ ہندوستان کے باہر بھی ایسے مجاہدین کو اخوانِ ملّت نے دیکھا ہے چونکہ اس کتاب میں خصوصی طور پر اختصار مدِنظر ہے اس لئے زیادہ واقعات درج نہیں کئے گئے۔ دوسری بڑی بڑی کتابوں میں کثرت سے واقعات درج ہیں۔

چنانچہ محبت شاہ وارثی پنجابی جو قدیم خرقہ پوش فقیر تھے بیان کرتے تھے کہ سیاحتِ عراق میں زیارت کے بعد حیفہ سے بیروت جارہا تھا اور اکرام علی شاہ جو مولانا فضل الرحمٰن علیہ الرحمۃ کے دست گرفتہ تھے مگر سرکار نے ان کو سیاحت کا حکم دیا تھا۔ بغداد سے میرے ہمسفر تھے۔ ہم دونوں راستہ بھول کر ایسے مقام سے گذرے جہاں ایک قدیم مسجد تھی۔ جس کا قطبی گوشہ اُفتادہ تھا اور صحنِ مسجد میں ایک حوض شفاف پانی سے لبریز تھا۔ ہم دونوں اس کے کنارے آرام لینے کے لئے بیٹھ گئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد میں استنجے کی ضرورت سے باہر گیا۔ ابھی فارغ نہ ہوا تھا کہ مسجد کے اسی گوشہ سے نہایت خوشگوار خوشبو آئی۔ میں نے اکرام شاہ سے یہ عجیب وغریب واقعہ بیان کیا اور کہا کہ چلو دریافت کریں کہ یہ کیا سبب ہے۔ چنانچہ قریب جاکر دیکھا کہ شکستہ گوشہ میں ایک غار بصورت تہ خانہ ہے اور یہ خوشبو اسی میں سے آرہی تھی۔ جب غار کے اندر گئے تو دیکھا کہ ایک سن رسیدہ بزرگ بیٹھے ہیں اور دفعتاً مجھ کو یہ بھی نظر آیا کہ حضور وارثِ عالم نواز بھی تشریف فرما ہیں اس خیال سے مجھ کو کچھ محویت ہوگئی تھی پھر بھی سلام کیا اور اشارہ پاکر بیٹھ گیا برسرِ گفتگو موصوف نے قبلۂ عالم کی خیریتِ مزاج پوچھی۔ اکرام شاہ نے ممدوح سے دریافت کیا کہ آنجناب سے سرکار کی کب سے واقفیت ہے تو ممدوح نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا کہ پیشوائے برحق کی عمر چودہ سال کی تھی جب گنہگار حلقۂ غلامی میں داخل

Marfat.com

ہوا تھا اور پھر دورانِ سفر میں شاہجہانپور سے یہاں تک ہمرکاب آیا تھا تو سرکار نے فرمایا کہ "تم یہیں بیٹھو ہم آئیں گے"۔ میں اسی وقت سے اس غار میں منتظر بیٹھا ہوں۔

بعض ارادت مندوں کو اپنی بیماری کا علاج بلکہ تکلیف کا اظہار بھی منع تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ قبلۂ عالم حاجی محمد اسمٰعیل صاحب وارثی رئیس بلجی ضلع پٹنہ کے مکان پر مقیم تھے کہ ایک معمر شخص نگر وجیہہ صورت فقیرانہ لباس میں جو بظاہر ہندو اور تعلیم یافتہ معلوم ہوتے تھے حاضر خدمت ہوئے جن کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا لیکن ان کا انداز حاضری کہتا تھا کہ ضرور دربار وارثی کے حلقہ بگوش ہیں۔ حضور نے بکمال عنایت فرمایا کہ "کنور جی کہاں سے آتے ہو" انہوں نے دست بستہ عرض کیا کہ اَن داتا امرتسر سے آرہا ہوں۔ حضور نے شیخ محمد اسمٰعیل سے فرمایا کہ "ان کو ٹھہراؤ اور کھانے کا انتظام کردو"۔ شب کو معلوم ہوا کہ کنور جی بیمار ہوگئے۔ حکیم محمد یعقوب بیگ وارثی جو حضور کے ہمراہ تھے فوراً گئے اور نبض دیکھ کر حال دریافت کیا مگر کنور جی نے نہایت اطمینان سے کہا کہ گرو کی دیا سے اچھا ہوں لیکن آثار و قرائن سے صاف ظاہر تھا کہ انتہائی تکلیف ہے کیونکہ بار بار چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا حکیم صاحب نے دوا کھلانا چاہی مگر انہوں نے دوا کھانے سے بھی انکار کردیا اور کہا کہ حکیم صاحب مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیجئے مجھ کو کوئی تکلیف نہیں ہے البتہ گرو کی کرپا درکار ہے۔ صبح کو حکیم صاحب نے سرکار سے تذکرہ کیا تو سرکار نے فرمایا کہ "یعقوب وہ کبھی اپنی تکلیف بیان نہ کریں گے اور نہ کوئی دوا کھائیں گے۔ یہ راجہ کے بیٹے ہیں جب ہم پنجاب گئے اس وقت سے گھر بار چھوڑ کر فقیر ہوگئے یہ بغیر ضرورت بستی میں نہیں جاتے اور رنج و راحت یکساں سمجھتے ہیں" اور دوسرے روز سرکار والا جاہ نے اپنا مستعمل لباس مرحمت فرما کر رخصت کیا۔

Marfat.com

مجاہدات اہم تر۔ خلافِ فطرتِ انسانی۔ جس کی نظیر دنیا نہیں پیش کرسکتی جو بظاہر امرِ محال نظر آتے ہیں مگر اس وارثِ ارثِ مصطفوی کی ادنیٰ توجہ اور اشارہ نے ان کو آسان تر بنا دیا۔ جیساکہ بدنام شاہ وارثی متوطن موضع کھیولی ضلع بارہ بنکی کا واقعہ ہے کہ موصوف خادم خاص کے عہدہ پر مامور تھے لیکن گوشہ نشینی کا حکم ہوا تو قبلۂ عالم نے اُن سے یہ وعدہ فرمایا کہ "جب ہم دیوہ شریف آئیں گے تو تم سے ضرور ملیں گے۔ مگر کوئی کیسی ہی ضرورت ہو تم دروازہ نہ کھولنا جب ہم آئیں اس روز دروازہ کھولنا جو سامان بہم پہنچ جاتا وہ آپ کی دعوت میں بھی صرف کرتے اور جس قدر باقی رہا اسی میں اس وقت تک بسر اوقات کی تا وقتیکہ چار ماہ کے بعد سرکار دوبارہ نہ تشریف لائے اکثر یہ ہوا ہے کہ سامان کم بچا تو اس قانع نے مٹی کھا کر دن گزار دے اور سولہ سال اس مجاہدہ میں گذار کر کامیاب بھی تسلیم ہوا۔

بعض تمام عمر خاموش رہے ایک مرتبہ سفر حجاز میں ایک بہرے مولوی صاحب سے ملاقات ہوگئی جو اپنی قابلیت کے جوش میں اکثر علمائے متقدمین پر اعتراض کرتے تھے کہ فلاں عالم ضعیف الرائے تھا جس نے اس مسئلہ میں غلطی کی۔ اور فلاں عالم کا فتویٰ درست نہ تھا جس سے اس فتوے میں لغزش ہوئی اتفاق سے ایک روز مولوی صاحب نے دورانِ گفتگو میں یہ کہا کہ الحمد للہ میں بہرے ہونے کی وجہ سے کسی کی غیبت نہیں سنتا۔ سرکار نے فرمایا کہ "مولوی صاحب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح آپ کسی کی غیبت سنتے نہیں اسی طرح کسی کی غیبت کیا بھی نہ کیجئے اور خاموش رہا کیجئے اور بجائے باتیں کرنے کے درود شریف پڑھا کیجئے" یہ سُن کر مولوی صاحب مکیف ہو گئے اور اسی وقت سے اس طرح چُپ ہوئے کہ کسی کو ضرورت کے واسطے اشارہ بھی نہ کرتے

Marfat.com

اور تمام عمر اسی طرح گذار دی۔

اسی طرح لکھنؤ میں ایک احرام پوش فقیر سرکار کے حکم سے خاموش رہتے تھے اور ۱۸۵۷ء کے غدر میں ان کو مخبر سمجھ کر باغیوں نے پکڑ لیا جو بات دریافت کی گئی اس کا جواب نہ دیا حتیٰ کہ سنگین کی نوک سے زخمی کیا۔ مگر انہوں نے جان دے دی۔ مگر پیشوائے برحق نے جو مہر خاموشی لگا دی تھی اس کو نہ توڑا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبر زیارت گاہ خاص و عام ہو گئی۔

ایک مرتبہ قبلۂ عالم نے علی گڑھ کے قیام میں ایک معمر شخص کو جو نواح دہلی کے باشندے تھے اور صاحب کیف بزرگ تھے لباس فقر عنایت فرمایا اور ذاکر اللہ شاہ کا خطاب دیا اور ارشاد فرمایا کہ کسی سے بات نہ کرو اور نہ کسی کی بات سنو اور ہمیشہ شمار انفاس میں مشغول رہو اسی وقت سے وہ چپ شاہ ہو گئے۔

اکثر کو خاموشی کا حکم ایسے پر اسرار الفاظ میں صادر ہوا کہ جس کی حقیقت سمجھنے سے عقل عاجز ہے۔ جیسے عبدالرزاق شاہ وارثی جو موضع کھیولی ضلع بارہ بنکی کے رئیس تھے مگر ان کا قیام اکثر باڑہ ضلع پٹنہ میں زیادہ تھا ان کو سرکار عالم پناہ نے خاموشی کا حکم دیا موصوف ضرورت کے وقت لکھ کر اشارہ سے کام لیتے تھے مگر ان کی یہ مجبوری دیکھ کر احباب کو انتہائی افسوس ہوتا تھا کچھ عرصہ کے بعد جب قبلۂ عالم پھر بانکی پور تشریف لائے تو وہاں کے مخصوص لوگوں نے متفق ہو کر عبدالرزاق شاہ کی تکلیف کا اظہار کیا اور ملتجی ہوئے کہ صرف ضرورت کے وقت بات چیت کرنے کی اجازت دے دی جائے سرکار نے تھوڑے تامل کے بعد عبدالرزاق شاہ صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "کیا تم کو تکلیف ہوتی ہے؟" موصوف نے سر جھکا لیا یہ دیکھ کر حضور والا نے فرمایا کہ "عبدالرزاق

Marfat.com

اب تمہارا بولنا وضع داری کے خلاف ہے بلکہ اشارہ بھی نہ کیا کرو اور لکھنا بھی چھوڑ دو"
ادھر تو یہ حکم سُن کر عبدالرزاق شاہ ساکت ہو گئے اُدھر شان محبوبیت کے جوش میں سرکار نے فرمایا کہ عبدالرزاق شاہ اس تھوڑی سی زندگی کو یوں ہی کاٹ دو۔ وضعداری اسی میں ہے کہ اب مرتے وقت بھی کوئی کلمہ نہ نکلے اور قبر میں نکیرین سوال کریں تو ان کو بھی جواب نہ دینا بلکہ حشر میں خدا کے سامنے بھی خاموش رہنا۔ حضور والا کا یہ حکم کچھ ایسی ادا اور ایسے انداز سے صادر ہوا کہ حاضرین پر عظمت و جلالت کا ایک رعب طاری ہو گیا اور سب ساکت و سرنگوں ہو گئے اور فرمان سرکار کے بموجب تھوڑی زندگی تھوڑے دنوں میں (یعنی) چھ ماہ میں کٹ گئی

اسی طرح مستقیم شاہ وارثی کو یہ قطعی حکم دیا گیا کہ موجودات میں کسی چیز کو نہ دیکھو گو یہ مجاہدہ اس قدر سخت ہے کہ فطری طور پر انسان کے لئے غیر ممکن معلوم ہوتا ہے مگر یہ حضور والا کے تصرفات باطنی کی خصوصی شان تھی کہ اس صاحب بصیرت نے بہتر سال تک آنکھ نہ کھولی۔ پہلے اجمیر شریف کے مشہور پہاڑ مدار ٹیکر پر چالیس سال قیام کیا بعدہٗ تینتیس سال مدار دروازہ کے قریب زندگی بسر کی اور ایک سو دس سال کی عمر ختم کر کے ۱۳۲۵ھ میں راہی ملک بقا ہوئے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ یہ سب کرشمے اسی صاحب قدرت کے ہیں جو ایسے مجاہدات کی تکمیل کرا دیتا ہے۔ "وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ"

اسی طرح گلاب شاہ وارثی ساکن آگرہ کٹرہ مداری خاں کو یہ حکم ملا کہ کسی وقت آنکھیں نہ بند کرو شب و روز ایک نشست سے بیٹھے رہو اور ہمیشہ بیدار رہو اور جو کچھ خدا دکھائے دیکھو اور من کان فی هذه اعمیٰ فهو فی الآخرة اعمیٰ کے مصداق نہ

Marfat.com

ہو، چنانچہ چوالیس سال تک وہ سرکار وارث عالم نواز کا سچا فرماں بردار ایک پتھر کا تکیہ لگائے آنکھ کھولے اسی طرح بیٹھا رہا کہ گویا مجسمۂ حیرت ہوگیا جس کی ہیئت مجموعی سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ حق شناس حضرت احدیت کی قدرت کاملہ کا عجیب وغریب تماشہ دیکھ رہا ہے اور اسی حالت میں بالآخر وہ جاں نثار وارثی قید ہستی سے آزاد ہوکر جوار شاہد حقیقی کی سیر میں مصروف ہوا، یہ مجاہدہ اپنی نوعیت میں ایسا ہے کہ جس کی مثال نہ ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔

اس سے بھی زیادہ مشکل اور عجیب مجاہدہ خدا بخش شاہ وارثی کا ہے کہ جن کو وارث عالم نواز نے موضع بینڈ ضلع بارہ بنکی میں بستی کے باہر چند شرائط گوشہ نشینی کا حکم دیا تھا جن میں سے بعض احکام یہ تھے کہ اول تو بہت تنگ جگہ محدود فرما کر ارشاد ہوا کہ "اس کے باہر قدم نہ رکھنا" دوئم مکان کی رغبت نہ کرنا درخت کے نیچے زندگی بسر کرو سوم یہ شرط بہت دشوار تھی کہ حیوانات کے ساتھ ترک نباتات بھی لازم تھا اور نمک کا استعمال بھی منع تھا۔ سات برس تک اس فرمانبردار نے اس فرمان کی تعمیل کی اور اس طرح کہ جب زیادہ بھوک معلوم ہوتی تو پانی میں راکھ گھول کر پی لیتے مگر بعدہٗ شفقت وارث نے یہ کرم دکھایا کہ بغیر کسی تحریک کے ایک روز ارشاد فرمایا کہ "اس مقام میں جو نباتات خورد ہوں یا لال دانہ بلا طلب کوئی دے جائے تو بلا نمک کھالیا کرو" چنانچہ چھتیس سال تک ان کی خوراک اس جگہ کی گھاس رہی جس کو جوش دے کر پی لیا کرتے تھے۔ یا کبھی اگر لال دانہ اس جنگل میں دیکھا تو کھالیا کرتے تھے۔

گر غور کیا جائے تو یہ ایسے ناقابل برداشت مجاہدے ہیں جو قوت بشری سے باہر اور فطرت انسانی کے صریح خلاف ہیں مگر چونکہ کرانے والا قدرت رکھتا تھا اس لئے سب

Marfat.com

کچھ ہو سکتا تھا اور ہو سکتا ہے۔ ان اللہ علیٰ کل شیٍ قدیر۔ اس وارث عالم نواز نے دنیا
کو یہ تصدیق کرا دی کہ وہ وارث حقیقی اپنی تمامی مخلوق پر یکساں نوازش رکھتا ہے چنانچہ
اس وارث ارث مصطفوی و مرتضوی کے فیض سے بھی ہر مذہب و ملت کے افراد
یکساں و برابر فیض پاتے رہے۔ اور پا رہے ہیں۔ چنانچہ ہندو بھی ہزاروں اور لاکھوں
کی تعداد میں اسی طرح مستفیض ہوئے جس طرح مسلمان، بہار کے صوبہ کا یہ مشہور
واقعہ ہے کہ پنڈت چتر بھج سہائے بیدانتی و شاستری نے رجودر بھنگہ کے رئیس اور اپنی
قوم کے سردار تھے۔ حکیم یعقوب بیگ صاحب خیر آبادی کی زبان سے سرکار کا نام
نامی سُنا تو اس کا اثر یہ ہوا کہ مشتاقِ زیارت ہو گئے۔ جب جناب قبلۂ عالم کچھ روز
کے بعد بانکی پور تشریف لائے اور خان بہادر سید فضل امام صاحب کے مہمان ہوئے
تو پنڈت جی کی مع برادر زادہ جا کر حاضر ہوتے اور زبان سنسکرت میں دو اشلوک پڑھ
کر سنائے جس میں توحید باری تعالیٰ کا ذکر تھا سرکار والا جاہ نے فرمایا کہ "پنڈت جی
اس زبانی اقرار کے ساتھ تصدیق بالقلب کی ضرورت ہے جس کے بغیر یہ سب بے
نمک کا کھانا ہے اور بے سر کی تصویر ہے۔ تم نے بھگوت گیتا میں پڑھا ہوگا کہ کرشن جی
نے ارجن کو سمجھایا تھا کہ انسان کے دل سے دبدھا کا بدنما داغ اس وقت تک نہیں مٹتا
جب تک پریم کی لاگ سے برہم دھیان مکمل نہ ہو جائے" پنڈت جی نے عرض کیا کہ مہاتما جی
کالے کالے حروف تو کتابوں میں پڑھے ہیں مگر گوسائیں مہاراج تصدیق کا گرُ تو گرو دانچھر
ہے جس کا اب محتاج ہوں اور اسی واسطے آپ کے چرنوں میں سیس نوایا ہے۔ آپ
جگت گرو ہیں اور ان داتا ہیں۔ اس بھکاری کو بھی آپ کے در سے ٹکڑا مل جائے۔ سرکار
قبلۂ عالم کچھ محبت کی تعریف، محبت کی زبان میں فرما کر پنڈت جی سے

Marfat.com

فرمایا کہ اچھا پنڈت جی جاؤ پھر ملاقات ہوگی" پنڈت جی نے حکم کی تعمیل کی اور قدمبوس ہوکر کھڑے تو ہوگئے مگر ایسی حالت طاری ہوئی کہ مکیف ہوگئے اور اپنی پگڑی اتار کر پھینک دی اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر نہایت پر درد لہجہ میں چیخنے لگے "جے کنھیالال کی" اور بے ہوش ہوکر گر پڑے لوگ اٹھا کر دوسرے کمرہ میں لے گئے جب افاقہ ہوا تو پہلا جملہ زبان سے بے ساختگی میں یہ نکلا کہ میں بڑی بھول میں تھا آج معلوم ہوا کہ وہ نرنکار ہر گھٹ میں براج رہا ہے۔ اور اپنے نرالے روپ کا درشن دے رہا ہے۔ اسی روز پنڈت جی حلقۂ غلامی میں داخل ہوئے اور وارثی ہوگئے اور حسب الحکم ایک شغل خاص میں ہمہ وقت محو اور رات کے آخری حصہ میں ہمیشہ بیدار رہتے تھے اور نہ معلوم کیا کیا دیکھتے تھے،

علیٰ ہذا بابو تلک نرائن وکیل وارثی رئیس نواح مظفر پور جو آبائی مذہب پر پورا عبور رکھتے تھے اور اکثر حاضر خدمت ہوا کرتے تھے ان کے سامنے ایک ہندو داخل سلسلہ ہوا اور قبلۂ عالم نے اس کو حکم دیا کہ "ہر وقت اللہ اللہ کیا کرو" اور یہ بھی بتاکید ارشاد ہوا کہ "جھٹکے کا گوشت نہ کھانا اور خدا کی وحدانیت کا پورا یقین رکھو اور برہم پہچانو" جب وہ چلا گیا تو بابو تلک نرائن صاحب نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ یہ غلام جب سے غلامی میں داخل ہوا ہے تو حسب الحکم جھٹکے کے گوشت سے قطعی احتراز ہے اور خدا کی وحدانیت کا پورا یقین ہے مگر افسوس مجھ بدنصیب کو اس کا شعور نہیں کہ برہم کیونکر پہچانتے ہیں، جو طریقے ہماری جوگ کی کتابوں میں درج ہیں مجھ کو ان سے دلچسپی نہیں ہے کیونکہ میں تو صرف حضور کا تابع ہوں، سرکار والا جاہ نے فرمایا کہ "جو ذکر تم کرتے ہو وہی تمہارے لئے کافی ہے۔ اگر برہم پہچانو گے تو پھر زمینداری کا کام اور اہل و عیال کی نگرانی کیسے کرو گے" موصوف نے دست بستہ عرض کیا کہ آج سے زمینداری کا خیال بھی نہ کروں گا بلکہ

Marfat.com

اقرار کرتا ہوں کہ اب ریاست کا پانی پینا بھی حرام ہے سرکار نے فرمایا کہ "محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ایک صورت کو پکڑ لو وہی تمہارے ساتھ یہاں بھی رہے گی وہی مرتے وقت' وہی قبر میں اور وہی حشر میں ساتھ رہے گی المصداق "المرء مع من احبّ" -
تلک نرائن صاحب نے عرض کی کہ اس پرورش کے ساتھ توفیق بھی عنائت ہو تو سب کچھ ہے ورنہ میری کوشش سے کچھ نہیں ہو سکتا، بابو تلک نرائن کا یہ عجز حضور کو بہت پسند آیا اور مسکرا کر سینہ سے لگا لیا اور فرمایا کہ "محبت میں تکلیف نہیں ہے" اس وقت سے بابو تلک نرائن جملہ تعلقات دنیاوی سے دست بردار ہو گئے اور ایک باغ میں جو بطور مہمان سرائے تھا رہنا اختیار کیا اور حضور کے تصرف سے ہمہ وقت خود فراموش رہتے بجز ایک صورت کے دنیا فراموش ہو گئی تھی اکثر پکارنے سے بھی متوجہ نہیں ہوتے تھے اور کبھی شب میں یہ کیفیت ہوتی تھی کہ باغ کے درختوں سے بغل گیر ہو کر روتے تھے اور بہ آواز بلند کہتے تھے کہ ع

ہر لحظہ بشکل دگر آں یار بر آمد

اسی طرح سیاحت کرنال میں جب سرکار عالم پناہ حافظ عبدالقیوم صاحب وارثی کے مہمان تھے تو حافظ صاحب کی سفارش سے آپ نے رام سروپ امرتسری تاجر پشمینہ کو داخل سلسلہ فرمایا اور دائمی "اللہ" کے ذکر کا حکم دیا اور ارشاد ہوا کہ "برہم پہچانو" کچھ عرصہ بعد دیوی شریف حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے لباس میں صرف عربی وضع کا ایک کرتہ تھا دوسرے روز رخصت کے واسطے حکم ہوا کہ تم بغداد جاؤ اور منصور حلاج کے ڈھیر پہ جھاڑو دیا کرو۔

اور اسی طرح دیبی پرشاد وارثی سرپواستوا کی جب ہردوئی میں بیعت لی تو یہ حکم ہوا

Marfat.com

کہ "پتھر پوجو گے تو پتھر ہی دکھائی دے گا اور برہم پہچانو گے تو انوار الٰہی دیکھو گے" ایام میلہ میں حاضری پر خلعت فقر عنایت ہوا اور برہم شاہ خطاب ملا۔

علیٰ ہذا یہودی بھی حضور کے فیض سے محروم نہیں رہے سینکڑوں یہودی بھی حلقۂ غلامی میں داخل ہیں۔ چنانچہ فیضو شاہ وارثی خادم خاص بارگاہ وارثی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم لکھنؤ میں قیام پذیر تھے کہ گھوڑا گاڑی پر ایک مرد اور ایک عورت انگریزی لباس میں مٹھائی لئے ہوئے آئے اور مجھ سے کہا کہ حاجی بابا سے عرض کرو کہ ہم مدراس سے صرف مرید ہونے کے لئے آئے ہیں۔ میں نے جاکر کہا اور عرض کیا کہ میم صاحبہ اور ایک انگریز آیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ "بلالو" دونوں قدمبوس ہوئے اور میم صاحبہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ہم گنہگاروں کو اپنی غلامی میں قبول فرمائیے۔ حضور نے ان کو مرید کیا اور فرمایا کہ اس کا زبان سے اقرار کرو اور دل سے تصدیق کرو کہ جس طرح موسیٰ کلیم اللہ خدا کے کلیم تھے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) خدا کے حبیب ہیں اور جو چیزیں قرآن میں حرام اور ممنوع ہیں ان سے پرہیز کرنا اور جو فرض ہیں بجالانا اور جھوٹ نہ بولنا" پھر ایک تہبند دے کر رخصت کیا اور مجھ سے فرمایا کہ فیضو شاہ تم انگریز سمجھتے تھے یہ یہودی ہیں۔

اسی طرح التفات احمد صاحب وکیل نے راجہ دوست محمد صاحب وارثی تعلقہ دار موتہنہ ضلع سلطان پور سے بتلایا کہ ایک مرتبہ بمبئی میں بخیال تفریح میں دس بارہ روز ایک ہوٹل میں مقیم رہا اس دوران میں خرابیٔ جگر کی وجہ سے مجھ کو تپ آگئی تو علاج کے لئے وہاں کے مشہور ڈاکٹر مسٹر ہارن کو بلایا گیا، ڈاکٹر صاحب جو صورتاً یوریشین معلوم ہوتے تھے مگر جب انہوں نے "یا وارث" کہہ کر نبض دیکھی تو مجھ کو بہت حیرت ہوئی۔

Marfat.com

جب وہ نسخہ لکھ چکے تو میں نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ نے نبض دیکھتے وقت یا وارث
کیوں کہا، تو موصوف نے جواب دیا کہ یہ میرے مرشد کا نام ہے جو دشواری کے
وقت لیا کرتا ہوں۔ میں نے کہا کہ عیسائی کو پیری مریدی سے کیا مطلب، تب انہوں
نے مسکرا کر کہا کہ میں عیسائی نہیں ہوں میرا آبائی مذہب یہودی ہے مگر اب تو صرف
وارثی ہوں، میں نے کہا آپ کا نام تو انگریزی ہے تو انہوں نے بتلایا کہ اصل میں
میرا نام ہارمن ہے، لیکن جب میں ولایت میں پڑھتا تھا تو میرے کلاس فیلو میری
آواز موٹی ہونے کی وجہ سے مجھ کو "ہارن" کہنے لگے اور اسی نام سے مشہور ہو گیا
پھر میں نے کہا یہ تو بتلائیے کہ آپ مرید کب ہوئے۔ تب انہوں نے بتلایا کہ
میں ۱۸۸۲ء میں اجمیر شریف کے جنرل اسپتال میں انچارج تھا وہاں کے عرس
میں میں نے حاجی صاحب کو پایا تھا۔ پہلے میں مرید ہوا پھر میری بہن اور بی بی بچے
مرید ہوئے اور ۱۸۹۱ء میں سب کو لے کر دیوہ شریف گیا تھا اس وقت یہ حکم ملا
تھا کہ "نوکری چھوڑ دو اور خلق اللہ کو فائدہ پہنچاؤ خدا رزاق ہے تمہارا حصہ تم کو
ضرور ملے گا جب سے یہاں رہتا ہوں اور صبح و شام مریضوں کو مفت دوا تقسیم کرتا ہوں
اور بڑے آرام سے ہوں نوکری سے بہت زیادہ آمدنی ہے۔ غرض کہ اس قسم کی
صدہا روائتیں منقول ہیں چنانچہ

ایک مرتبہ حضور والا جاہ آگرہ میں حافظ گلاب شاہ وارثی کے مہمان تھے کہ
خادم نے آکر عرض کیا کہ ایک سن رسیدہ عرب زیارت کے مشتاق ہیں، آپ
نے فرمایا کہ "بلالو" جب وہ عرب صورت حاضر ہوئے تو پرجوش لہجہ میں "یا وارثی یا
مولائی" کہہ کر قدم بوس ہوئے، حضور نے فرمایا "این بلدک" (تمہارا شہر کونسا

Marfat.com

ہے، انہوں نے دست بستہ عرض کیا "اَنَا مِنْ قُوْتِ العَمَارَۃِ لِلبَلَادِ وَ البغداد شَرَّفَہَا اللّٰہ تعالیٰ" (میں قوت عمارہ کا باشندہ ہوں جو حوالی بغداد میں ہے)، ارشاد ہوا کہ مَا اِسْمُکَ " (تمہارا نام کیا ہے) عرض کیا "یوسف ابن سمعون المزدور" سرکار والا جاہ نے مسکرا کر سینہ سے لگالیا اور فرمایا کہ کَیْفَ اُمُّکَ (تمہاری ماں کیسی ہیں) آبدیدہ ہوکر جواب دیا کہ "مَاتت" (انکا انتقال ہوگیا) اور یہ بھی کہا کہ یہ سفر والدہ کے حکم سے کیا ہے کیونکہ مرحومہ نے یہ وصیت کی تھی کہ بغیر کسی دوسرے خیال کے صرف مرشد برحق کی قدمبوسی کی نیت سے ہندوستان جانا اور میری طرف سے عرض کردینا کہ آپ کی مشتاق زیارت مرگئی۔ پھر آپ نے حاضرین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ ہمارے پرانے یار ہیں جب ہم قوت کی سیر کو گئے تھے تو انہیں کے مکان میں ٹھہرے تھے اس وقت ان کی عمر کم تھی مگر ان کے باپ جو یہودیوں کے سردار اور حضرت عزیر علیٰ نبینا علیہ السلام کے مزار اقدس کے کلید بردار تھے انہوں نے ہماری بڑی خاطر کی تھی اور اپنے ساتھ اپنے خاندان کے مرد اور عورتوں کو مرید کرایا تھا، اور خود دنیا پر لات مار کر فقیر ہوگئے تھے۔

اسی طرح پارسی بھی قبلۂ عالم کے دست گرفتہ تھے مگر ہندوستان میں چونکہ ان کی آبادی محدود ہے اس لئے اسی نسبت تعدادی کے لحاظ سے بیشتر پارسی بھی حلقہ بگوش ہوئے چنانچہ مولانا ہدایت اللہ صاحب وارثی مدارسی جو مشہور ادیب، محدث اور ماہر صنعت زبان تھے اور جن کی قابلیت کا نام ارباب علم وفضل نے اعتراف کیا تھا وہ بلحاظ مذہب آبائی آتش پرست تھے اور چونکہ اپنے مذہب کے عالم تھے اس لئے پارسی اپنا مقتدا سمجھتے تھے۔

Marfat.com

علیٰ ہذا ڈاکٹر ذوسا بھائی جن کا بمبئی کے مشہور ڈاکٹروں میں شمار تھا ان کا بھی عجیب واقعہ ہے کہ موصوف ایک روز مع اپنی بہن کے دیوہ شریف حاضر ہوئے اور قدم بوسی کے بعد نہایت بے قرار حالت میں آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ ہم گنہگار ہرگز اس لائق نہ تھے کہ آپ کے مقدس دربار میں حاضری دیتے مگر آپ خوب واقف ہیں کہ ہم لوگ کیونکر آئے اور کس نے ہم کو یہاں پہنچایا اب استدعا یہ ہے کہ از راہ کرم اپنی غلامی میں قبول فرمالیجئے، حضور قبلۂ عالم نے دونوں کو استغفار پڑھا کر داخل سلسلہ فرمایا اور متبسم لب سے ارشاد فرمایا کہ "آتش پرستی کرچکے اب تمام عمر محبت کی آگ کا سامنا ہے جو غیر اللہ کے تعلق کو جلا دیتی ہے۔ دوسرے روز دونوں قدم بوسی کو حاضر ہوئے تو ڈاکٹر صاحب نے بکمال ادب عرض کیا کہ ہم کو کوئی ہدایت فرمائی جائے تو سرکار والا جاہ نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ "محبت کا تقاضا یہ ہے کہ دل ہر وقت یاد محبوب میں مصروف رہے اور ہاتھوں سے دنیا کا کام اس طرح کرو کہ دل کو ہاتھوں سے سروکار نہ ہو نہ ہاتھوں کو دل سے تعلق رہے اور اس کی تصدیق ہو کہ خدا ہر ایک تشبیہ و تمثیل سے مبرا واحد اور قدیم ہے۔ جاؤ خلق اللہ کو فائدہ پہنچاؤ" ڈاکٹر صاحب کی بہن نے عرض کیا کہ میرے پیارے رہنما میرے لئے کیا ارشاد ہے حکم ہوا کہ "بجز خدا کے کسی کو معبود نہ جانو اور تم ہر مہینہ کے وسط میں تین روزے رکھا کرو اور جس کو بھوکا دیکھو اس کو کھانا کھلاؤ اور جو پیاسا ہو اس کو پانی پلاؤ" یہ فرماکر رخصت کیا، موصوف سے اکثر لوگوں نے یہاں آنے کا سبب پوچھا مگر انہوں نے نہ بتایا اور اس راز کو راز ہی رکھا، صرف اتنا کہا کہ ہم لوگوں کی قسمت اچھی تھی جو نار سے گلزار میں آئے۔

اسی طرح عیسائی بھی حضور کی غلامی میں کثرت سے داخل ہوئے بیشتر توحید

Marfat.com

حضرت احدیت جل جلالہٗ کا بکمال صدق اقرار کر کے ظل حمایت میں پناہ گزین ہوئے اور اکثر بقدر استعداد محبت الٰہی کے جوش میں تاحیات خاموشی کے ساتھ اور بعض ہمہ تن مدہوش رہے۔

چنانچہ رومی شاہ وارثی جن کا آبائی مذہب عیسائی تھا اور نواح ترکستان کے باشندے تھے اور زیادہ تر زندگی کا حصہ ہندوستان میں گذارا اور چین کی سیاحت میں مانڈے میں انتقال فرمایا۔

اسی طرح ولایتی شاہ وارثی جرمنی جو ہندوستان میں بغرض تجارت آئے تھے لیکن عنایت ایزدی سے داخل سلسلہ ہو کر ایسا سودا کیا کہ دل تک بیچ ڈالا اور تارک الدنیا ہو گئے۔

علیٰ ہذا عبد اللہ شاہ وارثی بھی عیسائی تھے جن کا نام حضور کے مشہور فرقہ پوشوں کی فہرست میں ہے وہ اسم حق کا ذکر ایسے شد و مد کے ساتھ کرتے تھے کہ سامعین کے قلب پر اثر ہوتا تھا۔ چوبیس گھنٹہ میں ایک مرتبہ دن کو ستو کھاتے تھے۔ ہر سال حضور کی قدمبوسی کے لئے آتے تھے۔ مدراس کے کسی دیہات میں گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور تقریباً ۱۲۸۵ھ میں وہیں وصال ہوا۔

اسی طرح بے شمار عیسائیوں نے بھی سرکار عالم پناہ کی حلقہ بگوشی کے طفیل میں فیوض باطنی حاصل کئے اور دور آخر میں منجملہ ہزاروں ارادتمندوں کے ایک عیسائی کا واقعہ بہت مشہور ہے جو قریب قریب بیشتر کتب ہائے وارثیہ میں نقل ہوا ہے اور قبلہ وارث عالم نواز کی بے نظیر یادگار ہے۔ وہ مختصراً یوں ہے کہ آخر دسمبر ۱۹۰۴ء میں ایک یوروپین عیسائی جو نوجوان تھا وہ پیرس سے ایک مترجم کو ہمراہ لے کر دیوہ

Marfat.com

شریف آیا اور حاضر خدمت ہو کر تائب ہوا اور اقرار بیعت کیا، اور بہ ہزار عجز و نیاز استدعا کی کہ آپ کے توسط سے اپنی زندگی میں اور انہیں آنکھوں سے حقیقت صفات صمدیت سے آگاہی اور تجلی انوار احدیت کا مشاہدہ چاہتا ہوں۔ قبلۂ عالم نے بکمال شفقت اس کی تسکین اور تشفی فرمائی اور تبسم کے ساتھ اس طالب خدا کو سینہ سے لگا لیا اور بعض ایسے ہدایت آمیز کلمات بہ رموز و نکات ارشاد فرمائے جن کے اثرات روحانیہ سے وہ خوش نصیب جوش محبت سے مکیف اور فرط محبت سے آبدیدہ ہو گیا، بعدہٗ جب پھر شام کو بغرض قدمبوسی حاضر خدمت ہوا تو حضور نے مترجم سے فرمایا کہ "ان کو سمجھا دو کہ "محبت خدا کی قیمت روپیہ اور اشرفیوں سے نہیں ادا ہوتی۔ جو شخص اپنی عافیت چھوڑتا ہے اس کو خدا ملتا ہے اور اگر تصدیق ہو تو ہر شے میں اس کا جلوہ نظر آتا ہے" پھر دوسرے روز قبلۂ عالم نے بعد ظہر اس کو بلا کر شیرینی اور نصف تہبند مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ "جاؤ ایک صورت پکڑ لو وہی تمہارے ساتھ رہے گی" خادموں نے اس خداشناس عیسائی کا مترجم سے نام پوچھا تو معلوم ہوا کہ اس خوش نصیب کا نام "کونٹ گلارزا" ہے اور امرائے اسپین کے ایک ممتاز خاندان کا رکن ہے بڑے دولت مند کا بیٹا ہے علوم مذہبی اور دیگر فنون و علوم کا بے مثل ماہر ہے۔ مسٹر احتشام علی صاحب وارثی متوطن شہرام جو بیرسٹری کا امتحان دینے ولایت گئے تھے ان کی زبان سے سرکار والا جاہ کا نام سن کر مشتاق زیارت ہوا اور بالآخر دیوہ شریف حاضر ہوا اور صرف ایک شب آستانۂ وارثی پر قیام کر کے وہ دولت لے گیا جو برسوں کے مجاہدات سے حاصل نہیں ہوئی۔ موصوف کے انکشاف صحیحہ و صفائے باطن کا اظہار اس خط سے بخوبی ہوتا ہے جو مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۰۵ء کے آخری حصہ میں مترجم کی معرفت جناب اوگھٹ شاہ صاحب وارثی کو لکھا ہے اور جس

Marfat.com

ہیں عزۂ صفر کے واقعات جو دیوہ شریف میں وقوع پذیر ہوئے وہ پیرس سے لکھ رہا ہے گویا وہ پیرس میں بیٹھا دیوہ شریف کے حالات دیکھ رہا ہے اور عزۂ صفر میں سرکار عالم پناہ کے وصال کے واقعات حرف بحرف بیان کر رہا ہے۔ موصوف کے اس خط کا ترجمہ یہ ہے۔

میں آپ سے معانقہ کرتا ہوں کہ اپنے ولی کے حضور میں، میں نے ان کو دیکھا کہ وہ دوسرے عالم میں جا رہے ہیں اور موت کے قریب انھوں نے اپنے وعدہ اور میری خواہش کو پورا کر دیا اور مجھکو اپنے تلب سے توام کیا۔

اس واقعہ اور کمالِ روحانیت پر نظر ڈالتے ہوئے اگر یہ کہا جائے کہ یہ فیض ایسا ممتاز اور جلیل القدر فیض ہے جس کو اگر تمامی فیوض کا جامع کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔
علاوہ ازیں موصوف کے اور بھی خطوط ایسے ہیں جن سے ان کی قلبی حالت کا پتہ چلتا ہے۔ جو دیگر کتب ہائے وارثیہ میں زبان انگریزی میں مع ترجمہ شائع ہوئے ہیں۔

بہر صورت حضور قبلۂ عالم کے عجیب و غریب اثراتِ نادرہ اور فیضان وارثی کے ان جلیل القدر برکات کا بخوبی اندازہ کرنا بالکل غیر ممکن ہے کہ جنھوں نے ہر مذہب و ملت کے طالبان کو عام طور پر عند اللہ ایسا مستفیض فرمایا کہ خاندانی گم کردہ راہوں کا خداشناس بندوں میں شمار ہو گیا اور اس وقت بھی بے شمار بندگانِ خدا بلا تفریق مذہب و ملت فیضان وارثی سے مستفیض ہو رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے اور یہ فیض عام اسی طرح جاری رہے گا۔

Marfat.com

خرقِ عادت

یا

کرامات

حقیقتاً کرامات وہ عجیب واقعات کہلاتے ہیں جو اکثر اولیاء اللہ کے ذریعہ قدرت کی تصدیق کے لئے رونما ہوتے ہیں جن سے اہل دنیا کو اللہ اور اہل اللہ کی تصدیق ہوجاتی ہے مگر چونکہ حضور قبلۂ عالم کی ہر ادا ہر اشارہ۔ رفتار۔ گفتار نشست برخاست غرض کہ سب کچھ کرامت ہی کرامت تھی اس لئے یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ حضور قبلۂ عالم مجسمہ کرامت تھے اور کرامت آپ کے خرقِ عادت کا ادنیٰ اعجاز تھا۔

دیکھنے والوں نے حضور دلوث پاک کو ہر وقت سراپا کرامات پایا۔ ہر ادا اور حرکت سے عجیب و غریب کمالات کا اظہار ہوتا تھا جن کا نہ تو شمار کیا جاسکتا ہے نہ تحریر میں لایا جاسکتا ہے مگر ناظرین کی دلجمعی اور تصدیق کے لئے مختصراً چند مخصوص اور مشہور عام و مصدقہ واقعات نقل کئے جاتے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم سیر و سیاحت فرماتے گنج مرادآباد رونق افروز ہوئے وہاں مولانا فضل الرحمن علیہ الرحمۃ جو عالم باعمل اور کاملینِ زمانہ میں فرد شمار کئے جاتے تھے موجود تھے حضور والا مولانا موصوف کے جائے قیام پر ملاقات کے لئے

Marfat.com

تشریف لے گئے مولانا موصوف نے بعد ملاقات کمال غلو، شریعت سے بخوف و خطر فرمایا اور دریافت کیا کہ آپ اُس شخص کے متعلق کیا کہتے ہیں جو عمداً نماز ترک کرے حالانکہ حدیث میں موجود ہے کہ "مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ" ماسوا اس کے اور بہت سی حدیثیں پیش کیں حتیٰ کہ غایت تعصب مذہبی میں تہذیب سے بلبر ہو گئے اور حضور کی شان میں ناشائستگی تک پہنچ گئے تو حضور والا نے بجائے کچھ جواب دینے کے مولانا موصوف کا ہاتھ پکڑ لیا اور حجرہ میں تشریف لے گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد جب دونوں بزرگ تشریف لائے تو حضور تو رخصت ہو کر چلے آئے مگر مولانا موصوف کا عجیب عالم تھا زار زار رو رہے تھے اور ان پر مُہرِ خاموشی لگی تھی۔ تمام مریدین صورت حال سے سخت پریشان ہو گئے مگر کسی کو جرأت استفسار حال کی نہ تھی۔

کچھ دیر بعد جب مولانا موصوف کی طبیعت کو پرسکون دیکھا تو خصوصی مریدین دریافت حال کے لئے بضد ہوئے۔ خصوصاً مولوی محمد عمر صاحب بلند شہری نے (جو مولانا موصوف کے ممتاز مریدوں میں تھے اور جنھوں نے اس واقعہ کو عظیم آباد کے قلعہ میں جناب نور اللہ شاہ صاحب خلیفہ سلیمان چشتی رحمۃ اللہ علیہ و جناب شاہ فضل اللہ صاحب خلیفہ آخون صاحب سوات نقیری علیہ الرحمۃ کے روبرو جبکہ مولوی شرف الدین صاحب بیرسٹر و نیز سید عبداللہ شاہ وارثی موجود تھے بیان کیا تھا) باصرار تمام عرض کیا کہ اسرار سے ہم ارادت مندوں کو بھی مطلع کیا جائے۔ تب مولانا موصوف نے بیان کیا کہ کیا کہوں جناب حاجی صاحب مجھے اپنے ساتھ خانہ کعبہ لے گئے اور وہاں اپنے ساتھ نماز پڑھائی اور میری منزل اور میری نیکی بدی کا اعمال نامہ دکھایا۔ اس لئے خبردار کوئی شخص حاجی صاحب کے خلاف شان کچھ نہ کہے ورنہ عاقبت بخیر نہ ہوگی۔ چونکہ یہ واقعہ مولوی ابوالنصر محمد عمر

Marfat.com

صـ ـرنا نے جلسۂ عام میں بیان کیا تھا اس لئے حاضرین بکیف ہو گئے
اور جناب نور اللہ شاہ صاحب تو لحن میں گانے لگے۔ وارث علی وارث علی۔
کھول دے دل کی کلی۔ وارث علی وارث علی۔"

نقل ہے۔ دوسری مرتبہ جو مولانا موصوف سے ملاقات ہوئی تو ایک دوسرے مولوی صاحب بھی مولانا موصوف کے ہمراہ تھے۔ ان دونوں مولانا صاحبان پر کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ نماز مغرب قضا ہو گئی۔ جب مولانا کو خیال آیا تو حضور قبلۂ عالم نے ہنس کر فرمایا کہ "اس کا گناہ میرے ذمہ۔ قضا پڑھ لیجئے گا۔"

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم کو پیادہ روی میں معہ خادمان دریائے گھاگھرا کے پار اوترنا تھا۔ عرصہ تک کنارہ پر کشتی کا انتظار کرنا پڑا۔ میر بحر داروغہ غلام حسین غیر حاضر تھے اس لئے ملاحوں نے کشتی لانے میں تساہلی کی۔ کہ یکایک حضور نے فرمایا کہ "آؤ اس گھاٹ سے اوتر چلیں جہاں آب ہے"۔ کسی کو مجال تکرار نہ تھی اور حضور بلا تکلف اس دریائے ذخار میں اوتر گئے اور نہایت آسانی سے پار ہو گئے اور پانی قریب زانو سے زائد نہ ہوا۔

نقل ہے کہ بمقام گدیہ میں ایک شخص کا لڑکا مر گیا تھا ناگہاں حضور والا اسی کے مکان کی طرف سے گذرے لڑکے کی عقیدت آگیں ماں نے اس بچہ کو جو مُردہ تھا لے جاکر قدموں پر ڈال دیا اور زاری کرنے لگی حضور نے متاثر ہو کر فرمایا کہ "کیوں روتی ہے یہ تو زندہ ہے یہ تو زندہ ہے" اتنے میں لڑکا رونے لگا ماں و باپ دونوں نہال ہو گئے۔

نقل ہے۔ کہ ایک دن حضور بمقام ردولی شریف کسی زنانخانہ میں قیام پذیر

Marfat.com

تھے کہ یکایک دیکھا کہ مکان میں چیونٹیاں نکلنا شروع ہوئیں اور یہاں تک نکلیں اور کثرت ہوئیں کہ تمام چھت۔ فرش اور دیواریں غرض کہ ہر جگہ چونٹیاں ہی چونٹیاں نظر آتی تھیں۔ عورتیں یہ حال دیکھ کر گھبرا گئیں اور رو رو کر عرض کرنے لگیں کہ میاں چونٹیوں سے پناہ نہیں۔ قبلۂ عالم مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ "کہاں ہیں کہاں ہیں" ابھی یہ جملہ ناتمام تھا کہ تمام چیونٹیاں غائب تھیں۔ بعد اُس کے ایک قسم کے پرند جس کو شیاما کہتے ہیں آنا شروع ہوگئیں اور ہزاروں کی تعداد میں آ آ کر حضور کے بدن مبارک پر گرنے لگیں اور حد سے زیادہ چہکنے لگیں کہ تماشا معلوم ہوتا تھا۔ کسی نے کہدیا حضور یہ کیا کھیل ہے۔ بس ایک چڑیا نہ تھی۔ اور حضور نے ہنس کر ٹال دیا۔

نقل ہے کہ ایک شخص نے بہت سے لال پالے تھے، کمالِ شوق کی وجہ سے پنجرے میں ایسی معقول تدبیر بنا رکھی تھی کہ جب دوسرے لال آئیں تو پنجرے سے نہ نکل سکیں۔ حضور قبلۂ عالم دوپہر کو اُس طرف پہنچ گئے جہاں وہ لالوں کا پنجرہ ٹنگا تھا۔ حضور نے بغور لالوں کا ملاحظہ فرمایا اور پنجرہ کو نیچے اوتار کر سب کو پانی پلایا۔ صاحب خانہ (جو حضور کا ارادت مند تھا بلکہ حضور اسی کے گھر میں قیام پذیر تھے) دور سے کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ حضور نے دفعتاً پنجرے کی تیلی کھولدی اور وہ سب لال جو قریب ڈیڑھ سو کے تھے پھر سے اڑ گئے۔ صاحب خانہ نے گھبرا کر عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا کیا، میری ساری محنت برباد گئی تو حضور نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "تم کو افسوس ہے تو لال ابھی دور نہ گئے ہوں گے چاہو تو پکڑ لو" صاحب خانہ نے عرض کی کہ حضور اب وہ کہاں ہاتھ آتے ہیں، یہ سُن کر حضور نے فرمایا کہ "تم نے کیا کہا" یہ جملہ ابھی ناتمام تھا کہ وہ سب

Marfat.com

لاں آکر موجود ہوگئے اور حضور کے جسم مبارک سے لپٹ گئے۔ حضور بار بار فرماتے تھے کہ "لو اب پکڑلو" صاحب خانہ کیمعت ہوگئے اور عرض کی کہ جب حضور ہی نے اُن کو آزاد کردیا تو پھر میں کیوں قید کروں۔

نقل ہے کہ ایک مرید کمال شوق زیارت میں حاضری کے لئے روانہ ہوجانے کے باعث راستہ بھول گیا۔ اور ایک دریا کے کنارے پر پہنچا۔ اندھیری رات میں پار اُترنے کی کوئی سبیل نظر نہ آتی تھی۔ انتہائی پریشان تھا کہ یکایک کسی کے پکارنے کی آواز آئی۔ جب وہ اُس آواز کی طرف گیا تو اُس کو ایک بارہ برس کا لڑکا دکھائی دیا اُس لڑکے نے کہا کہ تم اُس پار جانے کو پریشان ہو، آؤ میں تم کو ایک راستہ بتادوں جو پایاب ہے اور کسی کو معلوم نہیں ہے تم میرے ساتھ چلے آؤ۔ اس شخص نے اُس لڑکے کے پیچھے پیچھے راہ پکڑی اور دریا کے پار ہوگیا۔ لڑکا نظروں سے غائب ہوگیا۔ جب وہ شخص سرکار میں حاضر ہوا تو قبلہ عالم نے حالاتِ سفر دریافت کئے وہ بیان کرنا ہی چاہتا تھا کہ حضور نے فرمایا کہ "کہو وہ لڑکا کتنا چالاک تھا" اُس شخص کو پہلے تو کچھ سکوت سا ہوگیا۔ بعدہٗ بے ساختگی میں کہہ اُٹھا کہ حضور ہی تھے، آپ ہنس کر چپ ہوگئے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سیاحتِ عرب میں ایک قاضی القضات جو اپنے کو متشرع سمجھتے تھے۔ ملاقات کو آئے اور اعتراض کے لہجہ میں طنزیہ گفتگو کرنے لگے۔ حضور نے متبسم ہوکر فرمایا کہ "شریعت کو شارع زیادہ جانتا ہے" دوسرے روز جناب قاضی جی کے ہاتھ میں انگوری شراب تھی اور زبان سے "قَدْ اَفْتَحَ لِیْ" وجد میں کہتے نکلے۔ لوگوں نے بہت برا کہا مگر ان کو ایسے پکے گھڑے کی چڑھی تھی کہ یہی کہتے ہوئے مرگئے۔

نقل ہے کہ جب حضور والا قبلہ عالم کلکتہ سے بمبئی کے دورۂ سیاحت میں مشغول تھے اور

Marfat.com

پیادہ پا مختلف دیار و امصار میں سفر فرمارہے تھے تو ہر جگہ ایسے ایسے عجیب و غریب واقعات رونما ہوتے رہے کہ جس سے حضور کی سیادت پنجتنی اور کمالاتِ باطنی کی شان خصوصی نظر آتی ہے۔ چنانچہ کلکتہ اور بنگلور کے درمیان جس راستہ سے حضور والا کا گذر ہوا وہ ہولناک صحرا تھا اور اُس صحرا میں ایک گروہ قزاقوں کا آباد تھا جو چار بھائی تھے اور قومِ ہنود میں سورج بنس چھتری تھے اور خاندانی پیشہ ور تھے چنانچہ حسبِ عادت مسافر سمجھ کر سرکار والا جاہ سے بھی دوچار ہوئے۔ مگر یہ عجیب بات ہوئی کہ معاملہ بالکل برعکس ہوگیا ہمیشہ وہ مسافروں کو لوٹا کرتے تھے مگر حضور قبلۂ عالم سے دوچار ہوتے ہی خود محبت کا شکار ہوگئے اور اپنا سب کچھ حضور پر لٹا کر اور آبائی پیشہ سے تائب ہوکر غلامی میں داخل ہوگئے سرکار نے چاروں کے نام عبدالرحمٰن۔ عبدالرزاق۔ عبدالواحد۔ اور عبداللہ۔ رکھا اور اپنے ہمراہ لے کر جانب بنگلور روانہ ہوئے۔

بنگلور۔ اہلِ ہنود کی پُر فضا بستی تھی جو برناتھ جوگی (جو اپنے وقت کا زبردست جادوگر تھا) کے زیر اثر تھی اور برناتھ جوگی کے چیلے اُس بستی کے کارکن تھے۔ برناتھ جوگی کی ماں نے (جو ایک زبردست ساحرہ تھی اور علوم نجوم میں بھی کافی دسترس رکھتی تھی) اپنے بیٹے کو پہلے سے مطلع کردیا تھا کہ کسی وقت ایک صاحب کمال فقیر مع چار چیلوں کے بنگلور میں آئے گا اور سب کو مسلمان بنالے گا۔ اس خبر سے خبردار ہونے کی وجہ سے برناتھ جوگی نے اپنے چیلوں کو خبردار کر رکھا تھا اور حلیہ بتاکر حکم دیا تھا کہ جس وقت بھی اس حلیہ کا فقیر مع چار چیلوں کے بنگلور میں وارد ہو فوراً گرفتار کرکے میرے پاس روانہ کرنا۔ برناتھ جوگی خود بنگلور سے دو سو میل فاصلہ پر مقام کوہ

Marfat.com

بھیروں گری پر رہتا تھا۔ جس وقت حضورؒ قبلۂ عالم معہ ہمراہیان بنگلور پہنچے تو انھیں جوگیوں کے مندر میں جو نہایت عالی شان اور پُرفضا مقام پر تھا۔ قیام کیا۔

مندر کے نگران چیلوں نے حضور کی تشریف آوری و بیباختگی و نیز تمامی حُلیہ سے پہچان لیا کہ ضرور یہ وہی فقیر ہے کہ جس کی خبر گرو برناتھ نے پہلے سے ہم کو دے رکھی ہے چنانچہ اُنھوں نے فوراً اپنی جماعت کو مطلع کیا اور سب متفقہ طور پر حضور کو شناخت کرکے اپنے گرو کی تعلیم کے مطابق حکم کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ خوشامد درآمد درشتی و سختی سے لاجواب ہوکر سحر ساحری سے مسحور کرنے کی کوشش کرنے لگے مگر بہرصورت ناکام اور عاجز ہو گئے تو اپنے گُرو برناتھ کو خبر کی کہ وہ فقیر جس کے متعلق ہم لوگوں کو گرفتاری کا حکم تھا معہ چار چیلوں کے یہاں آگیا ہے اور ہمارے ہی مندر میں مقیم ہے ہم لوگوں نے اُس پر قبضہ پانے کی انتہائی کوشش کی مگر اس پر کسی قسم کا جادو، منتر اثر نہیں کرتا اس لئے آپ خود آکر گرفتار کریں۔ اِدھر تو جب تک اُس کو خبر پہنچے اور برناتھ جوگی بنگلور آنے کی تیاری کرے۔ بنگلور کی دنیا میں انقلاب آنا شروع ہوگیا اور مجسمۂ عشق و حسن کی کارفرمائیاں ساحروں کو مسحور کرنے لگیں۔ جس کی نظر روئے انور پر پڑتی تو نہ معلوم کون سا جلوہ نظر آتا تھا کہ ہر شخص بیتابانہ پروانہ وار قربان ہو ہو کر قدموں پر سر جھکا رہا تھا اور تصدیق کے ساتھ حلقۂ غلامی میں داخل ہو رہا تھا حتیٰ کہ بجز برناتھ جوگی کے چیلوں کے تمام اہلِ بستی مسلمان ہو گئے۔ اس وقت حضور نے اپنے ہمراہیان و جملہ غلامان بنگلور کو حکم دیا کہ بُت خانے ڈھادو اور عبادت خانے بنا ڈالو۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کی گئی۔ مندروں میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی۔ کلمۂ حق لوگوں کی زبانوں پر جاری ہوگیا گویا اُس بستی کی

Marfat.com

دنیا ہی بدل گئی۔

یکایک برناتھ جوگی اپنے تمامی حربہ ہائے سحر سے آراستہ ہوکر غول شیاطین کے ساتھ اپنی طاقت کے شعبدے دکھاتا ہوا بنگلور پہنچا۔ بستی کی یہ بدلی ہوئی حالت دیکھ کر نہایت غضب کے ساتھ اپنے چیلوں کو لعنت ملامت کی اور پھر سب کی معیت میں اپنی سحر سامری کا زور دکھانے لگا۔ سرکار عالم پناہ نے نہ معلوم کس نظر سے ان جادو کے تماشوں کی طرف توجہ فرمائی کہ ایک دم میں تمام سحر سامری درہم وبرہم ہوگیا۔ شیطانوں میں العیاذ اور بیرون میں الامان کا شور بلند ہوگیا۔ اور اس کے چیلے توبہ تلاّ چلاّ چلاّ کر اپنی غلطیوں پر ندامت کا اظہار کرنے لگے۔ حتیٰ کہ حضور کے قدموں پر گر گر کر مسلمان ہوگئے۔

برناتھ جوگی یہ صورت دیکھ کر زیادہ غضب ناک ہوا اور اپنا آخری حربہ لے کر مقابل ہوا۔ یہ مقابلہ اپنے وقت میں بے نظیر تھا کیونکہ ادھر تو برناتھ جوگی نے اپنی دلی حکومت سے جادو کی طاقت دکھائی اُدھر کرم والے نے اپنی کرم نمائی سے چشم اُلفت کی بجلی گرائی آنکھ چار ہوتے ہی جھومنے لگا اور بالآخر بیہوش ہوکر گرا۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو ایسا ہوش آیا کہ قبلۂ عالم کے قدموں پر سر رکھا ہوا تھا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور زبانِ حال سے یوں کہہ رہا تھا۔ ع

من نہ دیدم جز تو دیگر دلبرے

حضور والا نے دستِ شفقت اُس کے سر پر پھیرا اور فرمایا کہ "اچھا اب تم بھی مسلمان ہوجاؤ" چنانچہ اس جملہ کا یہ اثر ہوا کہ فوراً داخل سلسلہ ہوکر مسلمان ہوگیا اور حضور نے لباس فقیری عنایت فرما کر دیدار شاہ کا خطاب دیا اور وہیں رہنے کا حکم دیا۔ ساتھ ہی

Marfat.com

عبدالرحمٰن وعبدالرزاق کو فیض باطنی سے حافظ قرآن بنا دیا اور حکم دیا کہ تم دونوں یہیں رہو اور اپنے سب بھائیوں کو قرآن کی تعلیم دو اور جملہ حلقہ بگوشان کو بُلا کر ارشاد فرمایا کہ "جس نے ہمارے فقیر کو خوش رکھا اُس نے مجھ کو خوش رکھا اور جس نے ہمارے فقیر کو رنج دیا اُس نے بلاشبہ ہم کو رنج دیا۔ بعدہٗ عبدالواحد و عبداللہ کو اپنے ہمراہ لے کر بنگلور سے سوئے نہرآباد گامزن ہوئے۔

نہرآباد۔ منقول از مولوی مصاحب علی صاحب بنگالی۔ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور قبلۂ عالم نہرآباد تشریف لائے اُس وقت میں خوش قسمتی سے نہرآباد میں موجود تھا میں نے دیکھا کہ شیخ بدرالدین صاحب بیرسٹر کے مکان پر جم غفیر جمع ہو رہا ہے تو میں نے دریافت کیا کہ اس قدر مجمع کیوں جمع ہو رہا ہے تو لوگوں نے بتلایا کہ جناب پیشوائے برحق وارثِ عالم نواز رونق افروز ہوئے ہیں اور مجمع پیشوائی کے لئے جمع ہو رہا ہے چنانچہ میں بھی بدرالدین صاحب کے ہمراہ معہ مجمع استقبال کو روانہ ہوا اور حضور والا تشریف لاکر بدرالدین صاحب بیرسٹر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ عوام پروانہ وار اپنی عقیدتمندی کا اظہار کر رہے تھے اور بیشتر داخلِ سلسلہ ہو ہو کر دولتِ کونین حاصل کر رہے تھے۔ اسی اثناء میں ایک روز مولوی محمد حسین صاحب نامی جو ملک تھر کے باشندے تھے اور علم کتاب پر نازاں ہونے کے باعث فقیروں اور درویشوں سے انتہائی بدعقیدہ اور دریدہ دہنی میں مشہور تھے۔ خدمت عالی میں حاضر ہوئے۔ مجمع کی دیوانگی اور قبلۂ عالم کی کرم نمائی دیکھ کر مبہوت ہو گئے۔ کچھ دیر بعد سرکار والا جاہ خود مولوی صاحب کی جانب مخاطب ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ "آپ بھی کچھ دل کی کیفیت بیان کیجئے"، مولوی صاحب بزعم خاص نکاتِ شریعت اس طرح اظہار فرمانے لگے جس میں اعتراضات والزامات عائد ہو جائیں۔

Marfat.com

سرکارِ والاجاہ نے بظاہر تو مولوی صاحب کی ان گستاخیوں کا کوئی جواب نہ دیا مگر دفعتاً کھڑے ہوگئے اور وہاں سے قصبہ کے باہر کی طرف روانہ ہوئے کچھ موجودہ مجمع بھی معہ مولوی صاحب ہمراہ ہوگیا۔

حضور والاجاہ قصبہ سے باہر ایک تالاب جو نیر ساگر کے نام سے مشہور تھا اور اُس کے جنوب میں ایک مولسری کا درخت بہت بڑا تھا وہاں پہنچے۔ سب نے دیکھا کہ اُس درخت کے نیچے ایک نورانی مجلس جمع ہے۔ ہر شخص اُس مجلس کا نہایت صاحبِ جمال وکمال و غیر مانوس تھا۔ فرش کی جگہ بہترین قسم کی جا نمازیں معہ مصلئے امامت بچیس[۲۵] تھیں۔ تمام مجمع اس عالم کو دیکھ کر حیرت زدہ خاموش تھا۔ حضور کے پہنچتے ہی صاحبانِ مجلس نے کھڑے ہوکر حضور کی تعظیم کی۔ قبلۂ عالم مصلئے امامت پر رونق افروز ہوئے تمامی بزرگان مجلس بصورت مقتدیان صف بندی کرنے لگے اور ایک بزرگ نے اعلان کیا کہ یہ نماز دل خدا ہے جس کو دیدار خدا مطلوب ہو وہ اس میں شریک ہو، مولوی صاحب بھی مدہوشی کے عالم میں شریک ہوگئے۔ نماز شروع ہوئی مولوی صاحب کا بیان ہے کہ پہلی رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ حضور نے بسنت شروع کر دیا اور سب مقتدی بے ہوش ہوگئے۔ بعدہٗ پھر جو ہوش آیا تو دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ سُنی اور حضور نے ہولی شروع کر دی تمام مقتدی پھر کسی دوسرے عالم میں پہونچ گئے۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی۔ نماز ختم ہونے پر سب کو ہوش آیا تو دیکھا کہ درخت کی تمام ڈالیاں وجد میں ہیں اور مائل بہ زمین ہوکر سربسجود ہوگئی ہیں۔ اور ہر برگ زہر پتہ سے لحن داؤدی میں "حق وارث" کا ترانہ گایا جا رہا ہے۔ مولوی صاحب سرکارِ عالم نواز کے گرد گھوم گھوم کر طواف کر رہے تھے اور قدموں کو چوم چوم کر کہہ رہے تھے:۔

Marfat.com

؎ در سراپردۂ دل یوسفِ خودرا دیدم
بختِ بیدار شد و خوابِ زلیخا دیدم

قبلۂ عالم نے مولوی صاحب کو حکم دیا کہ تم کوہِ حیات پر دادا حیات قلندر قدس سرہٗ کے مزار کی بارہ سال خدمت کرنے کے بعد دوسری ذی الحجہ تک کعبہ شریف پہنچ جانا وہیں ہم تم کو مل جائیں گے۔ مولوی صاحب اُسی وقت حکم پاتے ہی روانہ ہو گئے اور حضور واپس تشریف لاکر بدرالدین صاحب کے مکان پر رونق افروز ہوئے۔

ایفائے وعدہ۔ یوں تو بدرالدین صاحب کے مکان پر ہر وقت ارادت مندوں کا اژدہام رہتا تھا منجملہ ازاں اُسی بستی میں ایک ضعیفہ امامن نامی بھی رہتی تھی جس کو حضور نے عالم رویا میں مرید فرمایا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ ہم کسی وقت تیرے یہاں آئیں گے۔ امامن کے صرف ایک لڑکا تھا جو کمسنی میں انتقال کر گیا تھا۔ امامن نے ارمان کی وجہ سے اپنے لڑکے کی شادی بھی کر دی تھی اور ایک دس برس کی عمر کی لڑکی بیاہ لائی تھی۔ جو شادی کے ایک سال بعد بیوہ ہوگئی تھی اور سرکار والا جاہ نے امامن کی دستگیری اور تشفی کے ساتھ اسی موقع پر اُس کمسن اور بیوہ پر بھی ایسی چشم عنایت کی اور کچھ اس طرح غلامی میں داخل فرمایا کہ اُسی کمسنی کی عمر سے سرکار کی شیفتہ و فریفتہ ہوکر تمام دنیا سے بیگانہ ہوگئی ہمہ وقت تصور وارث عالم نواز میں بکیف۔ حتیٰ کہ اپنی جوانی بھی وارث کی محبت میں قربان کر دی۔ امامن وارثیہ اپنی بہو وارثیہ کے ہمراہ چرخہ کات کر سوت فروخت کرتی تھی اور دونوں کے لیے یہی گزارہ کا ذریعہ تھا۔

جب سرکار عالم پناہ کی تشریف آوری کا نہرآباد میں چرچا ہوا تو امامن بھی زلیخا اور اپنے یوسف کی تلاش میں نکلی اور بدرالدین صاحب کے مکان پر پہنچی۔ دیکھتے ہی اپنے وارث کو

Marfat.com

پہچان گئی اور سرکار والا جاہ نے بھی نہایت شفقت سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "اماں من تم آ گئیں" اماں من فرطِ محبت سے بے اختیار ہو گئی اور قدموں پہ نثار ہو ہو کر عرض کرنے لگی کہ حضور اب اپنا وعدہ پورا فرمائیے اور غریب کی جھونپڑی کو بھی اپنے قدموں سے زینت بخشئے۔ حضور نے بھی اماں من کی استدعا کو حسب وعدہ قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ "اچھا کل تمھارے یہاں آئیں گے" اماں من یہ مژدۂ جاں فزا سن کر خوشی سے مکیف ہو گئی اور بے اختیارانہ انداز میں گھر پہنچی اور بہو کو خوش خبری سنائی کہ کل حضور قبلۂ عالم ہم لوگوں کی عزت افزائی فرمانے کے لئے ہماری جھونپڑی میں تشریف لائیں گے ساتھ ہی یہ خیال بھی ظاہر کیا کہ ایک فکر یہ ضرور ہے کہ حضور کی دعوت کا سامان ہماری بیچارگی اور محتاجی میں حسب دلخواہ نہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر بہو بھی کچھ ملول خاطر نظر آئی مگر پھر کسی غیر معمولی بھروسے پر شادکام نظر آئی اور جواب دیا کہ ہماری غریبی اور محتاجی تو اظہر من الشمس ہے جب سرکار نے ہم غریبوں کی استدعائے دعوت قبول فرما کر ہماری اس جھونپڑی کو عزت بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے تو یقین جانو کہ سامانِ دعوت کے انتظام میں بھی خود ہی انتظام فرما کر ہماری لاج رکھیں گے۔ تم کچھ فکر نہ کرو کیونکہ ہم لاوارثوں کے وہی وارث ہیں۔

چنانچہ شب کو جب اماں من کی بہو سامانِ دعوت کی خیالی دنیا میں مصروفِ کار تھی اور سرکار والا جاہ کے تصور سے اپنی آرزوؤں کا اظہار کر رہی تھی کہ اسی عالم میں کیا دیکھتی ہے کہ قبلۂ عالم تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ "ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم" (جس نے اللہ پر بھروسہ کیا۔ بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے) اور فرمایا کہ "تم ایک حجرۂ پاک وصاف کر کے اللہ کے نام پر بند کر دو اور جس چیز کی ضرورت ہو اپنے حسب دلخواہ وہاں سے لے لو" یہ حکم فرما کر رخصت ہو گئے

Marfat.com

اور وہ وارثیہ یکایک اپنی خیالی دنیا سے ہوش میں آگئی اور سرکار کے حکم کے مطابق فوراً ایک حجرہ درست کر کے اور "یا وارث" کہہ کر بند کر دیا۔

صبح کو وہ ضعیفہ فرش فروش و نیز دیگر سامانِ ضروری کے لئے انتہائی پریشان تھی کہ بہو نے کہا کہ اے مادرِ مہربان تم کیوں اور کس لئے پریشان ہو ہر قسم کا سامانِ مہمانداری سرکار کے صدقے میں مہیا ہے یہ کہہ کر ضعیفہ کو ہمراہ لے کر اُس حجرہ میں گئی اور یا وارث کہہ کر دروازہ کھولا ضعیفہ کی حیرت کی انتہا نہ تھی جبکہ اُس نے دیکھا کہ حجرہ کے اندر ایک عجیب وغریب دُنیا ہے اور ہر قسم کا سامان مع حسین عورتوں کے اور لڑکوں کے مہیا ہے اور سب حکم کے منتظر ہیں ضعیفہ پر ایک عالم محویت طاری ہو گیا تو، بہو نے کہا کہ اے مادرِ مہربان آپ اس قدر تعجب نہ کریں کیونکہ "ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر" (اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے) اب آپ جائیں اور بھائی بدرالدین صاحب سے کہہ دیں کہ وہ تمام بستی میں اعلان کرا دیں کہ اَمّامن چرخہ والی کے یہاں آج وارثِ عالم نواز جلوہ فرما ہوں گے ہر کس و ناکس مع اہل و عیال اس جشنِ مسعود میں شریک ہو چنانچہ امامن اس مخاطبت سے ہوش میں آگئی اور بدرالدین صاحب کے مکان کی طرف روانہ ہوئی اور وہاں پہنچکر بدرالدین صاحب کو بہو کا پیغام پہنچایا۔ چونکہ بدرالدین صاحب امامن کی معاشی حالت سے کما حقہٗ آگاہ تھے اس لئے ان کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے مجمع عام کی دعوت کا انتظام کس طرح کرے گی۔ بالآخر اُنھوں نے امامن سے دریافت کیا کہ چونکہ میں تمھاری ناداری سے بخوبی واقف ہوں اس لئے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے وسیع پیمانہ پر مہمانداری کا انتظام کس طرح انجام پذیر ہوگا۔ امامن نے جواب دیا کہ بھائی ہمارا تمہارا سب کا وارث ہی وارث ہے وہ چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے اور تم تو بھائی ہو تو تم سے کیا پردہ ہے۔ اس لئے اگر اطمینان خاطر منظور ہو تو میرے ساتھ میری جھونپڑی

تک تشریف لے چلو۔ بدرالدین صاحب امامن کے ساتھ اُس کی جھونپڑی پر گئے امامن نے بدرالدین صاحب کو دروازہ پر کھڑا کر کے بہو کو واقعہ بتلایا۔ بہو نے کہا کہ وہ میرے بھائی ہیں اُن سے کیا پردہ ہے۔ گھر میں بُلا لو۔ چنانچہ بدرالدین صاحب جب جھونپڑی میں گئے تو اُن کی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی کیونکہ امامن کا مکان جس کو باہر سے جھونپڑی دیکھ کر آئے تھے اندر ایک عالی شان محل کا نمونہ نظر آتا تھا ہر موقع پر متعدد کمرے ساز و سامان سے آراستہ مکلف فرش سے پیراستہ۔ ہر سامان ضرورت قرینہ سے اپنی جگہ پر مزین۔ خادمان و کارکنان بہترین لباس سے مکلف اور معروف کارجن کی صورتیں لباس طرز تکلم عام انسانوں سے مافوق۔ یہ تمام سامان دیکھ کر بدرالدین صاحب مبہوت ہو گئے۔

امامن کی بہو نے جب بدرالدین صاحب کو اس قدر محویت کے عالم میں دیکھا تو یوں مخاطب ہوئی کہ بھائی بدرالدین آپ بھی تو آسی وارث کے نوازے ہوئے ہیں جس کی کہ میں ہوں۔ اس لئے تعجب کی کیا بات ہے۔ بدرالدین صاحب نے اپنی خود فراموشی کو سنبھالتے ہوئے کہا کہ بہن تمہارا کہنا سچ ہے مگر میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ میرے وارث کی ادنیٰ کنیز کا یہ مرتبہ ہے۔ بہن میں اب سب کچھ سمجھ گیا ہوں ابھی بموجب فہمائش تمام بستی میں اعلان کرتا ہوں۔ اس کے ماسوا اگر میرے لائق کوئی اور کار خدمت ہو تو بتلایا جائے۔ تو اُس نے جواب دیا کہ بھائی بہتر ہوتا کہ آپ تمام مہمانوں کی معیت میں حضور کے استقبال کو جاتے اور قبلۂ عالم کو میری جھونپڑی تک پہنچا کر خود بھی شریک دعوت ہوتے بدرالدین صاحب نے بخوشی اس استدعا کو بھی قبول فرمایا اور بستی میں اعلان کرا کے مہمانوں کو جمع کر کے اُس پالکی کو جو سرکار والا جاہ کے لئے قدرتی طور پر مہیا ہوئی تھی۔ اور جس کی آرائش و قیمت کا اندازہ مشکل تھا ہمراہ لے کر اپنے مکان واپس آ گئے اور امامن کی طرف سے سرکار میں عرض کی۔ حضور

Marfat.com

فوراً کھڑے ہوگئے۔ اور پالکی میں سوار ہوکر عجیب شان و اہتمام سے آمن کی جھونپڑی پر رونق افروز ہوئے۔ آمن کی جھونپڑی پر ہزار مرد و زن کا ہجوم تھا۔ کسی کو کسی کی خبر نہ تھی ہر شخص کسی نامعلوم مسرت سے از خود رفتہ ہو رہا تھا۔ آمن اور اُس کی بہو دیدار یار جمال وارث سے اپنے آئینۂ دل میں ایسی جلا محسوس کر رہی تھیں کہ تمام دنیا مجلا نظر آتی تھی اور نگاہیں بام حقیقت سے ٹکرا ٹکرا کر وارثِ حقیقی سے ہمکنار تھیں۔ حضور کی اجازت سے مہمانوں کے لئے دسترخوان بچھایا گیا۔ آمن کی بہو کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ہر شخص کھانا کھانے کے بعد برتن بھی جو نہایت خوبصورت اور قیمتی تھے اپنے ساتھ لے جائے۔ کوئی شخص یہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ آمن چرخہ والی کے یہاں دعوت کھا رہا ہے یا کسی بادشاہ کے یہاں۔ غرضکہ نہرآباد میں سرکار کے لطف و کرم کی ایسی نہریں جاری ہوئیں کہ کوئی تشنہ نہیں رہ گیا اور آمن اور اس کی بہو کو تو معلوم نہیں کیا عنایت ہوا۔ صلی اللہ علیٰ محمد۔ وعلیٰ آلہ وسلم۔

حضور قبلۂ عالم بعد چندے نہرآباد سے میسور روانہ ہونے لگے تو بستی بھر میں کہرام مچ گیا ہر شخص حضور کی جدائی کے تصور سے بے چین تھا۔ حضور نے سب کی تشفی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ "وہ فرید ناقص ہے جو پیر کو دور سمجھے اور وہ پیر ناقص ہے جو وقت پر کام نہ آئے" اور اس طرح بھی فرمایا کہ "اگر تم کو مجھ سے محبت ہے تو لاکھ کوس پر بھی میں تمہارے پاس ہوں۔"

شہر کو یم بتور اجنہ کی آبادی ۔ سرکار والا جاہ نہرآباد سے عبداللہ کی معیت میں میسور اور پھر میسور سے شہر کو یم بتور جہاں اجنہ کی آبادی تھی تشریف لے گئے اور وہاں پہنچکر بادشاہان اجنہ فاضل شاہ۔ محمد شاہ۔ میمون زنگی۔ سفیشیا۔ و۔ ہدوش۔ فہموش۔ و۔ سرطوش وغیرہ کو معہ اُن کے ارکین و لشکریان کے حلقہ بگوشی کا فخر عنایت کیا۔

Marfat.com

مقام تنیاری ۔ پھر وہاں سے مقام تنیاری جہاں ایک زبردست بت خانہ تھا، تشریف لے گئے اُس بُت خانہ میں ایک سہ منزلہ حوض تھا جس سے تمام اہل تنیاری پانی پیتے تھے مگر چونکہ مسلمانوں سے انتہائی تعصب تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت تکلیف تھی۔ حضور قبلۂ عالم نے اُسی بُت خانہ کے قریب قیام فرمایا اور واقعات سمجھ کر حوض کی جانب کچھ عجب انداز سے نگاہ کی کہ حوض کا تمام پانی خشک ہوگیا اور بالآخر تمام ہندو پجاری مسلمان ہو کر داخل سلسلہ ہو گئے۔

ترچناپلی ۔ اور سرکار عالم پناہ وہاں سے ترچناپلی روانہ ہوئے۔ اور وہاں نصراللہ خاں و سعداللہ خاں سوداگران کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ اور اہلِ قصبہ کو کچھ روز سرفرازی بخشی اور پھر وہاں سے جانب کوہ پڑنی گری روانہ ہوئے۔

کوہ پڑنی گری ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر ایک دیو جس کا نام شیر زر دیو تھا۔ کی حکومت تھی۔ وہ ہندو مسلمان سب سے اپنی پرستش کراتا تھا اور ایسا طلسم بنا رکھا تھا کہ ہر شخص اُس کا تابعدار تھا اور اس کے طلسم میں مسحور تھا حضور قبلۂ عالم نے وہاں پہنچ کر ایسا سحر محبت جگایا کہ اُس کا سارا طلسم بگڑ گیا اور تمام ہندو مسلمان حلقہ بگوش ہو گئے اور پھر وہاں سے حضور جانب کوہ آدیہ گری تشریف لے گئے۔

کوہ آدیہ گیری ۔ یہ وہ مقام ہے جہاں حب علی مجذوب وارثی بلخی کا مزار ہے اور وہاں کے باشندے اُس مجذوب کی پیشین گوئی کے باعث حضور کی تشریف آوری کے منتظر تھے اور وہاں شاہ ریاض الغیب کا بھی مزار ہے جو اپنی بادشاہت پر لات مار کر فقیر ہوگیا تھا۔ اُس پہاڑ کے بیشتر تیرہ و تار غاروں میں بڑے بڑے عبادت گذار بزرگ پائے جاتے ہیں جو سب حضور والا کی تشریف آوری کے منتظر تھے۔

Marfat.com

چنانچہ حضور والا نے کوہ آدیہ گیری پہنچ کر ہر طالب حق کو وہ فیوض و برکات تفویض فرمائے کہ سب کی سیری ہوگئی اور کوئی ناشاد نہیں رہ گیا۔ اور پھر وہاں سے **کوہِ حیات** اور وہاں سے **ملک مالابار** ہوتے ہوئے **کلی کوٹ** وغیرہ ہوتے ہوئے **راجہ سامودری** اور اس کی قوم کو داخلِ غلامی فرماتے ہوئے **بمبئی** پہنچے۔

سیاحت ۔ حضور کی تمام زندگی زیادہ تر سیاحت میں گذری اور پیادہ روی زیادہ پسند تھی اور یہی وجہ ہے کہ مکمل سوانح حیات دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے گو سوانح کے تحت لاتعداد کتابیں مختلف زبانوں میں مختلف واقعات کے ساتھ طبع ہوئیں مگر بمصداق سہ ؎
ہر کس بقدر ہمت اوست۔ جتنا جس کو علم ہو سکا اُس نے نقل کیا مگر سوانح حیات نامکمل رہی۔

اس لئے **سوانح حیات** کے متعلق اس قدر عرض کرنا کافی ہے کہ حضور قبلۂ عالم نے چھیاسی ۸۶ یا اٹھاسی ۸۸ سال اس دنیا میں اُس وارثِ حقیقی کی قدرتوں کے وہ مشاہدے کرائے کہ دنیا نظیر نہیں پیش کر سکتی۔

وصال شریف ۔ یہ بھی مصدقہ ہے کہ حضور والا نے تادم واپسیں اپنے خمخانہ محبت سے دنیا کو جام محبت عنایت فرمائے۔ اور بالآخر یکم صفر ۱۳۲۳ھ ہجری کو اپنے آباؤ اجداد کی یہ سنت بھی ادا فرمائی کہ حدودِ تعینات سے گذر کر اُس نقطۂ سرمدی سے واصل ہوگئے جو فی الحقیقت موجود مطلق اور وارث حقیقی ہے۔

رازِ حقیقت ۔ کی دراصل حقیقت یہ ہے کہ جو قطرہ دریا سے جدا ہو کر قطرہ کہلایا تھا۔ دریا میں واصل ہو کر دریا ہو گیا اور یہی وجہ ہے کہ وارث کے پرستار وارث کو زندۂ جاوید اور باقی گردانتے ہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ صاحبِ دل اصحاب

Marfat.com

جن کو اُس وارث عالم نواز سے سچی محبت ہے اور حقیقی عقیدت ہے اور ان کی چشم دل بینا ہے اب بھی وارث ہی کے جلوؤں سے دنیا کو منوّر پاتے ہیں اور ہر وقت اور ہر جگہ اپنے وارث کو دیکھتے ہیں اور جملہ فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

حصہ اوّل ختم ہوا

Marfat.com

حِصّۂ ثانی

ندائے غیبی و حدیث محبت

ملفوظات وارث | تعلیمات وارث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چونکہ اللہ جل شانہٗ نے اس کائناتِ عالم کی نمود کا باعث صرف محبت کو قرار دیا ہے اس لئے یہ بھی ضروری تھا کہ اس کائنات کا اختتام بھی محبت پر ہو، اسی لئے اللہ جل شانہٗ نے دنیا کے آخری دور میں اپنے حبیب کی نسل سے ایک خصوصی ذات نادرہ کو اپنے عاشق کی حیثیت سے اپنے حبیب کی خصوصیات کا وارث اور اپنی صفات نادرہ کا مظہر اور ہم نام بنا کر و نیز لباسِ عاشقی سے مستند و آراستہ و حسنِ مکمل سے پیراستہ فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا جس کی ہر ادا ہر اشارہ محبت سے مملو جس کا ہر کلام اور ہر لفظ بولتا ہوا جادو اور پُر تاثیر ہے اور خصوصاً کلامِ الٰہی اور حدیثِ نبوی کی بین تفسیر ہے جس طرح ندائے غیبی (یعنی) اللہ کی پکار یا اللہ کا کلام اللہ کے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک سے الفاظ کی صورت میں ظاہر ہو کر کلام اللہ کہلائی اور پھر اُسی کلام اللہ کی تشریح و تفسیر بھی اُسی اللہ کے حبیب کی زبانِ مبارک سے الفاظ کی صورت میں ظاہر ہو کر حدیث کہلائی (یعنی) کلام اللہ و حدیث نبوی

Marfat.com

میں صرف ظاہری ناموں کا فرق ہے مگر حقیقتاً مخزن اور مفہوم دونوں کا ایک ہے اوسی طرح اللہ کے عاشق اور اللہ کے حبیب کے حبیب اور وارث کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ بھی گو لبظاہر حدیث محبت یا ملفوظاتِ وارث کہے جائیں مگر حقیقتاً مفہوم کے لحاظ سے کلام اللہ اور حدیث نبوی کی کھلی ہوئی اور محبت بھری تشریح ہے اور خصوصیت یہ ہے کہ محبت کی تاثیر کے ساتھ توفیق اور ہدایت کے نمایاں اعجاز سے وابستہ ہے چنانچہ اگر کوئی شخص اس اعجاز کا امتحان کرنا چاہے تو میں اپنے تجربہ اور یقین کی بنا پر یقین دلاتا ہوں کہ وہ شخص اپنی خوش عقیدگی اور محبت سے حضرت مرشدنا و سیدنا وارث عالم نواز کے ان ملفوظات کی تلاوت کو روزانہ ایک وقت معینہ پر مداومت کرنے کو معمول بنالے تو یقیناً بہت جلد اُس کے دل کی دنیا میں عجیب و غریب انقلاب آجائے گا اور بہت ممکن ہے کہ اُس شخص کا شمار خدا کے صالحین اور مقرب بندوں میں ہو جائے " ولکن اللہ یھدی من یشاء وھو اعلم بالمھتدین -

وما علینا الا البلاغ

محبوب شاہ وارثی - ہندی العزبی

Marfat.com

حدیثِ محبت

ملفوظاتِ وارث

چونکہ یہ کثیر التعداد جماعت وارثیہ خصوصیات وارثیہ میں دو صورتوں پر منقسم ہے اس لئے صورتاً شانِ تفصیلی کے ساتھ ذکر کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ ایک جماعت وارثیہ جو تعداد میں کم ہے ملقب بہ فقراء خرقہ پوش ہے اور دوسری جماعت دنیا داروں کی ہے جو داخلِ سلسلہ ہونے کی حیثیت سے وارثی ہے۔

چنانچہ ملفوظاتِ سرکار وارثِ عالم پناہ میں ارشاداتِ عالیہ بھی اسی رعایت سے صادر ہوئے ہیں اس لئے یہاں سب سے پہلے وہی ارشادات نقل کئے جا رہے ہیں جن کی مخاطبت صرف فقراء خرقہ پوشان کی طرف ہے اور احکامات کے تحت صادر ہوئے ہیں۔ لیکن اس میں بھی دو قسمیں ہیں (۱ احکاماتِ خاص) و (۲ احکاماتِ عام)۔ احکامات خاص وہ ہیں جو خصوصی فقرا کو مجاہدات کی صورت میں صادر ہوئے ہیں۔ (مثلاً) کسی کو آنکھ بند کرنے کا اور کسی کو خاموش رہنے کا یا کسی کو متروکات قطعی سے (یعنی) مثلاً تخت مونڈھا کرسی پلنگ وغیرہ پر بیٹھنے کی اجازت اور کسی کو ترک حیوانات و نباتات کا حکم ہوا اور احکامات عام وہ ہیں جو عام خرقہ پوشوں کے لئے بغیر امتیاز و اختصاص بطور دستور العمل تعمیل کا حکم رکھتے ہیں چنانچہ اس جگہ صرف احکامات عام نقل کئے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

ارشادات عالیہ اور احکامات وارثیہ
برائے
عام فقراء وارثی

فرمایا فقیر خدا کا عاشق ہوتا ہے۔ اور عاشق کو چاہیے کہ وہی کرے جو معشوق کی مرضی ہو۔ نہ اُس سے مانگے اور نہ انکار کرے۔ اسی کا نام تسلیم و رضا ہے۔

مندرجہ بالا فرمان میں حضور قبلۂ عالم نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ فقیر کا دوسرا نام عاشقِ خدا ہے اس لئے ناظرین مطالعہ کتاب ہذا اس کا خیال رکھیں کہ جس جگہ عاشق کے محاسن بیان ہوں تو اُس کی مخاطبت فقیر ہی سے سمجھیں۔ بلکہ یوں ذہن نشین کریں کہ حضور وارثِ عالم نواز نے اس تعلیمی احکامات کے پردہ میں ایک طرف تو عوام کو فقیر کی شناخت کے لئے تمیز عنایت فرمائی ہے اور دوسری طرف فقیر کی اصلاح کے لئے تعلیم مدنظر ہے چنانچہ فقیر کو حکم دیا کہ "عاشق کو چاہیے کہ وہی کرے جو معشوق کی مرضی ہو" مطلب یہ ہے خدا اور اُس کے رسول کے حکم کی تعمیل فقیر کا فرض اولین ہے اور ساتھ ہی یہ جو ارشاد ہوا کہ "نہ اُس سے مانگے اور نہ انکار کرے" اِس کا مقصد یہ ہے کہ خواہشات سے کنارہ کش ہو کر راضی بہ رضا رہے اور پھر تشریح کے ساتھ اس طرح بھی ارشاد ہوا کہ۔

فرمایا عشق تین حرفوں سے مرکب ہے ع۔ش۔ق عین سے عبادتِ الٰہی مقصود

Marfat.com

ہے اور شین سے پابندی شرع شریف۔ اور قاف سے قربانی اُنس" اور پھر اس طرح بھی وضاحت فرمائی کہ فرمایا عاشق کی شروع میں عین ہے اور شرع کے آخر میں عین ہے۔ یہ اشارہ اس طرف ہے کہ جو کوئی شرع شریف کے درجات آخر تک طے نہ کرے وہ عشق میں کمال حاصل نہیں کرسکتا کمال یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہوجائے" اور یوں ہی قطعی طور پر فرمایا کہ ہر شخص پر اتباع سنت لازم ہے و پابندی شریعت ضروری ہے: اس جگہ لفظ (ہر شخص) سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ کوئی وارث شریعت سے مبرّا نہیں ہے بلکہ خاص طور پر وہ وارث جو لباس فقر سے آراستہ ہو اور اپنے کھانے پینے و نیز اپنی تمام ضروریات اور خواہشات سے باخبر ہو اس پر تو پابندی شریعت ضروری ہی ہے بلکہ جو فقیر بیہوش کہا جاسکتا ہو تو اس پر بھی سرمد علیہ الرحمۃ و شمس تبریز اور منصور علیہ الرحمۃ کی طرح احترام شریعت لازمی ہے۔ متعلقہ ممانعت کسب و متعلقہ تصدیق۔ فرمایا جس نے کسب و اسباب کو ذریعہ بنایا وہ فقیر نہیں ہے فرمایا اہل تصدیق کسب نہیں کرتے فرمایا کسب و اسباب پر بھروسہ رہے گا تو تصدیق محال ہے۔ فرمایا فقیر اُسی پر قناعت کرے جو بے طلب اُس کو غیب سے پہنچے۔ فرمایا جب فاقے ہوں تو ضبط کرے۔ فرمایا اگر سات روز کا بھی فاقہ ہوجائے تو زبان پر نہ لائے اور اللہ سے بھی نہ کہے کیا وہ نہیں جانتے جو اپنے پاس ہیں۔ فرمایا فقیر کو سوال حرام ہے فرمایا بڑی فقیری یہ ہے کہ مرجائے مگر کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے۔ فرمایا ہاتھ نہ پھیلائے بلا مانگے دے تو لے لے۔ فرمایا اپنا ہاتھ کسی کے سامنے نہ پھیلائے، چاہے مرجائے خدا سے بھی نہ کہے چاہے کتنی ہی تکلیف ہو۔ کیا اللہ نہیں دیکھتا۔ کسی عورت کا شوہر اگر ہزار کوس پر بھی ہو تو وہ اپنی بیوی کی خبر رکھتا ہے (دل کی طرف اشارہ فرماکر) تو وہ جو تمھارے اندر ہیں فکر نہیں کریں گے۔ فرمایا فقیر کو چاہئے اللہ سے بھی نہ مانگے۔ کیا وہ نہیں جانتا جو شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ فرمایا دعا مانگنا رضا و تسلیم کے

Marfat.com

خلاف ہے فرمایا فقیر کو چاہیئے نہ تکلیف سے گھبرائے اور نہ شکایت کرے۔ کیونکہ محبوب کی دی ہوئی چیز سے گھبرانا محبت کے منافی ہے اور محبوب کی شکایت مذہب عشاق میں کفر ہے۔ فرمایا فقیر کو چاہیئے کہ ہر حال میں خوش رہے اور زندگی کے دن کاٹ دے۔ تکلیف ہو تو شکایت نہ کرے اور آرام ہو تو شکر بجالائے فرمایا[۱۹] فقیر رضا و تسلیم پر قائم رہے اور بالکل لاطمع رہے فرمایا[۲۰] فقیر کو لازم ہے کہ بجز خدا کسی پر بھروسہ نہ کرے۔ فرمایا[۲۱] فقیر کو لازم ہے کہ دنیا کے واسطے کوئی کام نہ کرے اور خدا کے واسطے جان دیدے فرمایا[۲۲] فقیر کو کسی سے ناخوش نہ ہونا چاہیئے اس سے مطلب نہیں کہ اُس سے کوئی خوش ہے یا ناخوش فرمایا[۲۳] گنڈا۔ تعویز۔ دعا۔ بد دعا۔ کچھ نہ کرے۔ فرمایا[۲۴] فقیر نہ دوست کے لیئے دعا کرے نہ دشمن کے لیئے بد دعا کرے کیونکہ دوست دشمن کا پردہ ہے فرمایا[۲۵] دشمن سے بدلہ نہ لے۔ دشمن کے ساتھ سلوک کرے۔ شیر خدا کی سنت ہے۔ فرمایا[۲۶] فقیر وہ ہے جو اکنگ رہے فرمایا[۲۷] فقیر جورو بچوں کی محبت میں نہ پھنسے۔ فرمایا[۲۸] دنیا کی عورتوں کو اپنی ماں بہن سمجھے فرمایا[۲۹] فقیر کو چاہیئے کہ کسی کی چیز کو خیانت سے نہ دیکھے۔ فرمایا[۳۰] فقیر وہ ہے جو انتظام سے علٰحدہ ہو فرمایا[۳۱] فقیر وہ ہے کہ جس کے پاس بجز خدا کے کچھ نہ ہو۔ فرمایا[۳۲] فقیر وہ ہے جو اپنی بستی میں رہ کر خویش و اقربا کا ممنون نہ ہو۔ فرمایا[۳۳] عشق میں ترک ہی ترک ہے۔ ترک دنیا۔ ترک عقبیٰ۔ ترکِ مولا۔ ترک ترک اور اپنا تو فراق ہے۔ فرمایا[۳۴] جوگ نفس کشی کو کہتے ہیں اور نفس کشی لازمی ہے چنانچہ قرآن پاک میں آپ کی تعلیم موجود ہے "لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون" (یعنی) جس سے محبت کرتے ہو اُس کو ترک کردو۔ تو بتاؤ محبوب تر شے کیا ہے عرض کیا گیا کہ جان بہت عزیز ہے۔ ارشاد ہوا کہ بسا اوقات انسان جان دنیا بھی آسانی سے گوارا کرلیتا ہے اس لئے مما تحبون سے مراد انسان کی انانیت ہے جو کسی وقت ناپسند نہیں ہوتی۔

Marfat.com

پس فقیر کو چاہیئے کہ سامانِ عافیت ترک کر دے اور خیالِ عافیت کو دل سے نکال دے اور خدا کی محبت میں خوشی سے تکلیف اُٹھائے فرمایا[۳۵] مرجانا مگر سوال نہ کرنا خدا کی محبت میں مٹ جانا۔ مال اسباب جمع نہ کرنا۔ وضع کے پابند رہنا۔ تکلیف کی شکایت نہ کرنا۔ تکلیف و راحت سب خدا کی جانب سے ہے پھر شکایت کس سے کروگے۔ فرمایا[۳۶] معشوق کی دی ہوئی تکلیف کہیں میسر آتی ہے؟ فرمایا[۳۷] اپنی ہستی کو مٹانا عین فقیری ہے فرمایا[۳۸] عشق میں سر دے تو یہ ہمہم سر ہے۔ فرمایا[۳۹] بڑی بات یہ ہے کہ فقیر اپنی بستی میں نیک نام ہو فرمایا[۴۰] مقام حیرت میں فقراء برسوں پڑے رہتے ہیں ؎

چہ شبہا نشستم دریں دیر گم　　　کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

اس کے بعد منزلِ فیض و نبوت کا ظہور ہوتا ہے۔ فرمایا[۴۱] جب ماسوا اللہ کچھ نہیں رہا تو فقیر ہو گئے فرمایا[۴۲] اپنی تکلیف کو کسی سے بیان نہ کرے خدا سب دیکھتا ہے فرمایا[۴۳] فقیر وہ ہے کہ جو نہ کسی کی مِلک ہو اور نہ کسی چیز کا مالک ہو۔ فرمایا[۴۴] فقیر وہ ہے کہ جس کی کوئی سانس خالی نہ جائے (عرض کیا گیا کس سے) ارشاد ہوا۔ اللہ سے۔ فرمایا[۴۵] (اکثر تہبند مرحمت فرماتے وقت) لو یہی لباس زندگی ہے یہی تمہارا کفن ہے۔ فرمایا[۴۶] فقیر مر جائے تو اسی تہبند میں لپیٹ کر دفن کر دو یہی اُس کا کفن ہے۔ فرمایا[۴۷] فقیر کا جس جگہ انتقال ہو اُسی جگہ دفن کر دو اور اگر مجبوری سے دوسری جگہ لے جانا ہو تو پلنگ پر نہ لے جائے اور کفن میں تہبند دے کر دفن کر دو۔ فرمایا[۴۸] ٹوپی وجوتا تو فقط آرام کے لئے پہنتے ہیں اور فقیر کو آرام و تکلیف سب برابر ہے۔ ٹوپی جوتا جس طرح دنیا دار کے لئے ضروری ہے اسی طرح فقیر کے لئے جھگڑا۔ فرمایا[۴۹] ادب یہ ہے کہ راہِ طلب میں فقیر ننگے سر اور ننگے پیر رہے۔ فرمایا[۵۰] تکیہ کو پسند نہیں کرتے فقیر کو تکیہ کی ضرورت نہیں۔ فقیر کا تکیہ اللہ پہ ہو تو فقیر ہے۔ ہم نے کبھی تکیہ نہیں رکھا۔ فرمایا[۵۱]

Marfat.com

تخت۔ مونڈھا۔ پلنگ۔ کرسی۔ پر نہ بیٹھنا۔ اس پر بیٹھنے سے رعونت آتی ہے۔ انسان کا خمیر خاک سے ہوا ہے اور خاک ہی میں اُس کو ملنا ہے تو فقیر کو چاہیئے کہ انجام کو دیکھے اور زمین ہی کو اپنا بستر بنائے۔ فقیر ہمیشہ زمین پر سوتے ہیں۔ زمین پر بیٹھنا خاکساری کی دلیل ہے زمین پر بیٹھنا اور زمین پر سونا ہمارے باپ دادا کی سنت ہے (ایک میلاد خواں نے جو تہبند پوش تھا۔ میلاد خوانی کے وقت چوکی پر بیٹھنے کی اجازت چاہی تو حضور نے ناپسند فرمایا اور فرمایا کہ جانماز یا ممتاز فرش طاہر پر بیٹھ کر پڑھا کرو۔ فرمایا[۵۲] تقریبات شادی و غمی میں شرکت نہ کرنا۔ نماز میں امامت نہ کرنا۔ فرمایا[۵۳] مکان نہ بنانا چند دن کی زندگی کے لئے مکان بنانا فضول ہے فرمایا[۵۴] سیاحت کے لئے سواری کا انتظام بیکار ہے۔ فرمایا[۵۵] مال و زر فقیر کو نہیں چاہیئے۔ فرمایا[۵۶] زر، زن، زمین جھگڑا ہے اس کو چھوڑ دو تو آزاد ہو۔ فرمایا[۵۷] گمنامی کو دوست رکھو اور شہرت سے بچو۔ (جملہ ۵۷)

ارشادات مندرجہ بالا وارثی خرقہ پوش کے لئے حکماً صادر ہوئے ہیں جس کی تعمیل ہر وارثی خرقہ پوش کا فرض اولین ہے جو عامل ہیں وہ راہ پر ہیں۔ باقی گمراہ یا خود ساختہ ہیں۔ اس کے بعد ارشادات عالیہ اور تعلیمات وارثیہ متعلقہ وضاحت منزلِ فقر نقل ہوتے ہیں۔

Marfat.com

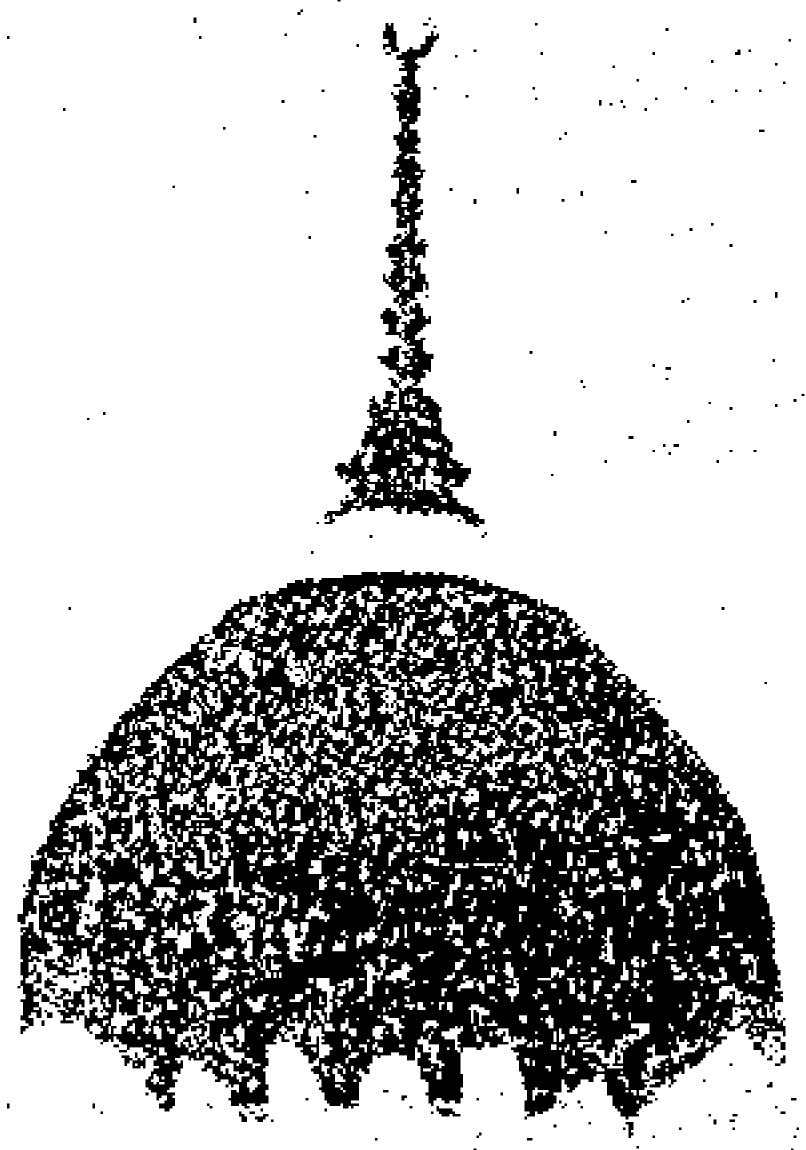

آستانۂ اقدس سرکار وارث علی شاہ قدس سرہ العزیز دیوہ شریف (بھارت)

Marfat.com

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

متعلقہ وضاحت منزلِ فقر

فرمایا[1] سلسلۂ فقر اہلِ بیت کرام سے ہے۔ فرمایا[2] فقیری بی بی فاطمہ سے ہے اور امام حسین علیہ السلام نے یہ فیض جاری کیا۔ فرمایا[3] تسلیم و رضا بی بی فاطمہ اور دونوں صاحبزادوں کا حصہ ہے۔ فرمایا[4] حضرت امام حسینؑ نے ایک رضائے معشوق کے لئے تمام خاندان کو میدانِ کربلا میں شہید کرا دیا۔ کوئی کیا سمجھ سکتا ہے۔ رمز عاشقی و معشوقی نازک ہے۔ فرمایا[5] فقیر تصدیق کے بعد مستغنی ہو جاتا ہے۔ فرمایا[6] فقیر کا خدا عاشق ہوتا ہے۔ فرمایا[7] عاشق وہ ہے جو معشوق پر جان قربان کر دے۔ فرمایا[8] یار کا تصور عاشق کی زندگی ہے۔ فرمایا[9] عاشق یار سے خبردار اور موجودات سے بے خبر ہوتا ہے۔ فرمایا[10] رضائے یار عاشق کا ایمان ہے۔ فرمایا[11] جس کو اپنی خواہشات کی خبر ہے وہ عشق سے بے خبر ہے۔ فرمایا[12] عشق اور چیز ہے اور علم اور چیز ہے۔ جہاں حضرتِ عشق آئے وہاں علم و عقل کا کام نہیں رہتا فرمایا[13] عشق جس کسی کو ملا ہے پنجتن پاک سے ملا ہے۔ فرمایا[14] معرفت کسبی چیز نہیں ہے محض وہبی ہے جس کو خداوند کریم اپنی معرفت دے دے کسی کا اجارہ نہیں ہے۔ فرمایا[15] سنا سنا آنکھ بند کرنے اور سانس روکنے سے اور حق حق کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کو خدا چاہتا ہے اپنی معرفت دیتا ہے یہاں کسب کا کام نہیں۔ فرمایا[16] محنت اور ریاضت سے دوسرے فائدے ہوتے ہیں۔ مزدور کی مزدوری ضائع نہیں ہوتی جو علم و عمل سے تعلق

Marfat.com

رکھتے ہیں۔ مگر۔ من توشدم تو من شدی۔ یہ کام عشق کا ہے اور عشق پر کسی کا زور نہیں (اُس کے بعد یہ شعر پڑھا)

بلبل وگل راہوائے دیگراست
من نمی دانم گدائے دلبراست

فرمایا مذہب عشق میں کفر واسلام سے غرض نہیں جو کچھ ہے معشوق ہے فرمایا جس کو معشوق چاہتا ہے اپنے عشق کی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے۔ فرمایا عاشق ایک ملامت ہے۔ انسان دنیا سے گذر جاتا ہے اور فراق میں مرجاتا ہے۔اسی فراق میں تو مزہ آتا ہے ورنہ کچھ نہیں۔ فرمایا منزلِ عشق میں ذات صفت ہوجاتی ہے اور صفت ذات فرمایا عشق میں انتظام نہیں۔ فرمایا عاشق کی سانس بلاکسب وذکر عبادت ہے فرمایا عاشق غافل نہیں سمجھا جاسکتا اس کی یہی نماز یہی روزہ ہے۔ فرمایا معشوق کی جفا کو بھی عاشق عطا سمجھتا ہے فرمایا عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں ملتا ہے فرمایا عاشق جو کچھ معشوق کی نسبت کہے وہ بجا ہے اور جو تعظیم کرے سزاوار ہے اور معشوق جو کچھ عاشق کی نسبت کہے وہ مقام تسلیم ورضا ہے عاشق کو چارہ نہیں۔عاشق اپنے معشوق کی تعریف ہر پہلو سے کرسکتا ہے نہ وہ گنہگار ہے نہ اُس پر عذاب وثواب ہے۔ لیلیٰ را بچشمِ مجنوں باید دید۔ پس دوسرا وہ آنکھ نہیں پاسکتا۔ فرمایا تمام صفات عشق ذات میں فنا ہوجاتے ہیں اور اس میں گم ہوجانے کو وصال کہتے ہیں۔خودی میں نہ رہنا ہی کمال ہے۔ عشاق جب اس درجہ پر پہنچ جاتے ہیں تو اپنی ہستی کو نیست کردیتے ہیں اُس کی مثال یہ ہے کہ جب آفتاب فلک پر نور افشاں ہوتا ہے تو ستارے مخلوق کی نظر سے کالعدم ہوجاتے ہیں۔جس طرح کواکب کا وجود آسمان پر ہے اسی طرح عشاق کا وجود معشوق میں بفحوائے "من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہ" (جو اللہ کا ہوا اللہ اُس کا ہوگیا) عاشق ومعشوق ایک ذات ہوجاتے ہیں۔بس اس میں تعجب کی کیا بات

Marfat.com

ہے کہ آفتاب حقیقی تمام انوار و اوصافِ عشاق کو اپنے میں جذب کرلے فرمایا[۲۹] عاشق کو ایک صورت کے سوا دوسری صورت حرام ہے فرمایا[۳۰] عاشق دین و دنیا سے بے خبر اور بے نیاز ہوتا ہے فرمایا[۳۱] عشق ایک بے نظیر معشوق ہے اور محبوب کی محبت کے اثرات اس میں کیمیا کا اثر رکھتے ہیں فرمایا[۳۲] عشاق بے خود وغیر مکلف ہیں اور دنیادار مکلّف ہیں فرمایا[۳۳] معشوق کی عطا ہو یا جفا عاشق کے لئے ایک راز ہے فرمایا[۳۴] عاشق نہ تعریف سے خوش ہوتا ہے نہ ملامت سے رنجیدہ فرمایا[۳۵] عاشق سب کو چھوڑتا ہے تو یار سے ملتا ہے فرمایا[۳۶] عشق میں کوئی غیر نہیں اور بجز یار کسی سے سروکار نہیں فرمایا[۳۷] جن کا عشق کامل ہے اُن کا شوق و جوش۔ حیات و ممات۔ وصال و فراق میں یکساں ہوتا ہے، نہ اُس کے لئے ترقی نہ تنزلی بلکہ ازدیاد نقصان سے منتزع ہوتا ہے فرمایا[۳۸] ایک زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ عاشق نہ ہجر کی شکایت کرتا ہے نہ وصل کی طلب فرمایا[۳۹] عاشق ایک ساعت بھی اگر معشوق سے غافل رہے گا تو وہ ساعت اُس کے لئے بمنزلہ موت ہے۔
فرمایا[۴۰] عاشق کو چاہیئے کہ معشوق کا ایسا فرماں بردار ہو جیسے غلام آقا کا ہوتا ہے (پھر یوں بھی فرمایا) کہ عاشق کا منصب یہ ہے کہ معشوق کے آگے سرِ تسلیم خم رہے۔ جیسے غسال کے ہاتھ میں مُردہ بے اختیار ہوتا ہے۔ فرمایا[۴۱] عاشق کو لازم ہے کہ سر کٹ جائے مگر شکایت نہ کرے کیونکہ قاتل بھی غیر نہیں ہے فرمایا[۴۲] عاشق ہر چیز میں معشوق کا جلوہ دیکھتا ہے۔ فرمایا[۴۳] عاشق کا کام رونا ہے۔ فرمایا[۴۴] کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عاشق شکایتیں کرتا ہے اور معشوق سُنتا ہے۔ فرمایا[۴۵] طریقِ عشق میں جو کرے وہ کئے جائے۔ بڑی وضعداری ہے۔ فرمایا[۴۶] جس نے جان قربان نہیں کی وہ عاشق نہیں ہے۔ لیلیٰ کے ہزاروں اور یوسفؑ کے لاکھوں چاہنے والے تھے۔ مگر یہ مجنوں اور زلیخا کا حصہ تھا پس جس کا حصہ ہوتا ہے وہی

Marfat.com

پاتا ہے فرمایا[۴۶] عاشق جس خیال میں مرتا ہے وہی خیال اُس کا حشر و نشر۔ قیامت دوزخ۔ بہشت بلکہ کثرت جذب میں خود ہی ہو جاتا ہے جس کو عشق و محبت نہیں وہ اُس کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ اس راہ میں چل سکتا ہے فرمایا[۴۷] خیال میں صورتِ معشوق نقش کرنا چاہیئے جو صورت نقش ہو گئی وہی بعد مرگ بھی قائم رہے گی بلکہ اُسی کے ساتھ حشر ہوگا فرمایا[۴۸] عاشق وہی ہے جو ذاتِ معشوق میں فنا ہو جائے فرمایا[۴۹] تسلیم و رضا تو جب ہے کہ شر کو بھی خیر سمجھے اور خیر تو خیر ہی ہے اور تکلیف بھی عاشق و معشوق کا ایک راز ہے فرمایا[۵۰] عشاق کو ہر حال میں ایک حال ہوتا ہے وہ ہر چیز سے اور مخلوق سے جو چاہیں کرا دیں فرمایا[۵۱] عشق کی اُلٹی چال ہے جس کو پیار کرتا ہے اُسی کو جلاتا ہے جس کو پیار نہیں کرتا اُس کی باگ ڈھیلی کر دیتا ہے فرمایا[۵۲] عاشق کبھی بے ایمان نہیں مرتا۔ فرمایا[۵۳] عاشق کا گوشت درندوں پر حرام ہے۔ اُس پر نہ سانپ کا زہر اثر کر سکتا ہے اور نہ شیر کھا سکتا ہے فرمایا[۵۴] اگر عاشق کی زبان سے کوئی غلط بات بھی نکل جائے تو اللہ اس کو صحیح کر دیتا ہے فرمایا[۵۵] عاشق کے خیال پر دین و دنیا کا انتظام ہے فرمایا[۵۶] عاشق کے مرید صادق کا انجام خراب نہیں ہوتا فرمایا[۵۷] معشوق کا ترسانا اور حجاب و عتاب ہی رحم و فضل ہے۔ (۵۷) جملہ (۱۱۴)۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ در تعلیمات وارثیہ

فرمایا ہاتھ پکڑنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک دل کو نہ پکڑے۔ فرمایا محبت ہے تو ہزار کوس پر بھی ہم تمہارے ساتھ ہیں، مندرجہ بالا فرمان میں قبلۂ عالم نے یہ تعلیم دی ہے کہ سرکار والاجاہ کے حلقۂ غلامی میں داخل ہونے والے کے لئے اوّل شرط محبت ہے اس لئے حقیقتاً وارثی وہی شخص کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے جس کو سرکار وارثِ پاک سے وہ حقیقی لگاؤ ہو جس کو محبت کہتے ہیں اور محبت کی تعریف میں یوں ارشاد فرمایا کہ محبت کا ادب یہ ہے کہ معشوق کی جس چیز کو دیکھو اچھی معلوم ہو" اس فرمان کے مطابق اب ہر وارثی کو یہ دیکھنا ہے کہ سرکار والاجاہ کی بظاہر وہ کون سی ایسی چیز ہے کہ جس سے ادابِ محبت کے تحت پسندیدگی کا تعلق ضروری ہے یا وہ کون سی ایسی چیز ہے جو سرکار عالم پناہ کی خصوصی یادگار یا خصوصی چیز کہی جا سکتی ہے جس سے آدابِ محبت کے تحت محبت اور لگاؤ ہر وارثی کے لئے محبت کی دلیل اور صحیح وارثی ہونے کا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کیونکہ قبلۂ عالم نے اپنی غلامی کی سند محبت کو قرار دیا ہے اور اس سند کی صحت اور تصدیق کے لئے اس فرمان کی تکمیل کو شناخت قرار دیا ہے چنانچہ مکرر یہ کرر اس طرح ارشاد فرمایا کہ محبت عین ایمان ہے، اور فرمایا کہ محبت کرو محبت، محبت ہی سب کچھ ہے بے محبت نماز روزہ بھی

Marfat.com

سب بیکار ہے، دیکھو واقعہ کربلا کو کہ لوگ نماز پڑھتے تھے اور روزہ بھی رکھتے تھے مگر محبت دل میں آلِ عبا کی نہ تھی تب تو یہ خاش پر کمر باندھ کر ستیاناس ہوئے، اس فرمان میں بھی قبلۂ عالم نے اس بات کی تصدیق فرمائی ہے کہ جس طرح اہلِ کوفہ بھی جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتے تھے مگر چونکہ دلوں میں محبت سرتاج دو عالم شاہ مدینہ کی نہ تھی اس لئے وہ اُس یادگارِ رسول کریم ؐ اور خصوصی نشانی کی تمیز نہ کر سکے اسی طرح ہر وہ وارث کہنے والا کہ جس کے پاس محبت کی سند کی دلیل موجود نہ ہو حقیقتاً وارثی نہیں ہے۔ قبلۂ عالم نے اپنی خصوصی چیزوں میں بظاہر صرف دو چیزیں دنیا میں ہماری محبت کے امتحان کے لئے چھوڑی ہیں اور وہ دو چیزیں اوّل (حضور کا لباس) اور دوسری چیز (حضور کا کلام) یعنی ملفوظات ہیں۔ حضور کا نادرہ لباس (یعنی) پیلا احرام ہے جو اس قدر مشہور اور ظاہر ہے کہ ہر غیر وارثی بھی دیکھ کر فوراً شناخت کر لیتا ہے کہ یہ لباس بوارثِ عالم نواز ہے۔ مگر چونکہ یہ لباس بے شمار مختلف صورتوں میں زیب تن دکھلائی دیتا ہے اسی لئے حضور قبلۂ عالم نے بالتشریح (ہر) کا لفظ استعمال فرمایا تاکہ غلط فہمی نہ ہو اور یہ سمجھ میں آجائے کہ ہر لباس سے محبت کرنے والا ہی میری محبت کا دعویدار ہو سکتا ہے اس لئے لازم ہو جاتا ہے کہ آدابِ محبت کے تحت ہر لباس کا یکساں طور پر احترام کرے گو یہ لباس مختلف صورتوں میں زیب تن نظر آتا ہے مگر محبت کرنے والے کی نظر بھی تو لباس والے کی صورت سے آشنا ہے اس لئے وہ ہر صورت میں، لباس، کے تحت اپنے معشوق ہی کو دیکھتا ہے بلکہ یوں کہتا ہے۔ ع۔

ہر لحظہ بشکل دگر آں یار بر آمد

وہ جانتا ہے کہ سب نام اُسی نام والے کی طرف سے ہیں کہ جس کا نام دل پر نقش

Marfat.com

ہے اور ورد زبان ہے اُس لئے صورت یا نام کی تخصیص یا نئے اور پرانے کی تفریق سے اُس کو سروکار نہیں ہے بلکہ اُس کے لئے صرف لباس ہی وارث عالم نوازکی وہ خصوصی چیز ہے کہ جس کے باعث وہ بلا امتیاز و اختصاص ہر صاحب لباس کا یکساں طور پر شیدائی ہے خصوصیت برتنے والا گویا سرکار والا جاہ کے فرمان کے مطابق قبلۂ عالم کے نام اور صورت و لباس کا شیدائی نہیں بلکہ کسی دوسرے کا عقیدت مند ہے۔ اس لئے وارثی نہیں ہو سکتا۔ ایک دوسرے ارشاد میں قبلۂ عالم نے اور واضح طور پر فرمایا کہ جس نے فقیر کو خوش رکھا اُس نے ہم کو خوش رکھا اور جس نے ہمارے نقیر کو خوش رکھا اُس نے ہم کو خوش رکھا اور جس نے ہمارے فقیر کو رنج دیا اُس نے بلاشک ہم کو رنج پہنچایا۔ اس فرمان میں بھی تخصیص اور تفریق کے بجائے صرف فقیر کا لفظ استعمال کیا ہے کسی اپنے خصوصی فقیر کی جانب اشارہ بھی نہیں فرمایا ہے۔ کیونکہ ہر خرقہ پوش اُسی وارث کی نظر انتخاب کی نوازش سے نمونہ سرکار والا جاہ ہے اس لئے اُس سے محبت، سرکار سے محبت کی دلیل اور اُس کا احترام سرکار والا جاہ کا احترام ہے۔ فرمایا محبت میں شاہ و گدا کا فرق نہیں ہوتا، اس فرمان میں بھی تفریق کی ممانعت کا حکم صادر ہو رہا ہے (یعنی) بجز وارث کے نام اور بجز وارث کے تصور نئے یا پرانے یا خصوصی کی تفریق وارث پاک کی محبت سے جدا کرتی ہے۔ یہاں سب برابر ہیں، دوسری چیز حضور قبلۂ عالم کا کلام (یعنی) ملفوظات ہیں، حضور کے کلام کی طرف توجہ اور حضور والا کی تعلیمات پر عامل ہونا ہی وارث پاک کی محبت کی دلیل ہے۔ فرمایا محبت ہے تو سب کچھ ہے فرمایا محبت کا خاصہ ہے کہ محبوب کا عیب بھی ہنر معلوم ہوتا فرمایا انسان اُسی کے ساتھ رہتا ہے

Marfat.com

جس سے محبت ہوتی ہے۔ فرمایا[11] محبت بھی خدا کا ایک راز ہے۔ فرمایا[12] محبت کسی کو ہنساتی ہے اور کسی کو رُلاتی ہے فرمایا[13] بام حقیقت کی کمند محبت صادق ہے۔ فرمایا[14] محبت کی حقیقت تحریر و تقریر میں نہیں آسکتی فرمایا[15] فرشتوں کو محبت جزوی ملی ہے اور انسان کو محبت کامل دی گئی ہے فرمایا[16] محبت میں رقابت ضرور ہوتی ہے فرمایا[17] محبت وہ چیز ہے جس کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا فرمایا[18] محبت میں ادب اور بے ادبی کا فرق نہیں ہوتا فرمایا[19] محبت میں بے ادبی عین ادب ہے فرمایا[20] دنیا کی محبت انسان کو حیوان سے بدتر بنادیتی ہے فرمایا[21] ایمان خدا کی محبت کا نام ہے فرمایا[22] جو شخص جس سے محبت کرتا ہے اُسی کے ساتھ اُس کا حشر ہوتا ہے فرمایا[23] جو تم سے محبت کرے اُس سے محبت کرو فرمایا[24] محبت سے کچھ نہیں جب تک دلی تصدیق نہ ہو فرمایا[25] کتابیں پڑھنے سے کیا ہوتا ہے تصدیق اور چیز ہے فرمایا[26] خدا ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے، خیر و شر سب اُسی کی جانب سے ہے مگر تصدیق مشکل ہے فرمایا[27] تصدیق ہزاروں میں ایک کی ہوتی ہے۔ ہر شخص کا حصہ نہیں، پھر اُس کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا، فرمایا[28] صاحب توحید ہونا آسان ہے اور صاحبِ تصدیق ہونا مشکل ہے فرمایا[29] جس کو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ جاکر کیا کرے گا۔ وہاں جاکر بجز پتھر کے اور کیا دیکھے گا، خدا تو ہر جگہ ہے، کعبہ تو ایک چھت ہے۔ فرمایا[30] مدینہ منورہ میں ایک مولوی صاحب بار بار کہتے تھے کہ "ان اللہ مع الصابرین" دوپہر کو جب ہوا گرم ہوئی تو مولوی صاحب گھبرائے۔ پانی بھی اُن کے پاس ختم ہو چکا تھا اُس وقت ہم نے کہا "إِنَّ اللهَ مَعَ الصَّابِرِينَ" تو مولوی صاحب خفا ہو گئے۔ پس زبان سے کہنا اور

Marfat.com

بات ہے اور دل سے تصدیق اور چیز ہے فرمایا [31] مکہ معظمہ میں ایک مولوی صاحب
"نحن اقرب الیہ من حبل الورید" کا وعظ بہت کہا کرتے تھے۔ اُن کے پاس
ایک معمولی فرد تھی اُس میں سردی معلوم ہوئی۔ میرے پاس دو کمبل تھے وہ شب کو
ایک کمبل مانگنے آئے، ہم نے کہا کہ "نحن اقرب الیہ من حبل الورید" سے
نہیں مانگتے اُس کے بعد فرمایا فرمایا [32] زبانی جمع خرچ سے کچھ نہیں ہوتا جب تک
دلی تصدیق نہ ہو فرمایا [33] جس کو تصدیق ہے وہ خدا سے بھی نہیں مانگتا فرمایا [34]
انسان کو چاہیئے کہ خدا پر بھروسہ رکھے جب خدا نے اُس کی ضروریات کا ذمہ لیا
ہے تو ہر کام بن جائے گا۔ جب ذمہ دار اللہ ہے تو اندیشہ بے کار ہے مگر تصدیق چاہیئے
فرمایا [35] نماز روزہ اور چیز ہے تصدیق اور چیز ہے اگرچہ تصدیق مانع صلوٰۃ نہیں
مگر حالت ضرور قابل لحاظ ہے فرمایا [36] جو شخص نماز نہ پڑھے وہ ہمارے حلقۂ بیعت
سے خارج ہے فرمایا [37] نماز ضرور پڑھنی چاہیئے۔ یہ نظام عالم ہے اگر یہ چھوڑ دی
جائے گی تو عالم کے انتظام میں خرابی آجائے گی فرمایا [38] نماز وہی ہے جو حضور
قلب کے ساتھ ہو (پھر ایک بار یوں بھی) فرمایا [39] کہ نماز برابر پڑھے جائے اگر
ایک سجدہ بھی ہو گیا تو تمام نمازیں ہو گئیں فرمایا [40] نماز روزہ اور چیز ہے ایمان
اور چیز ہے، نماز تو رکن اسلام ہے، اگر لاکھ روپیہ کی چیز رکھی ہو تو اُس کا بھی خیال
نہ کرے بس یہی ایمان ہے فرمایا [41] مسجد میں پیدل جانے سے ہر قدم پر ثواب ملتا ہے
فرمایا [42] جمعہ کی نماز میں سنت گھر پر پڑھ کر جانا سنت ہے فرمایا [43] جمعہ کی
نماز کے بعد لوگ چار رکعت ظہر پڑھ لیا کرتے ہیں یہ شک کی بات ہے اور ہمارے
یہاں شک نہیں فرمایا [44] جو شخص چھپ چھپا کر نماز پڑھتا ہے نماز ہو جاتی ہے۔ فرمایا [45]

Marfat.com

ہر شخص پر اتباعِ سنت اور پابندیٔ شریعت لازم ہے فرمایا شریعت میں خود بینی منافیِ آداب عبدیت ہے فرمایا شریعت ایک انتظامی بات ہے اگر انتظام نہ ہوتا تو سب کام بگڑ جاتے۔ بولتے کو تو سبھی نے پوجا مگر اس بولتے کو کوئی نہیں پوجتا ہے

بولتا تھا نار میں اور نور میں — تھا انا الحق بولتا منصور میں
بولتا ہی احمد مختار تھا — بولتا ہی حیدر کرار تھا
بولتے کو بولتے کی چاہ ہے — بولتے ہیں دیکھو تو اللہ ہے
بولنا گر جسم سے جاتا رہا — پھر کسی سے بول کیا جاتا رہا

فرمایا جس قدر ہمارے مرید ہیں وہ ہماری اولاد ہیں جس کو جس قدر ہم سے محبت ہے اسی قدر اپنے بھائیوں سے تعلق ہوگا جو لڑکا اپنے باپ سے محبت کرے گا اُس اپنے بھائیوں سے اتفاق ہوگا فرمایا پیر بہت ہیں مرید مشکل سے ملتا ہے فرمایا مرید ہونا چاہیئے۔ مرید ہو تو پیر کے سینہ پر چڑھ کر حاصل کر سکتا ہے۔ فرمایا پیر کو بھی مرید بہت ملتے ہیں مگر بامراد قسمت سے ہاتھ آتا ہے جیسے خواجہ حضرت سعید کو غوث پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو خواجہ معین الدین چشتی حضرت بابا صاحب کو حضرت سلطان نظام الدین اولیا محبوب الٰہی حضرت علاءالدین کو حضرت شمس اور حضرت محبوب الٰہی کو امیر خسرو اور حضرت مخدوم بہاری کو مولانا مظفر فرمایا مرید کی ترقی کا زینہ ادب ہے فرمایا مرید اس طرح پیر سے ملے جس طرح قطرہ دریا سے مل جاتا ہے اور پھر اُسے کوئی قطرہ نہیں کہتا فرمایا پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے جو پیر کی شکل ہے یہی سب کچھ ہے پیر کی ذات میں فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول کا مرتبہ مل جاتا ہے (اور تمثیل میں مولانا کا یہ شعر پڑھا ہے

Marfat.com

۵ چونکہ ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

فرمایا[55] جو مرید پیر کو دور سمجھے وہ مرید ناقص ہے اور جو پیر مرید سے دور ہے وہ پیر ناقص ہے فرمایا[56] پیر کی صورت میں خدا ملتا ہے پیر کی صورت ہر وقت سامنے رہے اور وہی صورت ہر جگہ نظر آنے لگے یہی فنا فی الشیخ ہے۔ فرمایا[57] مرید کو کامل یقین کرنا چاہئے مرید ہونا چاہئے۔ مرید ہو تو خاک کے ڈھیرے سے لے سکتا ہے۔ فرمایا[58] مریدی دل سے ہوتی ہے اور دل مسلمان ہوتا ہے فرمایا[59] ہر جگہ ایک ہی نشان دیکھے جگہ جگہ مرید ہونا ہر جائی عورتوں کا سا شیوہ ہے فرمایا[60] قیامت کے دن ہم اپنے مریدوں کو خدا کے سامنے پیش کر دیں گے کہ اتنے تیرے بندوں نے میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے میں شہادت دیتا ہوں۔ وہ رحیم و کریم ہے یقین ہے کہ ضرور کرم فرمائے گا۔ فرمایا[61] ایک صورت پکڑ لو وہی تمہارے ساتھ یہاں رہے گی اور وہی قبر میں اور وہی حشر میں ساتھ ہوگی فرمایا[62] جس کے تصور میں مروگے اسی کے ساتھ حشر ہوگا فرمایا[63] جس صورت کا خیال پختہ ہو جائے گا وہی صورت بعد مرگ بھی قائم رہے گی فرمایا[64] خدا محض آسمان پر نہیں ہے ہم تم میں چھپ کر سب کو دھوکے میں ڈال دیا ہے بس ایک صورت کو پکڑ لو خدا مل جائے گا فرمایا[65] انسان جس چیز کو مضبوط پکڑ لے اور اس پر رک جائے وہی اس کا خدا ہے فرمایا[66] جب کوئی مصیبت پڑے ہمارے پیر کا تصور کرو فرمایا[67] اور تصور کا قاعدہ یہ ہے کہ تصور کرے اور جب صورت قائم ہو جائے تو پھر اس صورت کے دل صنوبری کی جانب متوجہ ہو اور دل کی آنکھ سے دیکھے فرمایا[68] تصور کے متعلق آنکھ بند کر کے کیا دیکھتے ہو آنکھیں کھول کے دیکھو آنکھیں ہوتے ہوئے نابینا ہو جانا خدا کی ناشکری ہے فرمایا[69] تشریح کی توجہ دینے کے متعلق فرمایا کہ جس کے

Marfat.com

دل میں محبت نہ ہو اُس پر کیا اثر ہوگا فرمایا[70] شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے یہاں دل کے شجرہ سے کام ہے فرمایا[71] فقیر کم اور مشائخ زیادہ ہوتے ہیں چونکہ منزل عشق سخت دشوار گذار ہے اس لئے طالب اس راستہ کو مشکل سے پسند کرتے ہیں فرمایا[72] جس کو سب شیطان کہتے ہیں وہ اس راستہ میں دوست بنجاتا ہے دشمنی نہیں کرتا فرمایا[73] لا الٰہ الا اللہ زبانی کہنا اور ضرب لگانا اور بات ہے۔ بے دیکھے کسی چیز کا خیال محال ہے دیکھ کے عاشق ہونا ممکن ہے فرمایا[74] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُس چرواہے کو اپنی شریعت کی رو سے منع کیا سو وہ ناپسندیدہ ہوا اور اس کا وہی خلاف شرع کرنا پسند ہوا اس کو دل سے تعلق ہے فرمایا[75] کسی کو بُرا نہ کہو نہ بُرا سمجھو فرمایا[76] کسی کے مذہب کو بُرا نہ کہو کیونکہ اُس کے ملنے کے بہت سے راستے ہیں (الطریق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق) فرمایا[77] تعمیلِ خواہشاتِ نفس امّارہ خدا سے دور رکھتی ہے فرمایا[78] جو شخص اپنا کام آپ کرنا چاہتا ہے تو اللہ میاں بھی علیحدہ ہوجاتے ہیں اور جو اللہ کے بھروسہ پہ چھوڑتا ہے تو اللہ اُس کے کام کو پورا کردیتا ہے۔ فرمایا[79]۔ یقین کے ساتھ خدا کو مددگار جانو۔ وکفیٰ باللہ وکیلاً فرمایا[80] خدا تم میں ہے مگر تم دیکھ نہیں سکتے فرمایا[81] من و تو کا جھگڑا جائے تو خدا کا جلوہ نظر آئے فرمایا[82] موحّد ہونا مشکل ہے فرمایا[83] آج کل توحید ٹکے سیر بِکتی ہے بھیک مانگتے ہیں، بڑی چیز یہ ہے کہ مرجائے مگر ہاتھ نہ پھیلائے۔ توحید کی آج کل قدر نہیں فرمایا[84] محبت کرو سب سے کچھ نہیں ہوتا فرمایا[85] ایمان محبت کاملہ کا نام ہے فرمایا[86] جب تک خودبینی ہے حقیقت سے حجاب رہے گا خودپرستی حجاب کو بڑھاتی ہے اور مقصود سے دور رکھتی ہے اور بیخودی حجاب کو اُٹھاتی ہے فرمایا[87] کسی کی عداوت کو دل میں جگہ نہ دو فرمایا[88] جس کی قسمت میں جو ہے وہ ضرور ملے گا اگر زندگی میں نہ ملا تو مرتے وقت ملے گا اگر مرتے وقت نہ ملا

Marfat.com

تو اُس کی قبر میں ٹھونس دیا جائے گا فرمایا[89] دنیاداری دوکانداری ہے فرمایا[90]
جو کچھ ہے لگاؤ ہے باقی جھگڑا۔ سب دکھلانے کی چیز ہے اگر لگاؤ نہیں تو خاک فرمایا[91]
ہمارے یہاں مجوسی، عیسائی، سب مذہب والے برابر ہیں کوئی فرق نہیں فرمایا[92] رام اور
رب ایک ہی چیز ہے فرمایا[93] اگر دبدھا نہ رہے تو مسجد مندر میں ایک ہی دکھائی دے۔
فرمایا[94] مسجد۔ مندر۔ گرجا ہیں جہاں جائے سوائے ایک شان کے کچھ نہ دیکھے فرمایا[95]
جس کے دل میں یہ بات۔ ہے کہ یہ کام ہوتا ہے کہ نہیں تو وہ کام نہیں ہوتا کیونکہ وہ
دبدھا میں پڑا ہے۔ نہیں بہ ضرور ہوگا۔ فرمایا[96] یقین اعتقاد کی روح ہے جس میں
یقین کی کمی ہے فرمایا[97] خدا پر بھروسہ ہے تو وہ خود سامان کر دے گا فرمایا[98]
خدا نے ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے (اور بعد میں یہ پڑھا کرتے تھے) ”وکلّ
امرمرھون باوقاتھا“ فرمایا[99] (نقش وعملیات کے متعلق) کہ یہ سب واہیات
خرافات ہے میرے یہاں تو محبت ہی محبت ہے اور محبت کی تعریف یہ ہے کہ
”یُحب اللّٰہ یحبھم ویحبونہ“ جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا اُس کا ہو جاتا
ہے فرمایا[100] یہاں دوئی کا گذر نہیں فرمایا[101] (انگریز یا یہودی کو مرید کرتے وقت) دیکھو
موسیٰؑ کلیم اللہ۔ عیسیٰؑ روح اللہ اور محمدؐ رسول اللہ کسی کو بُرا نہ کہنا فرمایا[102] (پیشہ ور
سے بیعت لیتے وقت) ہاتھ کے سچے رہنا، ظلم نہ کرنا (درزی سے) کپڑا نہ چرانا (دوکاندار
سے) پورا تولنا فرمایا[103] اپنی وضع پر قائم رہنا۔ اگر ایک وضع بھی بن گئی سب کچھ ہے۔
فرمایا[104] جو خدا کو پہچانتے ہیں وہ بندوں کی پرواہ نہیں کرتے فرمایا[105] خدا کا ملنا صرف
تہبند پر موقوف نہیں طلب سچّی ہو تو وہ ہر لباس میں مل سکتا ہے فرمایا[106]۔ رنج پہنچے
تو صبر کرو اور راحت ملے تو شکر کرو فرمایا[107] منصور کی بیتابی نے منصور کو دار پر

چڑھایا فرمایا[108] (ہند و حلقہ بگوش کو) برہمن بچا لو اور تہر کو نہ پوجو اور جھٹکے کا گوشت نہ کھاؤ[109] فرمایا توحید سے واقف ہونا دشوار ہے[110] فرمایا ذکر اسدی کرے تو جناب شیر خدا کے برزخ کا تصور کرے اور تکمیل اس کی یہ ہے کہ ذاکر ذکر اسد اللہ الغالب میں ایسا فنا ہو کہ ذکر کرتے وقت ذاکر کے ہر عضوِ بدن سے شیر الہٰی کی شان نمودار ہو[111] فرمایا (مجلس سماع میں لوگوں نے حال کے متعلق دریافت کیا) خدا کی رحمت ہے بہت اچھا ہے مگر حال لانے والا مردود ہے[112] فرمایا مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا۔ کوئی اپنے دل اور زبان کو دوسرے کے لیے کیوں خراب کرے[113] فرمایا کل بنی آدم کا شمار اُمتِ محمدی میں ہے کیونکہ آں حضرت پر نبوت کا اور قرآن پر صحائف آسمانی کا خاتمہ ہو گیا اس لیے نہ اب کوئی نبی آئے گا نہ کتاب نازل ہوگی بس اگلی پچھلی۔ سب اُمتوں کا شمار اسی اُمت میں ہے۔ بجا آوری حکم سب پر یکساں ہے جو پیرو ہیں وہ راہ پر ہیں بقیہ منکر، گمراہ۔ لیکن اُمت کی حیثیت سے سب ایک ہیں باغی رعایا بھی اُسی کی کہلائے گی جس کی وہ ہے[114] فرمایا عبادت صرف نماز ہی نہیں ہے اپنی خانہ داری میں ضروریات کی چیزیں لانا۔ بیوی کی کفالت کرنا۔ بچوں کی دلداری، غلام لونڈی کی پرورش، حوائج ضروری سے فارغ ہونا، کھانا، کھلانا، سب عبادت ہے۔ (ایک صاحب نے دریافت کیا کہ تعزیہ داری تو ممنوع ہے نہ کرنا چاہیے)[115] فرمایا (ایک پرجوش لہجہ میں) کہ سنا سنا لوگ چاہتے ہیں کہ فاتحہ درود بھی بند ہو جائے۔ مگر نہ یہ بند ہوا ہے نہ کبھی بند ہوگا۔[116] فرمایا خاندان قادریہ سے جن کو نسبت ہے اُن پر جادو ٹونے کا اثر نہیں ہوتا[117] فرمایا جانتے ہو، حج مقبول کس کا نام ہے؟ (پھر خود ہی ارشاد فرمایا) کہ عاشق و معشوق سے مل جائے اس کا نام

Marfat.com

حج مقبول ہے فرمایا[۱۱۸] سرمد تسلیم و رضا کے بندے تھے۔ سر دیا اور اُف تک نہ کی، نہ فتویٰ دینے والے رہے نہ سلطنت رہی مگر ایک سرمد کی جگہ لاکھوں سرمد پیدا ہو گئے فرمایا[۱۱۹] (گیارھویں شریف کے متعلق) فرمایا[۱۲۰] کہ مقام ہو ایک عجیب مقام ہے (بحساب ابجد) ھ کے پانچ اور واؤ کے چھ مل کر گیارہ ہوئے۔ حضرت غوث پاک کی یہی منزل تھی۔ انتہا یہ کہ گیارھویں والے میاں مشہور ہو گئے۔ فرمایا[۱۲۱] آدمی ہونا چاہیئے۔ آدمی ہونا مشکل ہے (کسی قدر سکوت کے بعد) آدمی اُسی وقت ہوتا ہے جب لطیفۂ قلب ذاکر ہو کیونکہ لطیفۂ قلب حضرت آدم کے زیر قدم ہے اور معیت اقربیت حاصل ہے۔ فرمایا[۱۲۲] جو نشیب و فراز میں رہے گا اُس کو خدا نہیں ملے گا جو اس سے نکل جائے اُس کی نجات دنیا میں ہو جائے فرمایا دس آدمی کا رزق بانٹ کر کھائے فرمایا[۱۲۳] ہر انسان کو چاہیئے کہ اپنے نفس اور طبیعت کو قابو میں رکھے انجام کار کامیاب ہوگا، اگر نفس کی باگ ہاتھ سے چھوٹ جائے گی تو اس وجود کو سزائے دار دی جائے گی ؎

چوں قلم در دستِ غدارے بود
لاجرم منصور بر دارے بود

فرمایا[۱۲۴] کافر بھی مثل مومن کے ہے اور واصلِ مقصودِ حقیقی۔ اگرچہ راہِ وصل میں اختلاف ہے۔ مگر محبتِ اہلِ بیت شرط ہے۔ فرمایا[۱۲۵] اگر طلب صادق ہے تو دستار مولویت کو طاق پر رکھ دو ؎ پست شو تا فیض حق فائض شود ہر کجا پستیست آب آنجا رود

فرمایا[۱۲۶] جب انسان اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم اس کے تحت میں آجاتا

Marfat.com

ہے وحوش وطیور سب مطیع ہو جاتے ہیں فرمایا۱۲۹ طالب کے واسطے صرف "نفخت فیہ من روحی" کافی ہے۔ اس لئے ہم خدا کی ملکیت میں ہیں اور خدا ہماری ملکیت میں ہے کسی اور سے طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہے فرمایا۱۳۰ شیطان پر کبھی لاحول پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شیطان خدا کا رقیب نہیں ہے "ان اللہ علی کل شیء قدیر" فرمایا۱۳۱ دنیا فساد کا گھر ہے اور اہل دنیا خدا سے دور رہتے ہیں۔ دنیا کی محبت بری چیز ہے۔ فرمایا۱۳۲ اس کائنات کا نام دنیا نہیں ہے۔ غفلت کا نام دنیا ہے فرمایا۱۳۳ معشوق کے ملنے نہ ملنے سے واسطہ نہ رکھے جو دل میں سما گیا اُس پر قائم رہے بے غرض و بے مطلب جو محبت ہے وہ ایک آتشِ جگر سوز ہے جس کو عشق کہتے ہیں یہ ایک بے اختیاری چیز ہے۔ اس کی کوئی تدبیر نہیں ہے نہ اس کو کسب سے تعلق ہے۔ یہ آگ جس کے دل میں پیدا ہوئی۔ بدن چھوڑتے وقت اُس کی صورت معشوق کی ہو گی فرمایا۱۳۴ "اہل وعیال والے کی نسبت کہ" میری وجہ سے دنیا کو نہ چھوڑ۔ تیری دنیا داری عبادت ہے فرمایا۱۳۵ جو خدا کل امراض کو دور کر سکتا ہے وہ بھوک اور پیاس کی زحمت کو بھی مٹا سکتا ہے۔ فرمایا۱۳۶ جس کی نظر دوست پر ہے اُس کا کوئی دشمن نہیں ہے۔ فرمایا۱۳۷ "مشائخ عظام کے متعلق" کہ وہ طریقے سب انتظامی ہیں اگر انتظام نہ ہو تو سب کھیل بگڑ جائے سب ایک سے ہو جائیں فرمایا۱۳۸ شرط انصاف بھی ہے کہ سونے چاندی کے ہموزن شیرینی تقسیم کی جائے (حضور والا اپنی دادی صاحبہ کے پاس سے اشرفیاں لاتے لوگئی حلوائی کو دیتے اور اُس کے ہموزن بتاشہ لے کر بچوں کو تقسیم کرتے تھے) فرمایا۱۳۹ اپنے میں جو سانس چلتی ہے بس یہی ذات ہے۔ اس کی تصدیق مشکل ہے فرمایا۱۴۰ جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہے، اُس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا فرمایا۱۴۱ نقل کو دیکھنے سے کیا ہوتا ہے اصل کو دیکھنا

Marfat.com

چاہئے۔ فرمایا[۱۴۲] انا الحق سب پکارتے ہیں اور فنا فی اللہ ہونے کو موجود ہیں مگر انا الشیطان یا انا یزید کوئی نہیں بولتا یہ بات مشکل ہے۔ فرمایا[۱۴۳] علماء ظاہر کی کیا اُلٹی چال ہے کہ جو دیکھ کے سجدہ کرتا ہے اُسے کافر کہتے ہیں اور جو بغیر دیکھے سجدہ کرتا ہے اُسے مومن۔ فرمایا[۱۴۴] "من کان فی ھذہٖ اعمیٰ ھو فی الاخرۃ اعمیٰ" جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا رہے گا۔ فرمایا[۱۴۵] اگر شوق کامل ہو اور طلبِ صادق ہو تو ہر ذرہ میں حبیب کی دید نصیب ہو سکتی ہے۔ فرمایا[۱۴۶] جس پر سرِ توحید منکشف ہو جاتا ہے وہ جانتا ہے۔ زبان سے اس راز کا ادا ہونا مشکل ہے۔ فرمایا[۱۴۷] موحدین شیطان اور رحمٰن میں فرق نہیں کرتے اور عشاق شیطان کو بُرا نہیں سمجھتے ہیں۔ بلکہ واقعہ ابلیس ایک قسم کا خاص سبق ہے۔ لیکن شریعت کے رو سے ابلیس نے یہ غلطی ضرور کی کہ آدم کو غیر سمجھا۔ فرمایا[۱۴۸] علم وہی حاصل کرے جو مرتے وقت کام آئے اور وقتِ موت کلمہ زبان سے نکلے اگر زبان سے کلمہ نہ ادا ہوا تو علم کس کام آیا۔ فرمایا[۱۴۹] نفوس کو ذائقہ موت ہے اور روح کو ذائقہ موت نہیں۔ قرآن میں اللہ فرماتا ہے "کل نفسٍ ذائقۃ الموت" یہ نہیں فرماتا "کلّ روحٍ ذائقۃ الموت" فرمایا[۱۵۰] باوجود اقتدار ایک عضو خاص کو بیکار کر دو اور کام نہ لو۔ شیطان کو بغل میں رکھ کر یادِ خدا کرنا بڑی بات ہے اور بڑا کام ہے۔ از نفسِ خود سفر کردن بڑی منزل ہے۔ فرمایا[۱۵۱] ہماری منزل عشق ہے جو کوئی دعوئی جانشینی کرے وہ باطل ہے۔ ہمارے یہاں کوئی نہ چمار ہو یا خاکروب۔ جو ہم سے محبت کرے وہ ہمارا ہے منزل عشق ہیں جانشینی نہیں جو ہم سے محبت کرے وہی ہمارا خلیفہ ہے فرمایا[۱۵۲] قرض لینا انسان کے دستار کو ضائع کرتا ہے فرمایا[۱۵۳] اپنی بھلائی چھپاؤ اور کسی کی برائی نہ دیکھو فرمایا عمداً کسی کی حق تلفی نہ کرو۔ فرمایا کہ انسان کو چاہئے کہ زمین کی جانب اختیار

Marfat.com

کرے کہ سب کا بوجھ اٹھائے اور اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈالے فرمایا[۱۵۷] حسد سے ایمان خراب ہوتا ہے کسی نے عرض کیا کہ تہتر فرقوں میں بہتر ناری ہیں اور ایک ناجی ہے تو وہ کون سا فرقہ ہے فرمایا[۱۵۸] جو حسد سے الگ ہو اور جو حسد میں شامل ہے وہ بہتر میں شامل ہے۔ ح۔ س۔ د کل بہتر ہوئے فرمایا[۱۵۹] حریص حرماں نصیب ہوتا ہے فرمایا[۱۶۰] لالچ ذات کا بیٹی خیمہ ہے فرمایا[۱۶۱] وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو۔ فرمایا[۱۶۲] دوسرے کا احسان یاد رکھو اور اپنا احسان بھول جاؤ فرمایا[۱۶۳] کسی بندہ پر احسان کرنے سے خدا کے اُن احسانات کا شعور ہوتا ہے جو ہر وقت وہ بندہ نواز تم پر کرتا ہے اور یہ شعور حاصل ہونے سے شکر کے ہوتا ہے اور شاکرین میں شمار ہو جاتا ہے فرمایا[۱۶۴] بھائی بھائی میں محبت ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اُن کو باپ سے محبت ہے فرمایا[۱۶۵] دشمن سے بغض نہ رکھو کیونکہ بغض کی کثافت دل کو خراب کرتی ہے فرمایا[۱۶۶] اگر کسی کے ہاتھ سے تکلیف پہنچے تو قبل اس کے کہ وہ منفعل ہو تم معاف کر دو فرمایا[۱۶۷] باوجود اختیار کے دشمن سے بدلہ نہ لو کیونکہ فاعل حقیقی ایک ہے تو بدلہ کس سے اور کون لے گا۔؟

ایک عالم صاحب حضرت مستقیم شاہ صاحبہ کے عرس کے متعلق معترض ہوئے کہ مستورات کا عرس جائز نہیں ہے۔ (حضرت مستقیم شاہ صاحبہ وارثیہ صرف حضور کے ممتاز فقراہی میں نہیں بلکہ حضور کی عاشق صادق تھیں چنانچہ حضور وارث پاک نے خود ان کا عرس بمقام فتح پور ضلع بارہ بنکی۔ جہاں اُن کا مزار ہے قائم کیا تھا) فرمایا[۱۶۸]۔ مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ روح کو موت نہیں اور جب مخلوق کی یہ حالت ہے تو اولیاء اللہ کی شان میں تو فرمان موجود ہے " اولیاء اللہ لایموتون " پس جو کچھ اولیاء اللہ کے لئے ہوتا ہے وہ زندہ نذر ہے اور ہمارے نزدیک تو عورت ہو

Marfat.com

ہو یا مرد جو طالب مولا ہو وہی مذکر ہے مولوی صاحب آپ ہی بتلائے کہ مستقیم شاہ صاحبہ نے طالب مولا ہیں سر کھولا یا طلب عقبیٰ ہیں۔ مولوی صاحب نے ندامت سے سر جھکا لیا۔

ایک پنڈت جی سے حضور قبلۂ عالم نے دریافت کیا کہ بتاؤ جب پرہلاد نے عالمِ ذوق میں برہم (یعنی معبود حقیقی کا نام رٹنا شروع کیا اور اُس وقت اُس کا باپ ہرناکس جو بہت طیش میں آگیا اور اپنے لائق بیٹے سے کہنے لگا کہ خبردار میرے سامنے رام کا نام نہ لینا ورنہ تلوار سے سر اُڑا دوں گا۔ پرہلاد نے جب باپ کی یہ بیجا مخالفت سُنی تو اُس کو بھی جوش آگیا اور اُس نے بھی حالتِ وجد میں اپنے باپ سے کہا کہ (مجھ میں رام۔ تجھ میں رام۔ کھڑک۔ کھم سب میں رام) یعنی مجھ میں تجھ میں کھڑک کھم سب میں اُس خدائے واحد کا جلوہ موجود ہے اُس کے یہ کہتے ہی ستون یعنی کھم پھٹ گیا اور برہم کی صورت شیر کے چولے میں نمودار ہوئی جس نے ہرناکس کو پارہ پارہ کر دیا۔ تو سوال یہ ہے کہ پرہلاد نے مجھ میں تجھ میں تلوار اور ستون چار چیزوں میں برہم کے جلوے کا ذکر کیا۔ مگر صورت برہم کی صرف ستون (یعنی) کھم سے ظاہر ہوئی اور باقی تین چیزوں سے نہیں ظاہر ہوئی تو سوال یہ ہے کہ ستون کی کیا تخصیص تھی جب کہ وہ سب چیزوں میں موجود ہے۔

پنڈت جی نے مؤدب عرض کیا کہ میں اس کے جواب سے قاصر ہوں، تب حضور نے۔ فرمایا سُنو سُنو پنڈت جی۔ پرہلاد نے مجھ میں، تجھ میں، کھڑک، کھم، چار چیزوں میں شاہد حقیقی کے جلوے کا اظہار کیا تھا۔ کھم یعنی ستون پر آکر رُک گیا تو جہاں رُکا وہیں سے خدا ظاہر ہو گیا۔ (جمالہ ۲۸۲)

Marfat.com

شجرۂ وارثیہ

اے خدا بہرِ محمد مصطفےٰ
دل میں میرے نورِ ایماں کر عطا
اے خدا بہرِ جنابہ فاطمہؓ
دے مجھے توفیقِ تسلیم و رضا
اے خدا بہرِ علی مرتضےٰ
عشق میں اپنے مجھے کر مبتلا
از پئے حسنینؓ اے میرے خدا
راستہ اپنی محبت کا دکھا
بہرِ جانِ پنجتنؑ وارث علی
کھول دے یارب مرے دل کی کلی
ان کی الفت میں مجھے کر دے فنا
اپنے وارث پر میں ہو جاؤں فدا

ہو کرم کی اک نظر محبوب پر
خاتمہ ہو جائے وارث نام پر

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّمْ

(ختم شد کتاب ندائے غیبی)

Marfat.com

کتاب

ندائے غیبی

ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علی کرم اللہ وجہہ

زیر اہتمام
سلیم الیاس پریس
بیرا ندرہ روڈ
لاہور

حضرت شیخ محبوب شاہ وارثی ہندی العربی

ہدیۂ
دعائے خیر

Marfat.com